

جلد حقوق محفوظ

ان ناول کے نام مقام کروار اور
کہانی سے تعلق رکھنے والے اداوں
کے نام فرمائی ہیں

مکمل سیٹ

- ۱۔ پتھر کا آدمی
- ۲۔ دوسرا پتھر
- ۳۔ خطرناک انگلیاں

پبلشرز سلطان محمد
پریشرز تاج دین پریس
ڈیزائنرز کتابی دنیا لاہور

پیشکش

خطرناک انگلیاں ملاحظہ فرمائیے اور پھر ایک ضرورت کی ضرورت
کیجئے۔ جو کتاب سے کہتی تھی اور پھر وہ سچے سچے اس کی طرف توجہ
نہ دے سکا۔ پتھر کا آدمی، پتھر کا ناول، اسی طرح
دوسرا پتھر ناول دے گا۔ اب یہ ناول فیبر ۱۹۸۲ چوتھی ضرورت ہے۔
ایک میری حالات کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ اسراہنی جگر سے
جلد چھٹا کارڈیں ہوتا ہے۔ میں دعا کرتے رہے کہ یہ کی طرح آگے ضرورت
کے قابل ہو جاؤں۔

پہلی بار ایک صاحب کے خط کے جواب میں کہ مجھ پر
ڈکٹیشن شپ اور اسلام کی بات تھی۔ اسی پر ایک بھائی بہت
بڑا فرقہ خیز ہے اور فرمایا کہ میں نے اچھری باتیں کی ہیں۔ بھائی
صاحب سوال کی کتابت سے وہ ایک جواب تھا۔ کوئی مقدار نہیں
تقریباً کہ نہیں پڑھا تھا۔

اچھا اب چوری بات سن لیجئے اور پھر پھر پر الزام لگائیے گا کہ
میں حکومت سے کوئی انعام لینا چاہتا ہوں یا ایک سرمایہ دار گھر لے
کے نام سے منسوب انعام کا منتفی ہوں۔ اگر میں اس سوال کے جواب
میں کوئی حلقہ لکھ رہا ہوں تو ان کی سطح پر مندرجہ ذیل پر توجہ
”شہنشاہیت نے اسلامی سماجی ارتقاء کی راہ روک لی تھی“

درت دنیا کو بھانت بھانت کے ازموں (1595) کا

مندر دیکھنا پڑتا۔

اور بھائی اسلام کو تشابہ بنالیا ہے یا رنگوں نے جسے دیکھو ایک
نئی تفسیر لئے دھڑا اڑا ہے۔ لیکن اب وہ وقت دور نہیں۔ جب
دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ انشاء اللہ۔ عالم اسلام
بیمار ہو رہے۔

ابن اس خیاں کو دل سے نکال دیجئے کہ میں اپنے ہی جیسے
کسی انسان سے انعام کا خواہاں ہوں۔ اس کا تصور بھی مجھے احساس
کتری کے گریبے میں دھکیل دے گا۔ میرے لئے میرے اللہ کا بھی
انعام کافی ہے کہ کتب فروش میرا کتابوں کو کرکشی نوٹ بہتے
ہیں۔

امید ہے کہ آپ کی نشی ہو گئی ہوگی۔ بھائی صاحب اگر میرے
سر میں لیڈری کا سودا سمانا تو کبھی کا لیڈریں کہ آپ تک دریا بڑو
ہو چکا ہوتا۔ کیا مجھے! میری طرف سے بہ گمان نہ ہوا کیجئے۔ میں
ہمیشہ غریب مسلم قوم کے ساتھ رہا ہوں اور انشاء اللہ مرتے
دم تک رہوں گا۔ کیونکہ میں بھی غریب ہی ہوں۔ عزت ہی میں پرش
سنبھالا تھا۔ اور اللہ سے دعا ہے کہ غریبوں کے ساتھ مجھے
آٹھائے۔ آپ کی باتوں نے مجھے حیرت زیادہ دکھائی کہ دیانے
بہر حال خدا آپ کو خوش رکھے۔ والسلام

امین

آئی ایس آئی والوں نے ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ کیونکہ کرنل منگت پر بغیر
فلکروائے ہوئی کے کرے میں بیہوش پڑا ملا تھا اور پروفیسر شکور کا کہیں پتا
نہیں تھا۔ پولیس پہلے ہی سے پروفیسر شکور سے متعلق پوچھ گچھ کرتی پھر رہی
تھی۔ کہ کسی طرح اس کی رسائی دینا۔ پولیس تک ہو گئی۔

ایک زیر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے بحیثیت ایکسٹران ڈوگن سے
رپورٹ طلب کر لی جو دینا۔ پولیس کی نگرانی کر رہے تھے۔ یہ نظیر الملک اور جیس تھے۔
پولیس سرز نظیر الملک بولا۔ پولیس کو کئی دفن سے پروفیسر کی تلاش تھی۔
وہ دینا۔ پولیس تک جا پہنچی۔ پروفیسر کئی دفنوں سے غائب تھا۔ کبھی کاؤٹر کلرک
کے پاس تھی۔ پولیس نے کبھی حاصل کر کے کوہ کھولا۔ وہی سے کوئی کرنل منگت
اس حال میں برآمد ہوا کہ اس کا جبر زمینوں سے جڑا اجڑا تھا۔ بحالت بیہوشی
ملا تھا۔ ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق اسے انہیں کے انکسٹن کے تحت رکھا گیا
تھا۔ اسے بالآخر آئی۔ ایس آئی والے لے گئے۔ پروفیسر کے کرے سے اس کے
کاغذات بھی برآمد ہوئے ہیں جو پولیس کے بیان کے مطابق جعلی ہیں۔
کرنل منگت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے مجھے ایک ٹھنڈے
ذہن مطلع کروڑ ایک زیر دے کیا۔

بہت بہتر کہہ کر رابطہ متعلق کر دیا گیا۔

آپ پروفیسر شکور آئی۔ ایس آئی والوں کا بھی ٹارگٹ بن گیا تھا۔ ایک
ڈیپٹی ڈائریکٹر مجر شہاب پوچھ گچھ کرتا ہوا۔ شہاب جو بد رہی کچھ بھی پہنچ گیا۔
میں نے اسے پروفیسر شکور کی حیثیت سے پہچانا۔ اس نے بھی مجھے پہچان
لیا۔ لیکن دینا۔ پولیس میں اس کے قیام سے متعلق میں کچھ نہیں جانتی۔ اس نے

بجے بتایا تھا کہ وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ مقیم ہے۔ شہلا چودھری میجر شہاب کو اپنا بیان کھراوا کر رہی۔ راضی کل ہیں اس کے مطابق کہ میں تنہا دوسرا نہیں ہوں۔ کلب کے سیکریٹری بریگیڈیر صاحب نے اس کی اجازت دیا تھی۔ وہ بھی پرنس کے پڑانے شناساؤں میں سے تھے۔ اور کلب کے متعدد دھرموں کی سفارش پر دوستوں اور اس کے نام جاری کیا گیا تھا۔

”آپ خصوصیت سے انٹرنیشنل نہیں ہیں، میجر شہاب نے پوچھا۔
 ”صرف اس حد تک کہ میں نے پرنس سے بہت کچھ سیکھا تھا۔
 ”دینار جوئل تو آپ ہی لوگوں کی ملکیت ہے۔ میجر شہاب نے پوچھا۔
 ”جی ہاں۔“

”کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ اس نے قیام کے لئے بھی آپ ہی کے جوئل کا انتخاب کیا۔“

”ہر سکتا ہے حیرت انگیز ہو۔ لیکن اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔“

دینار جوئل کے میٹرو اور کاؤنٹر کلرک اپنی نوکریوں سے بیزار نہیں تھے جو کوئی ایسا بیان دے بیٹھے جس سے ملک کی بیٹی پر حوت آئے۔
 ”اُدھر کرل فیضی نے عراق کے سلیطے میں سرسلطان کا ناظرہ بند کر رکھا تھا۔
 ”فرن پرچنگنگ جوئل تھی۔ آخر سرسلطان نے ایک بار بھلا کر کرل فیضی کو جواب دیا۔
 ”عراق خیر میں موجود نہیں۔ میں نے ایک کام سے اسے ملک کے باہر بھیجا ہے لہذا آپ لوگ براہ کرم اس کے غیبت کا محاصرہ ختم کر دیجئے۔ ورنہ میں اس بات کو آگے بڑھانے پر مجبور ہو جاؤں گا۔“

میاں تو بات ختم ہو گئی۔ لیکن اُدھر نظر الملک نے بیک زبر و کو روٹ دیا۔
 ”سنگزاد کی لاش کو شمالی علاقے کی طرف براہ کنگ پہنچانے کے لئے کرنل حکرم کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ وہ بروقت آئے گی۔ پہلی بیڈ پر پہنچ گیا اور ایک ایلی کو میٹر کے ذریعے لاش شمالی علاقے کی طرف روانہ کر دی گئی۔ لیکن دو دن گزر جانے کے بعد

میں پہلی کو تیرا نہیں آیا اور کرنل حکرم میںاں پرنس فیئر شکور کے کمرے میں جا گیا۔
 پرنس فیئر حکرم کا بیان ہے کہ اُسے کچھ لوگوں نے اغوا کیا تھا اور بددی مارتیا کے انجمن میں لگائے رہے تھے۔

”ٹھیک ہے۔ بلیک زبر نے اکیس ٹکی آواز میں کہا۔ تم دونوں آئی۔ امی۔ آئی۔
 داروں کی مصروفیات سے مجھے آگاہ رکھو۔“

نظر الملک نے رابطہ منقطع کر کے جس جس کو اس گفتگو سے آگاہ کیا اور جس تک کر بولا۔ میری مصروفیات میں غلطی پڑ رہی ہے۔ ان مصروفیات سے آج کل میں میری تفریح اور نظیر اکبر آبادی کو پڑھ رہا ہوں۔

”اس کے باوجود میں تمہاری صحت پر متور رہے۔“

”سو میں بھی ہوں آدمی۔“

”میر تقی میر نے کہا تھا فائدہ پہنچے گا۔“

”آہ وزاری کا سلیقہ پیرا ہو گا اور میں اس دور کے کلچر کو سمجھنے کے قابل ہر سکون لگا۔“

”سو میں بھی ہوں آدمی۔“

”اسی وفد کے کلچر کو تم نے سمجھ لیا تو نہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔“

”وہی فائدہ جو ڈراوڑی سے پہنچ رہا ہے۔“ جس ڈراوڑی پر ہاتھ پیر کر بولا۔

”فعلی کو اس مدت کو۔ تم وقت ضائع کرنے کی مشین بننے جا رہے ہو۔“

”ہم کیوں کر ہے جو وقت ضائع کرنے کی مشین نہیں ہے۔ کون دھڑی سے کہہ سکتا ہے کہ وہ جو کہ میں کر رہا ہوں اسے اس افادیت کا حامل ہے۔“

”اور وہی کاڑھی قسم کی بولنے لگے ہو۔“

”مصلحت کا نتیجہ ہے۔“

”میں کہتا ہوں ختم کر دے یہ کجاس رستہ ہے جہزف جس میں بیٹے لگا ہے۔“

”منزور بیٹے لگا ہو گا۔ اُسے چھوٹ ہی آتی ملی ہوئی ہے۔ یہ میں نہیں آتا کہ

بیٹیشی عمران دی گر میٹ کس دماغ کے آدمی ہیں۔ ہم میں سے کوئی خدا سی کچھ

جی لے تو قیامت اور اس کے لئے چھ برائیاں بریہ کا انتقام۔ اب شراب بند کر دی گئی ہے
 تو وہ چرس پے گا۔
 "عدوی نے بڑے زور سے اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہم شراب بند کر کے توڑ دیں گے۔
 آپ آخر کیا کرنا چاہتے ہیں۔"
 اور کہیں چلنے کی بجائے گئی تو جھنگ کا کام کرو۔"
 "جگے جگے چرس پیشکی اجازت دلو اور دیکھتے۔"
 ادھر جھنڈ چرس کے ایکٹر ٹکٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ وجہ یہ ہوئی تھی
 کہ جو شیدی اسے سبلائی کرنا تھا دھر گیا۔
 دفتر ایک میل پہلی محنت سے ملاقات ہوئی وہ اسے دیکھ کر رکتی ہوئی
 آہستہ سے بولی۔ "کیا تم شیدی جمال کے گاہک ہو؟"
 "ہاں ہاں۔" جوزف نے زور سے سر ہلایا۔
 "کیفے میکم جیسے جاؤ۔ مالک کا نام میرا ہے۔"
 "بہت بہت شکریہ قانون۔" جوزف کے دانت نکل پڑے۔ وہ کیفے
 میکم کی طرف روانہ ہو گیا جو اسی گڑی ہی بسنے کے ایک گشت میں واقع تھا۔
 شیدی جمال پکڑا نہ جاتا۔ لیکن اس نے بھروسوں اور پولیس کے درمیان آنکھیں
 چلی مشورہ کرادی تھی۔ دراصل وہ پولیس افیسر ہی تھا اور اسی لئے دھڑلے
 سے پرنس کرتا تھا لیکن پھر اس نے پولیس کو بھی دھوکا دینا شروع کر دیا اور
 ہاتھ بڑھ کر آگے۔ جوزف کی شناسائی صرف اسی سے تھی اور کسی کو نہیں جانتا تھا
 وہ کیفے میکم پہنچ گیا۔ اس کی مالکہ ایک بوڑھی یورپیہ عورت تھی۔ شراب بند
 سے تھکی ہوئی میکم بار تھا۔
 جوزف کا دفتر کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "میں شیدی جمال کا گاہک ہوں۔"
 "کیا چاہتے؟" بوڑھی نے بے رحمی سے پوچھا۔
 "ایکٹر ٹکٹ۔۔۔"

"وہ تمہیں یہاں نہیں ملے گا۔"
 "مگر میں جمال کا گاہک ہوں اور مجھے یہاں بھیجا گیا ہے۔"
 "میں جی دیکھ رہی ہوں کہ تم یہیں کھڑے ہوئے ہو۔ لیکن ایکٹر ٹکٹ کا پرنس
 دوسرے کے پاس ہے۔ تمہیں بند گاہ کے علاقے میں جانا پڑے گا۔ یہ کارڈ رکھو۔"
 اس نے کارڈ نمٹنے کے نیچے سے ایک نوڈنگ کارڈ نکال کر جوزف کی طرف بڑھا دیا۔
 جوزف نے اس پر نظر ڈالی کسی شاخہ ماہی کا نام اور بہت تحریر تھا۔ وہ اس کا شکریہ
 ادا کر کے وہاں سے جی چل پڑا۔ پھر وہ شاخہ ماہی کی جگہ چیت گیا تھا۔ اس کے ہاتھ
 میں اپنا کارڈ دیکھ کر شاخہ نے تھوڑی سی شکل بنائی اور بولا۔ "یہاں کہاں دھرا
 ہے ایکٹر ٹکٹ؟ جمال اس لئے دھر گیا کہ مال ساتھ لے کر جاتا تھا۔"
 "پھر کڑھ چلے گا۔" جوزف نے پوچھا۔
 "ماہی بند ہے۔ ٹرالر بے جھڑا۔ مال وہیں ہے۔ نہیں اُدھر ہی چلنا پڑے گا۔
 گھبراؤ نہیں گاؤں ہے اچھی۔ تمہیں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔"
 "جیسے گا۔" جوزف سر ہل کر بولا۔
 شاخہ ماہی کی کھڑا کیا اس نے پتھر کو وہ ماہی بند کی طرف روانہ ہو گیا۔ شاخہ
 خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ جوزف نے خود ہی اندازہ لگایا کہ شاخہ بہت خوش اخلاق
 اور پیارا آدمی ہے۔ ماہی بند پر پہنچنے پہنچتے وہ فون میں گاؤں میں پہنچنے لگی۔ اور ٹرالر
 میں پہنچتے ہی شاخہ ماہی نے ہانگ لگائی۔ جوزف جمال کے لئے کافی لاؤ۔
 "ارے نہیں اس کا کیا جروڑ؟" جوزف کے دانت نکل پڑے۔
 "وہ جوزف جھانی۔ اس وقت تم یہاں ہو۔" وجہ تک یہ سبک پڑا۔
 ایکٹر ٹکٹ ہی والا ہے۔"
 جوزف دیر سے ترسا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ٹکٹ چھب کر سگ نے لگا۔
 اتنے میں کافی بھی آگئی۔ گویا چھب ہی سے تیار تھی۔

جذبات جس جس کافی کے گھونٹ اور گھٹ کے کش پنے لگا۔ لیکن اسے ہوش
 نہیں کہ پہلے کافی ختم ہوئی تھی یا نہ تھی! دوبارہ ہوش آیا تھا اس کے ساتھ پیر
 بندے سے ہٹتے تھے۔ اور راز حرکت کر رہا تھا۔
 راز کے کچلے سے میں وہ تھا نہیں تھا۔ اسی کی طرح آٹھ دس بار بھی بندے
 پڑے ہوئے تھے۔
 "عشش شاہا بھائی! کھڑے ہو۔" جھنڈے نے ایک جھنڈے پر چھا۔
 "بھائی کہتے ہو، قسانی بے سالا قسانی!" جھنڈے پر پتا نہیں چلائی تھی
 یہیں کہاں لے جا رہا ہے؟
 جھنڈے کا صحن خشک ہونے لگا۔

عمران بے دست و پا بستر پر پڑا ہوا تھا۔ بے دست و پا کیوں کہ قوت رادی
 نہ چلنے کہاں سفر کی ہوئی تھی۔ ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ ذہن بالکل سپاٹ تھا۔
 اسیادداشت کا یہ عالم تھا کہ کبھی یاد نہیں آ رہا تھا۔ بستر پر چوت پڑا ہوا تھا کہ کتنے بار
 یہ ایک چھوٹا سا کہیں تھا۔ دیوار سے لگے ہوئے کلا کہنے بارہ بجائے گئے
 کی آواز اسے ایسی لگی تھی۔ جیسے کھر پڑی پر بارہ چھوڑے چل گئے ہوں۔
 خشک اس وقت سے کہیں کا دروازہ کھولا۔ اور ایک چھوٹی سی شرابی
 سمیت اندر داخل ہوا۔
 یہ ایک سیاہ فام آدمی تھا۔ اس نے سوچ ہی کر کے کہیں میں روشنی کر دی
 عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ "ناشتہ کرو۔" ندان آنکھیں تھیں۔
 "میں آٹھ نہیں کھتا۔ عمران نے کہا۔
 "کوشش کرو۔ میں تمہارے منہ میں کچھ تو نہیں دوں گا۔" سیاہ فام بولا۔

"اچھا تو مجھے آٹھ چھینے میں مدد تو دے سکتے ہو؟"
 "اچھا۔ دیکھتا ہوں؟" کہہ کر سیاہ فام نے اسے بستر پر بٹھو جانے میں مدد کی
 مکی کی اسٹیرے۔ "عمران نے خیف آواز میں پوچھا۔
 "نہیں راز ہے۔ سیاہ فام نے جواب دیا۔ "بڑے ہیگنوں کا شکار ہو رہا ہے۔"
 "اچھا۔" اچھا عمران نے کہا۔ اور اسے کی بات شہر ہو گیا۔
 کافی بات کے ساتھ ہی فرق کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اس نے دو ٹپے چھینے
 کھائے اور کافی چھینے لگا۔ سیاہ فام نے اس سے کہا "تم تو راز پر قدم رکھتے ہو بھائی
 چرگئے۔ صاف کچھ ہماری مدد کرنے آئے تھے۔"
 "کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب بیمار پڑے گا؟"
 "فرقی قسم کے ہیگنوں پر نہیں رہیں رہا کرتی تھی۔"
 "اچھا... ہاں...؟" عمران سر ہلا کر دے گیا۔
 "اب تم بھڑکی سے اچھے تم جو راز ہمارا راز فرقی قسم کے ہیگنوں کے علاقے
 میں داخل کیا جوتے چلائے۔"

میں کوشش کر رہا ہوں کہ میرے اصحاب قابو ہی آجائیں۔ عمران نے بے بسی سے کہا۔
 کافی پی چکنے کے بعد بے اختیار دل چاہا کہ پھر لیٹ جائے لیکن دل چاہے پھر کھینچنا چاہا۔
 سیاہ فام آدمی راز کی کوبیں سے نکلی لے گیا۔ عمران بیٹھا رہا۔ آہستہ آہستہ ذہن
 کی کھر چھوٹ رہی تھی۔ یادداشت کی جھلکیاں شعور کی سطح پر چھیاں سا رہا کرنے لگیں اور
 پھر ایک ایک آہستہ یاد آ گیا کہ وہ کون ہے اس کی پرکاش کر رہی تھی۔ اس نے اپنے چہرے
 پر ہاتھ پیر کر لے کر کھڑک کا میک اپ بدستور موجود تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی
 تھی۔ لیکن بیکوار نے لکھا تھا کہ وہ اس کی حالی میں آئی۔ اس آئی ماؤں کے کولے
 کر دے گا۔ لیکن یہ فرقی قسم کی جھینگوں کا ایک قصہ نکل آیا۔ چھینکے... آخر یہ لوگ
 کیا چاہتے ہیں۔ کیا یہ راز اس کی کا ہو گا۔ لیکن وہ تو شمالی مغربی کوستان میں تھے
 اور یہ سمجھتے تھے کہ کہاں سے ملا۔ اسی لمحے میں وہ پوری طرح بیدار ہو گیا۔ ساری

قوانین کی عموماً کوئی تائید نہ تھی۔

بستر سے سفر کی پرت آیا اور منظر بانہ انداز میں چلنے لگا۔ کیا کہیں کا دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ وہ سوچ رہا تھا۔ فکری عمل تو یہی جو بنا چاہئے۔ تو یہ دیکھا جائے گا اس نے کہیں کا دروازہ کھولا اور عرصے پر نکل آیا۔ ٹھارے سے جال ڈال رکھے تھے اور آہستہ ردی سے ایک جانب چل رہا تھا۔ بولانی کو کوشے پر نہا یہ تو یہی لوگ دکھائی دیئے جنہوں نے اس کی طرف قطعی توجہ نہیں دی تھی۔ لیکن جیسے ہی چند یہ فاصلہ آئے اُسے دیکھا ٹھارے کی کسی قدر شکل نظر آنے لگی۔

اور پھر ایک بلند و بالا سیاہ خام آدمی دکھائی دیا جو تیزی سے اُسی کی جانب آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر رولا۔ میں کیسی سلاوس ہوں مسٹر خان۔
”اُورہ... اچھا...“ وہاں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بٹھا دیا۔
”آپ بیماری ہی کی حالت میں ہم تک پہنچے تھے۔“
”جی اب بالکل ٹھیک ہوں۔“ وہاں نے کہا۔ لیکن اس ملاقات نے میری یادداشت پر کسی قدر اثر ضرور ڈالا ہے۔

”جی نہیں تھا۔ مسٹر خان۔“
”جی نہیں جانتا کہ مجھے یہاں کیوں بھیجا گیا ہے۔“
”ظاہر ہے میری قسم کے جھینگوں پر ریسرچ۔“
”لیکن یہاں...“ وہاں نے غور سے دیکھا ہوا ہوا۔
اس نے دور میں اپنے گلے سے آٹا کر لیا اور کھلتے ہوئے ایک جھنب اشارہ کیا۔ ”اگر دیکھئے مسٹر خان۔“

وہاں نے دور میں آنکھوں سے لگائی اور بتائی ہوئی سمت دیکھتا رہا کسی چیز سے کے اشارے۔ ”اُئی! میں دیکھ رہا ہوں۔“

”آپ جو یہ کہتے ہیں اس میں بہترین قسم کے جھینگے پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں کے باشندے نہ خود مایہ گیری کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ کئی بار ہمارے

ٹھارے پر ٹانگہ کر چکے ہیں۔“

”تو یہ جی اس سلسلے میں کیا کر سکیں گے!“

”گفت و شنید۔ ہماری بات ان کی بھر میں نہیں آتی۔“

”اچھا... اچھا... میں سمجھ گیا...“

”میں یہی کہتا ہے آپ کو مسٹر خان۔ اگر وہ لوگ خود ہی مایہ گیری کرتے ہوئے تو ہم ان کے جزیرے کے پاس کیوں نہ پہنچتے۔“

”طبیق ہے۔“

”اور مسٹر خان۔ آپ اپنی مزید بات سے براہ راست مجھے آگاہ کریں گے۔“

”ضرور... ضرور۔“ وہاں نے کہا۔

پھر جوبن کے اچھے کھول دیئے گئے تاکہ وہ آسانی سے لکھائی کے اور جس کے ٹکڑے استعمال کر سکے۔ لیکن جو بتاؤ اس کے ساتھ رہا تھا۔ اس کے بارے میں کوئی اس سے گفتگو کرنے پر تیار نہیں تھا۔

اس نے ایک پڑوسی سے پوچھا: ”تم کیسے کیا تھا۔“

”چری کا کچر۔ اور کیا؟“ پڑوسی نے جواب دیا۔

”کس کا کچر؟“

”شیدیہ جال کا...“

”ہم ہی تھا۔“ جوبن نے ٹھنڈی ماسٹری۔

پھر اُسی شام کو جوبن کے بھر میں کھول دیئے گئے۔ اور اسے ٹھارے کے کپتان کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ ایک سخت گیر آدمی معلوم ہوتا تھا۔

جوبن نے ہوا میں سے اس کے سامنے کھڑا ہوا۔

تم انگریزی میں گفتگو کر سکتے ہو۔ اس نے بالآخر حریف سے سوال کیا۔
ہاں کر سکتا ہوں۔

کہاں کے باشندے ہو۔

آب تونبی کا ہوں۔ پہلے کبھی سترائیکہ کا تھا۔

بال تونبی؟

نہیں تھا ہوں۔ مگر کیوں؟

شائد بیکار رہی تھے۔۔۔

نہیں کچھ ایسا زیادہ بیکار بھی نہیں تھا۔

بہر حال تباری تو کڑی لگتی ہے۔

زبردستی! میں کب تو کڑی کا خاں ہوں۔ پھر میرا ایک مالک ہو جاتا ہے۔

کیا خواہ دیتا تھا۔

سود و پے پر میر۔

کی کام کرتے تھے؟

اُس کا باڈی گاڑو تھا۔

ہم ڈیڑھ سو روپے پر میری دکان تھی اور جس کا ایک شریک مفت۔

جو صرف تیرا انداز میں لکھیں جھپکا کر دیا۔ پھر پچھلی چھٹی کی نادانسی

برلا۔ لکھی گئی تھی۔

یہ دکان کتنی بڑی تھی۔ جہاں سے بٹے جاتا ہے۔

شاید اساتذہ بھی کہاں ہے۔

اب اسے بھول جاؤ۔ وہ ہمارا ایک معمولی سا بزنس ہے۔

اور مجھے جانا کہاں ہے۔

جہاں پہنچ جاؤ گے۔ ہاں اگر کسی کے باڈی گاڑو تھے تو تہا لاشانہ

میں چاہا ہوگا۔

اندھیرے میں آواز پر نشانہ لگا سکتا ہوں۔

رات کو کسی وقت کہیں وہ ڈالنگر انداز ہوا تھا۔ جو رات اور اس کے سامنے
قیدیل کو ساحل پر اتار دیا گیا۔

چاروں طرف گھورنا دھیرا تھا۔ جو لوگ انہیں لینے آئے تھے۔ مسلح تھے۔

ان لوگوں کے ساتھ ایک بلی لاری تھی۔ انہیں اس لاری پر بٹھا دیا گیا۔ اور لاری چلی پڑی۔

جو رات خاموش تھا سچ، ہر شاکر بتا نہیں کہس حال میں چھٹس کیا ہے۔ کاش باس کا

کہنا مان لیا ہوتا۔ لیکن وہ سلیمان کا بڑا چرس کی تو اسی نے کھائی تھی اور شیدی حال

میں بھی ملوایا تھا۔ مستقل کان کھانا مارا تھا۔ جب اس نے چرس شروع نہیں کی

تھی۔ لیکن وہ عراق کی ریسب کچھ نہیں جانتا تھا۔

لاری بھی بالآخر ایک جگہ رکی اور ان سے اس نے لکھا گیا تھا۔ جو رات

نے گھر کی دیکھی رات کے میں بھی تھے۔ میں عمارت میں انہیں اتار کیا تھا۔ بہت بڑی

نہیں تھی۔ جو رات تو ریسر پر کرتے ہی داخل ہو گیا تھا۔

دھیری صبح جاگا تو کئی شکلیں نظر آئیں۔ لیکن ان میں کوئی سیاہ خام نہیں

تھا۔ تیرہ تیرہ بھی مقامی لوگ تھے۔ ناٹھے کے بعد اسے نئے باس کے سامنے

پوش کیا گیا۔ یہ ایک بڑا حالیکہ بہت چالاک آدمی تھا۔ اس نے جو رات کو پہلے

سے ادھر بگڑا دیکھ کر چڑھا۔ ایک سے چرس لیا رہے ہو؟

وہ شرب بندی کے بعد سے۔ جو رات نے جواب دیا۔

کسی کے باڈی گاڑو تھے؟

ہاں! میں کسی کا باڈی گاڑو تھا اور دھوکے سے یہاں لایا گیا ہوں۔

تو گناہوں میں ملوث نہیں آیا؟

اب اس نے کہیں کو پہنچے۔ دو۔ چرس لکھے یہاں ملانی ہے۔

آزادی سے۔ یہاں چرس کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہوگا۔

چند قسم کرو۔ بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا۔

”میرے عزیز سے کے اطراف میں بہت قلم کے بھیگے پائے جاتے ہیں ایک
 نر یہاں جال لگا کر چاہتا ہے۔ ہر کتبے وہ بھری پولیس کا ڈالر ہو۔ اور بھاری
 ڈوہ میں جو اس نر پر زیادہ تر سیاہ فام اور انگلیش بولنے والے ہیں یہ حصول معلوم
 ادا کر کے وہ یہاں سے بھیجے کچھ ناپا ہے یہی۔ تم ان سے بات کرو گے۔ اور یہ بھی
 دیکھو گے کہ کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے۔ اگر ان سے معاملات طے ہو گئے
 تو نہیں اسی نر پر رہنا ہوگا۔“
 ”مجھے کیا کام سوچ کر گئے۔“

”وہیے نہیں کس بات پر زیادہ دھیان دینا ہوگا۔“

”اس پر کہ نہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔“

”ٹھیک ہے تم یہ کام کر سکو گے۔ تم نے کہا آج ان کا ایک آدمی
 گفت و شنید کے لئے یہاں آئے گا۔ تمہاری موجودگی ضروری ہوگی۔
 ”میں موجود رہوں گا۔“

بہر حال آج اسے ایک چھوٹی کشتی پر بیٹھ کر جزیرے کے ساحل تک جانا تھا۔
 وہ وہاں ان اسکول سے ماہی گیری سے متعلق گفت و شنید کرنی تھی۔ اور ساتھ ہی اس
 نر کی پہلی قسط بھی ادا کرنی تھی جو ماہی گیری کے معاوضے کے طور پر جہاں کی کشتی
 سواں کے بیان کے مطابق رقم کی ادائیگی ڈالر میں ہو چکی تھی۔

ٹھیک نو بجے ٹرالے سے ایک چھوٹی موٹر بوٹ پانی میں اندر گئی۔ عمران اسی پر بیٹھا
 تھا اور اب بھی کوئی ٹکڑم ہی کے ایک آپ میں تھا جس دہری نہیں تھی جسم پر۔
 وہ موٹر بوٹ کو ساحل کی جانب اسٹوئر کرنے لگا۔ قریب پہنچا تو ایک مخصوص
 جگہ سے اشارہ موصول ہوا۔ گریبا وہ لوگ چاہتے تھے کہ کشتی اندر ہی ٹکرا نماز ہو۔
 عمران نے اسی جانب کشتی کا رخ موڑ دیا۔

وہ غیر مسلح نہیں تھا اس کے ہاتھ میں اشتاہیہ چار پانچ کا ریل اور موجود
 تھا اور بیٹھی کار توڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور یہ سب کچھ کپتین سواں نے فراہم
 کیا تھا۔ کشتی ساحل سے جا ملے اور عمران نے ٹکڑ ڈال دیا۔ تین سیلے آدمی اس کی
 پیشوائی کر رہے تھے۔ تینوں دیسے تھے۔

”یکم۔۔۔ پیدل چلنا ہوگا۔“ ان میں سے ایک بولا۔

”کوئی بات نہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

راستہ خاموشی سے طے ہوا اور وہ ایک چھوٹی سی عمارت تک پہنچ گئے۔
 یہاں بھی کئی افراد موجود تھے۔ ایک بوڑھا صاحبہ نقلیں تھا۔ لیکن عمران پر تو بڑوں
 کے چار بوٹ پڑے یہ تو کہ انہی لوگوں میں اسے جہاز بھی دکھائی دیا تھا۔ پہلے تو
 انہی انکھوں پر عینیں ہی نہیں آیا تھا۔ لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے۔ جہاز فٹ
 کسی بہت کی طرح جامد و ساکت کھڑا تھا۔

ماہی گیری سے متعلق گفتگو ستر درج ہوئی اور بوڑھے نے کہا میں اس
 جزیرے کا ملک ہوں۔ خالد شومیرا نام ہے۔

عمران نے اس سے مصافحہ کرنے سے کہا میں ٹی۔ اسے خان ہوئی۔

عمران نے اس معاملے پر بہت غور کیا تھا کیسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔
 ظاہر تھا کہ وہ اس نر تک بیگوار ہی کے توسط سے پہنچا تھا۔ یعنی نر اور بھی
 انہی لوگوں کا ہر کتا تھا۔ تو پھر یہ جھینگوں کا کیا کچھ ہے۔ کہاں اسکول آدوں کی فاش
 اور کہاں ماہی گیری۔ اور پھر ماہی گیری میں ایسی ایسی قدر و بے گنجی کہ! یعنی وہ جزیرے
 کے لوگوں سے معاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اپنی قوت کے بل بوتے پر بدستور ہی یہ کام کر
 سکتا تھا۔

کپتین سواں کے بیان کے مطابق وہ اسکولز کا جزیرہ تھا اور وہاں مشیات
 سازی کے کارخانے قائم تھے۔

”آپ تو مقامی ہی آدمی معلوم کرتے ہیں۔ بڑھتے نہ کہا۔“

”ہاں، میں اس شرار پر کیا کام کرتا ہوں؟“

”میرا کام ملک سکون ہے۔“

”ایک غیر ملکی سیاح نام مسٹر سداس؟“

”ہاں میں نے ہی سنا تھا کہ وہ انگلش بولنے والے سیاح نام لوگ ہیں۔“

”تو اب معاملے کی بات کیجئے مسٹر مٹو؟“

”چالیس ہزار ڈالر معاوضہ ہو گا۔“

”سین ہزار کا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں سین ہزار کا۔“

”کچھ منظور ہے۔ لیکن ہم رقم بالا قسط ادا کریں گے۔“

”کتنی اقساط ہیں؟“

”کم از کم پانچ اقساط ہیں۔ پہلی قسط میں ساتھ لایا ہوں۔“

”لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔“

”میرے لیے شرط مٹو۔“

”میرا ایک آدمی تمہارے شرار پر رہے گا۔ جب تک تمہارے مندر میں وہ

”موجود رہو مسٹر مٹو۔“ کچھ کوئی اعتراض نہیں۔“

”مٹو نے جوزف کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ مسٹر جوزف مگوند ڈاٹ۔“

”عمران نے جوزف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ”بڑی خوشی ہے۔“

”اس کی سادری زبان بھی انگلش ہی ہے۔“ مٹو نے کہا۔

”بڑی خوشی ہوئی مسٹر مگوند ڈاٹ۔“ عمران نے جبر جوزف سے مصافحہ کو

”اس کے بعد اس نے آٹھ ہزار ڈالر مٹو کے حوالے کر دیئے تھے۔“

”شار کرتا رہا۔“ مسٹر مٹو نے قویہ معاملہ بخیر و خوبی طے ہو گیا۔“

”اور مسٹر مٹو۔“ آپ کو ہماری طاقت سے کون شکایت نہیں ہوئی۔“

”میں تو سچ ہمارا دوستی بھی قائم رہے گی۔“

”مٹو ڈی وریڈ مجلس برخواست ہو گئی۔ اور عمران جوزف سمیت اپنی کشتی

”میں بیٹھا۔ لیکن اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ فی الحال خود کو جوزف پر غلام نہیں کرے گا۔“

”جوزف نقلی خاموش تھا۔ اس کی تو دعوت ہی تھی کہ صرف سوالات کے جواب دینا تھا۔“

”کس ملک سے تعلق رکھتے ہوئے عمران نے پوچھا۔“

”اسی ملک سے۔“ کبھی تنہا اپنے کا باشندہ بھی تھا۔“

”تم آخر ہمارے شرار پر کیا دیکھو گے۔“

”وہ میں نہیں کیوں بتاؤں مسٹر۔“ جوزف نے کہا اور تیز دم میں منگرت

”ٹھکانے کی کوشش کرنے لگا۔ عمران نے طویل سانس لی۔“

”وہ منگرت نہیں ملے گا۔“ عمران نے کہا اور منگرتوں سے عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا

”انہوں کو یہ تہیاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“ عمران بولا۔

”اگر تم ایک منٹ کے لئے انہیں بند کر دو تو۔“

”کیا حالی ہی میں احمد لنگ شروع کی ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”یہی کچھ تو۔۔۔۔۔“

”عمران نے انہیں بند کر دیا۔ اس وقت محمد رفیع مقرر نہیں تھا۔ اس لئے

”میں مزید دشواری کے بغیر جوزف کا کام چمکیا۔“

”ملک پر مسٹر۔“ اس کے دانت نکل پڑے۔“

”عمران نے دوبارہ انہیں اشارہ کیا اور کشتی کا رخ شرار کی طرف موڑ دیا۔“

”یہ تو جس معلوم ہوئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مٹو رکھتے ہو تو ہمیشہ اس کو ایک منگرت۔“

”شکریہ! میں تو تبا کو بھی نہیں چیتا۔“

”یہ بہت اچھی بات ہے۔“ کیا تمہارے شرار پر شراب مل سکے گی۔“

”چنانچہ! وہی کسی سے معلوم کر لینا اسی صوف اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔“

کشتی نرالہ کے شرب پیچ گئی تھی۔ انہوں نے دروازہ کھولا گیا۔

جلدی ہی کچھ سواں کے سامنے اُن کی چینی برتنی تھی۔ سواں اس سے
بے خبر تھا کہ وہاں کیا طے پائے۔ عمران نے اسے جوازت کے بارے میں بتانے
پر مسمیٰ کیا۔ اُسے یقین ہے کہ وہیں اس سے کوئی تردد نہ ہوگا۔

”نیک ہے۔ جو تھیلے لے کر آیا۔ ظاہر ہے کہ ہم جہاز جھینکے پکڑیں گے۔
دلیہ تھارے پاس نہ لے سکیں گے۔ یہ شرط رکھی ہے۔ اس نے جوازت سے پہلے
میں نہیں جانتا۔“

”تھیلے یہاں کیا کر سکتے؟“

”اپنے مالک کے۔ غادات کی نگرانی کر دیں گا۔“

سواں شکر اکر خاموش ہو گیا۔ عمران کو اس کی یہ سکرٹس بھی نظر نہ گئی تھی۔
پھر سواں نے کچھ فانی نوعیت کے سوالات کئے تھے اور جوازت نے فحش جوابات
پاکر خاموش ہو گیا تھا۔

نرالہ کے علیے کو جوازت کی حیثیت سے آگاہ کر دیا گیا۔ اب نرالہ عریضہ کی
سمندری حدود کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران خود بھی دیر بعد دوبارہ سواں کے کہیں ہی داخل ہوا۔ حال وقت
شراب پی رہا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی تھیں پڑا۔ اور بولا۔ ”تم تو پیئے بھی نہیں ہو۔“
جوازت پوچھا تھا کہ کیا نرالہ شرب لے گئے۔ عمران نے کہا۔

”میں نہیں مل سکتی۔ ہمارا کڑا محدود ہے۔ سواں نے بڑا سانس بنا کر
کہا تم چاہتے ہو کہ اس کی مدد ملتی جائے۔“

”میں کچھ نہیں چاہتا۔ اُسے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔“

”آدمی خطرناک معلوم ہوتا ہے۔“

”اگر اُن کا پیر نہ منشیات کی اسمگلنگ ہے تو ہر تاسی چاہیے۔“

”لیکن وہ یہاں نرالہ پر کیا کرے گا۔ مخالف کو یہی شرط میری کچھ میں نہیں آتی۔“

”انہیں ہم سے خطرہ ہو سکتا ہے۔“

”میں بات کاغزوہ۔“

”کہیں ہم جہاز پر قبضہ کر لینے لگاؤ شش نہ کریں۔“

”کیا خیال ہے۔ اگر ایسا ہوا بھی تو یہ ایک عدد مرنے یہاں کیا کر سکے گا۔“

”جہاز ہمارے سرچنے کی بات ہے۔ ستر سواں۔“

”دیکھا جائے گا۔“

”وہی ہے جسے جہازت ہے کہ خلاف شرط وہی جھینکوں کا کاروبار کریں نہیں کرنا۔“

عمران نے کہا۔

”اُسے کچھ دشواریاں ہیں۔“

”مجھے تو کوئی دشواری نظر نہیں آتی۔“

”میں نے سنی سنا ہے کہ وہ کسی دشواری کی بنا پر ایسا نہیں کر سکتا۔“

”کیا یہ واقعی بہت ہی اعلیٰ قسم کے جھینکے ہیں۔“

”جہازت میں سے خود دیکھ لینا۔“

عمران اس کے کہیں سے نکلا ہی تھا کہ جوازت سے مدد چھڑ گئی وہ اُسے
دیکھ کر گناہا ہوا بولا۔ ”یہاں شرب توبے ستر خان۔“

”ہے۔ لیکن ان کے کٹے سے زیادہ نہیں ہے۔ اپنا شانہ تو میں نہ مل سکے۔“

”وہ شیلے تھیں۔ ایک کی طرف نکلتے۔ یہاں پانی کی حال ملے ہمارے تھے۔“

”تھارے پاس تو کیسا آدمی ہے۔ عمران نے پوچھا۔“

”ہاں مکمل ہے۔ میری ملازمت کسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“

”مجھے اسی پر ہی جہازت ہے کہ مرنے لگا۔ ناخبرہ کار آدمی کو نرالہ پر کیوں بھیج دیا۔“

”مجھے کچھ حیرت نہیں ہے ستر خان۔“

”اس جہازت سے کب سے ہو۔“

”صرف تین دن سے۔ اس سے پہلے میرا اس بھی دوسرا تھا۔ اُسے زبردستی اسی

طاہرست پر مجبور کیا گیا ہے۔ اسی لئے میں خود قربانی کے کھمبے سے زیادہ نہیں سمجھتا
 "تمہاری کہانی دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔"
 "میں بے وفائیں ہوں میرے ساتھ فراد کیا گیا ہے۔ وہی اب بھی ہے یہ
 ہی آقا کا غلام ہوں۔ اس لئے نہیں یہ بات بتا رہا ہوں۔ نہ بنائی تو میری واسطہ
 میں میری وفاق پر حرف آئے گا۔"
 "تم عجیب ہو مشر مگنڈا۔"
 "شراب بندی سے قبل میرا آقا میرے لئے چھ بوتلیں پرمیر کا انتظام رکھتا تھا
 حالانکہ خود اس نے کبھی چمکی کبھی نہیں پیتی تھی۔ شراب بندی کے بعد میں جس کے لئے سنا
 پر لگ گیا۔ جس سے خریدتا تھا ایک دن وہ فراد کیا اور اس کے کانوں کو درد رہا
 اڑے بتائے گئے۔ ایک شریک ذرا مشکل سے ملتے ہیں اس کے لئے مجھے ان کو گھر
 کے چکر میں لانا پڑا۔ دھوکے سے مجھے ایک ٹرائل میں لے گئے۔ یہاں تھا کہ ایک شریک
 وہیں ملے گا۔ غرار پر نشہ آور کافی چلائی گئی اور دھوکے سے مجھے گرفتار کر کے
 اس جرم سے پرہیز کیا گیا۔ یہ ہے میری کہانی۔"
 "بڑا اظہار ہوا ہے تمہارے ساتھ۔"
 "لیکن بہر حال مجھے یہاں خاندان کے مفادات کی نگرانی کرنی ہے جو
 "تمہارا پہلا آقا کہاں ہے؟"
 "کاش مجھے معلوم ہوتا سرخ خان؛ وہ ایک سیلابی آدمی ہے۔"
 "کرنا کیا ہے؟"
 "یہ تو مجھے آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔"
 "تب تو وہ بھی کوئی غیر قانونی ہی کام کرتا ہو گا۔"
 "خدا جانے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ کیا کرتا ہے۔ میں تو صرف
 اس پر نظر رکھتا ہوں کہ مجھے اس کے لئے کیا کرنا ہے۔"
 "یہ بڑی اچھی بات ہے۔ عمران نے کہا۔ لیکن یہاں خاندان کے خلاف کیا ہے

"اسے حرف ہے کہ کہیں تم لوگ سامی گیری کرنے کرنے کو سٹ گاؤں کے ملے
 میں نہ تبدیل ہو جاؤ۔"
 "ایسی صورت میں تم تنہا کیا کر سکو گے مشر جوزف۔"
 "کم از کم مٹو کو مطلع کر دو کہوں گا۔"
 "حزب سے میں کیا ہے مشر مگنڈا۔"
 "جاسے بڑے رجبے پر جنسی کش کا شت جوتی ہے اور جس بنائی جاتی ہے۔"
 "یکٹرکٹ مناس کے کارخانے میں۔"
 "تعب ہے کہ شمع کے حکام اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔"
 "بہت بادوسخ آدمی ہے۔ اکثر مشنروں کی آنکھوں کا تارہ چمکتا ہے۔"
 "خیر کیا ہے عمران سے لاپرواہی سے شان کو جنش دی۔"
 "یہ سیاہ فام کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں مشر۔ جوزف نے پوچھا۔"
 "مختلف ملک کے لوگ ہیں کسی کا تعلق تمہارے ہے کسی کا برازیل سے
 اور کوئی امریکن ہے۔"
 "اور تمہارا ہے جھینگے پکڑتے پھرتے ہیں لیکن یہ کاروبار کس مقامی ہی آدمی
 کا ہو گا۔"
 "میں نہیں جانتا۔ عمران نے کہا۔"
 "ٹھیک اسی وقت کہیں سلاوس کے آدمی نے عمران کو پیغام پہنچایا کہ اس نے
 اسے اپنے کیمپ میں طلب کیا ہے۔"
 "تسکین میں وہ تنہا تھا اور سامنے شراب بھی موجود نہیں تھی۔"
 "تمہاری کال ہے مشر خان؟" اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف اشارہ کیا۔
 "عمران نے میڈیون کا فون پر چڑھائے اور کال ریسپونڈ کی۔"
 "دوسری طرف سے کلاڈو کسن کی آواز آئی۔ "تم اچھے تو جونا۔"
 "ادو ہو۔ یا دو آوری کا شکریہ۔"

”خالد شوشہ معلوم ہے ہمارا کیا دیکھ کر تو
”مگر مقصد کیا ہے؟“

”ہم اس جویرے پر ایسی طرح قبضہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بلا ہر خاندان شوشہ کی
تحویل میں رہے۔“

”لیکن اس کا ایک آدمی تو اس پر موجود ہے۔“
”اور اتفاق سے وہ بھی تمہارا ہی آدمی ہے۔“

”خدا کی پناہ! تم یہ بھی جانتی ہو۔“
”ہاں! عمران! اچھا یہ معلومات تمہارے سلسلے میں بہت وسیع ہیں کیونکہ
فی الحال تم ہمارا بھگت جوہر جعفر سنگھ انڈیا اعلیٰ مقام پر ہے۔ اگر تم خود کو اس پر ظاہر
کر دو تو خالد شوشہ کو اس میں آڑ جاسکتی ہے۔“

”لیکن میں اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔“

”کسی اور طرح بول کر۔ لیکن وہ تمہاکی طرح خارج ہو سکے گا۔“

”یہ نہ کہو۔ وہ ایک سنگجوا آدمی ہے اور جنگی یا اول سے کماحقہ واقف ہے۔“
”خوبصورتی تمہارا اپنا مسئلہ ہے۔ میں نے فی الحال اسی پہلے سے نہیں متاثر
ہے کچھ ایسا ہے۔ ورنہ وہ تو نہیں آئی اس آئی والوں کے حوالے کرنے جارہا تھا۔
تم خود سوچو جب کہلنگر کم کے روپ میں تمہارا وجود سامنے آتا تو کیا ہوتا۔“

”انتخاباً اس کا یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔“

”میں تو سمجھ رہی ہوں کہ یہ تعاون کرو۔“

”کہہ رہی ہوں۔ لیکن اب اس منہک آب سے چھٹکارا چاہتا ہوں۔“

”فی الحال مناسب نہ ہوگا۔ اگر تم کچھ انداز ثابت ہوئے تو کمیشن سوا اس اپنی
خود اعتمادی کھو بیٹھے گی۔“

”چلو۔ تمہارے کہنے سے کچھ دن اور سی۔“

”جویرے پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں کمیشن سوا اس سے بات کر رہی۔“

”بہت اچھا۔“

”فی الحال خدا حافظ۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور دایہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے سوچی آف کر کے بیٹھ کر آتا دیا۔ اور کمیشن سوا اس کی طرف دیکھنے لگا۔
”کیا میرے سر پر بیگ نکل آئے ہیں سر عمران؟“ سوا اس شکر کر رہا۔

”ابھی تو نہیں نکلے لیکن غریب شامہ نکل ہی آئی۔“

”کیا حالت ملے ہے؟“

”جوشی جوشی چاہتے۔“

”موتی ہی اس ہم کے سر پر ابھی ہے۔“ سوا نے کہا۔

”شامہ! لیکن میں اس اپنی مرضی سے کام کر دوں گا۔ کسی کی بھی دخل اندازی میری
برداشت سے باہر ہوگی۔“

”ظاہر ہے سر عمران! وہ تمہاری فیملی ہوگی۔“

”میں سمجھتا ہوں اس سے اس سلسلے پر شک کر دوں گا۔ اچھا تم جیسے پکڑو۔“

”وہ اپنے کمیشن میں واپس آ گیا۔ اس نئی پوزیشن سے مزید انجمن میں قابل دیا تھا۔

خواہ خواہ گنت دغون ہوگا۔ وہ سوچی ہی رہا تھا کہ کسی نے کمیشن کے دروازے پر
دھک دی۔“

”آج ہو۔“ عمران نے ادب کی آواز میں کہا۔ اور جعفر دروازہ کھلی کر اندر داخل ہوا۔

”بیٹھو۔ عمران نے کسی کی طرف اشارہ کیا۔“

”جعفر بیٹھنا ہوا رہا۔ یہاں گئے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔“

”مذرتی! آ رہے۔ تم ان کی نیند پر تھپے کے تحت یہاں آئے ہو۔“

”ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔“

”ویسے نہیں خالد شوشہ بھی عہد دی نہیں ہے۔“

”یہ حقیقت ہے سر عمران۔“

”اگر واقعی ہم اس کے جویرے پر قبضہ کر لیں تو کیسی رہے۔“

"میں نے قانونی تحفظ حاصل ہے۔ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ بہر حال اس ملک کا ایک قانون ہے۔ وہ جزیرے کا مالک مزدبے ملکیس آزار نہیں ہے۔"

"تو کسی قسم کے قبضے کی صورت میں تمہارا کیا رویہ ہوگا؟"

"سب سے پہلے اپنی جان بچانے کی کوشش کروں گا۔"

"پھر وہ انہی صورت میں ملکیس ہوگا۔ جب تم مجھ سے مل جاؤ۔"

"آخر کس سائبر ایڈوں سے توجھے جس کا ایکسپریٹ صحت منجانب سے یہاں تہیاری نیت سے ایک ہوئی شراب بھی نہ نکل سکی۔"

"یہ بات معقول ہے سسر مکوند اسلیکن اسی صورت میں تمہارا کیا رویہ ہوگا جب یہ لوگ تمہیں شراب دینے پر آمادہ ہو جائیں؟"

"مجھ میں سرجوں کا کرکھے کیا کرنا چاہئے؟"

"یہاں ممکن ہے شراب اور جیس ساتھ میں چل سکیں گی۔"

"شراب دینے کی بنا پر جیس شرج کی بھی۔ وہ دینے کے تو مجھ پر کی گئی تھی۔"

"جی نہ لگاؤں گا۔"

"ضرر ہی کرو یہاں تمہیں کسی سار شرج کا علم نہ ہوگا۔ تو تم سسر کو کس طرح لگاؤ گے؟"

"میرا دلور دیکھ رہے ہو سسر! حوزف نے اپنے ہوسٹر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اسی کے دستے سے ایک سرائیڈر بھی منسلک ہے کیا سمجھے۔ سسر اس جزیرے کا بادشاہ ہے۔ اس کے پاس کیا نہیں ہے۔"

"عمران نے طویل سانس لی۔ چند لمحے سوجھا رہا بعد بولا۔ میں تمہارے لئے شراب کا انتظام کروں گا۔"

"اے ہوسٹر میری وفاداری بھی پرائی ڈکٹر کو چھوڑ دے گی۔"

"تم نے جزیرے کو گھر میں پھیر کر بھی دیکھا۔"

"نہیں! مجھے کچھ دیکھنے نہیں دیا گیا۔ صرف ایک عمارت تک محدود رکھا گیا تھا۔"

"تب تو اسے تم پر بھی ہتھ دہا نہیں ہو سکتا۔"

"مخل کے ناخن و سٹر! میں دونوں میں کون کس پر اعتماد کرتے گا؟"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ اچھا اب تم اپنے کیبن میں جاؤ کہ کھانا اور شراب وہیں پہنچ جائیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ سسر! حوزف نے بیٹائی کو انگلی سے چھو کر کہا اور کیبن سے علی باریا۔"

رات کے بارہ بجے تھے۔ اور ڈالر جزیرے کی ایک ساحلی ریٹنگر انداز تھا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے رات کا عملہ خواب ترگوں کے منے لے رہا ہو لیکن حقیقت ایسا نہیں تھا۔ کیبن دن سے جزیرے کے اطراف میں مابھی گیری ہوئی رہی تھی اور حوزف اس دوران میں سسر کو اپنی خیریت سے مطلع کرتا اور سرائیڈروں کی طرف سے اطمینان دلانا رہا تھا۔ لیکن آج شب عوام کی اس قسم کے مطالبات ان دونوں کو جزیرے میں پہنچنا تھا۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ حوزف کدھر سے کیا جائے۔ دو حوزف نے غلط فہمی کا لباس پہننا اور پانی میں آتے گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پانی میں روشن ہونے والی ٹارچیں بھی تھیں۔

وہ ایک لمبا جگر کاٹ کر اس پورٹنٹ پڑ کے جس کا تعلق عمران نے مابھی گیری کے دوران ہی میں کر دیا تھا۔

پانی سے وہ غلطی پر چمٹ گئے اور حوزف آہستہ سے بولا۔ تمہارا اندازہ درست تھا۔ ادھر ہر سے دار نہیں پائی۔

"اب تم دو تین گھنٹہ پانی لو۔ عمران اس کا شانہ ٹھیک کر دیا۔"

حوزف نے فلاسک سے دو تین گھنٹہ لئے اور عمران کا شکریہ ادا کر کے بولا۔

تم بہت اچھے آدمی ہو سسر عمران! تمہارے قریب رہ کر مجھے نہ جلتے کیوں اتنا سکون ملتا ہے۔ عمران کچھ نہ بولا۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں میچا رہا تھا۔ یہ ایک تنگ سا

"میں باس : اسٹار جوزف ..."

"کیا تم بنا سکتے گے کڑا سے کچھ لوگ جو میرے ہی کیوں داخل ہوئے تھے؟"

"میں نہیں جانتا سکتا باس : لیکن یہاں غاصی بھیل پائی جاتی ہے۔ جو میرے میں فائرنگ کی آوازوں سے پریشان ہوئے ہیں۔ شاید فنگر اتحاد ہونے کی تجویز ہو رہی ہے۔"

"انہیں اس حالت سے باز رکھو۔ شوکی آواز آئی : انہیں بھیلنے کی کوشش کر دلو پہرے دار چوکس رہنے کے لئے اکثر فائرنگ کرتے رہتے ہیں۔"

"بہت بہتر : میں کوشش کرتا ہوں۔"

"لیکن تم غافل رہتے ہو۔ ہورٹ : یہ ابھی بات نہیں ہے۔"

"میں آہ اور چوکس ہو جاؤں گا باس۔"

"بہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اودو ایڈ آل۔"

درا بعد سقطع ہو جانے کے بعد وہ سلاسل اور عمران کی طرف متوجہ ہو گیا جو تھوڑے ہی فاصلے پر حاضری کھڑے اس گھوڑے تھے۔

"سب مشکوک ہے : آخر فائرنگ آٹھا کر بولا : فنگر سٹ آٹھاؤ۔"

"بھروسے : انہیں ایسی اور شوکی فنگر سے آگاہ کرتے ہوئے کہا : وہ نہیں چاہتا کہ کڑا یہاں سے ملے۔"

"اور یہ بھی جانتا ہے کہ شمار ہی کچھ لوگ جو میرے میں داخل ہوئے تھے :"

"عمران نے پرہیزا۔"

"ہاں اس سے ہی لبا تھا۔"

سلاسل نے عمران کو اپنے کسی بھی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا جو فائر جہاں تھا رہیں رہ گیا کیونکہ عمران نے چلنے چلے آئے وہیں ٹھہرے رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

سلاسل کسی قدر بھرا ہوا سا لگا رہا تھا کہیں میں پہنچ کر سب سے پہلے اس کی طرف شرب کی بوتل نکال اور ایک بار چھڑک دیا کہ عمران نہیں ہٹتا۔

"یہ حال مجھ میں نہیں آئی مسٹر جان۔"

"واقعی سوچنے کی بات ہے۔"

"کیا آب و ہوا خود ہم پر حملہ کرے گا۔"

"اس کا امکان موجود ہے۔"

"تو پھر ہمیں فنگر اٹھا ہی دینا چاہئے ہم اس کی انفرادی قوت سے آراغ نہ دیں۔"

"لنگر اتحاد دینے میں یہ قیاحت ہے کہ ہم دوبارہ اوروہ آئیں گے عمران : کہ۔"

"یہ بھی درست ہے۔ سلاسل سر ہلا کر بولا۔"

"جیگوار کی سیکرٹری سے مشورہ کر لو۔"

"ہم صرف حکامات وصول کر کے ان پر عمل کرنے میں مشغول ہیں۔"

"اس کی اجازت ہمیں ہے کہ کوئی مشورہ اپنے طور پر لے سکیں۔"

"بہر حال میں فنگر اٹھا دینے کا مشورہ ہمیں درں گا۔ اس سے کہیں بہتر ہوگا کہ ہم ہر وقت چوکس رہیں۔"

"تو فرمایا : آئی دات ہم سوچیں سکیں گے۔"

"ہاں مسٹر سلاسل : عسکری کا اتفاقا یہی ہے۔"

"بھروسہ : ساری رات جاگتے ہی رہے تھے۔ لیکن جو میرے کی طرف سے ان پر حملہ نہیں ہوا تھا۔ عمران : اپنے کہیں بچا آیا تھا صبح ہی صبح کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ سلاسل نے جواب کھڑا کیا۔"

"کیا تم بھی جاگتے رہے ہو؟ عمران نے اس سے پرہیزا۔"

"سب کا ساتھ دینا ہی پڑا تھا مسٹر جان : کیا میں اندھا جاؤں؟"

"نزد نزدیک عمران کی بٹھا ہوا ہوا۔"

"اس کی دقت جوزف کے چہرے پر عجب کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے قبل اس کے چہرے پر ایسے تاثرات نظر نہیں آتے تھے۔"

"کیا بات ہے۔ تم کچھ پریشان سے نظر آ رہے ہو۔"

"اچھی بات ہے مگر تم ان کی بولنے کا احترام بھی دیکھ لو گئے۔ اور پھر ہمیں جو میرے پریشانی کے لیے کاہانہ ہاتھ آجائے گا ہم ہماری قوت کا اندازہ نہیں رکھتے۔" تم لوگ آؤ ہو کیا جا...؟

"جہیز ترین بھری قزاق۔ اور ہمارا نشانہ موت انگلیں زہرے ہیں۔ ہم ان کی لاشوں پر حملہ کر کے ان کا مال چھین لیتے ہیں۔"

"میری رائے تم لوگوں کے بابے میں پہلی بہتر نہیں تھی لیکن میرے شیروں نے مجھے اس پر زور پر آمادہ کر لیا۔ خیر میں دیکھوں گا۔ اس وقت تک ہمارا شمار تمھیں لایا گیا ہوگا۔ اگر یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو۔"

"میں چم رہی ہوں سر مشو۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔
موتو آگیا جو اجڑنے سے بڑا ہے تم بھی آؤ غدار۔ تمہارے منہ سے شراب کی آہ رہی ہے تم ان لوگوں سے مل گئے ہو۔"

"پھر اس نے اپنے آدھوں سے کہا کہ جرات کر بھی غیر مسلح کر دیا جائے لیکن حرف نے بڑی بھرتی سے چپے بند کر دیلاور نکال لیا۔

"تم میری قویں نہیں کر سکتے سر مشو۔ کوئی بچے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ دلچسپی وہ دیکھتا ہوں کہ بغیر ضرورت اس ریلوے کو استعمال نہیں کروں گا۔"

"وہ سب جانوٹی کھڑے رہے۔ آخر مشو خشکی بنی کے ساتھ بولا۔ "اچھا جوڑت مگر ناشایبی! لیکن یاد رکھنا کہ میرے نشانہ مانڈ بھی ایتنا جواب نہیں رکھتے۔"

"جوڑنے سے لاپرواہی سے شائق کو متبش دیدار مشو سے کہا۔ ریلوے پولیس میں کھلو۔ مشو ہی زبان سے جیس چرنا جاتا۔"

"وہ سب راج تاور یہ پیچھے پیال سے درو در تک کا اظہار کیا جاسکتا تھا۔ اور عمران نے پہنچ دیکھا کہ ٹرلر کو زمین چھوٹی گئی وہ لوہے کے گھر سے رکھا ہے

"کیا میں دور میں بھی پیش کروں صخرخان۔ مشو نے طنز یہ لکھے ہیں کہا۔
"ہزار ہزار۔ سر مشو۔ شکریہ! عمران مسکرا کر بولا۔"

دور میں آئے وہی گئی۔ اور اس سے دیکھا کہ ٹرلر کے سرے پر صرف تین مرد۔
قد آدھ افراد کھڑے ہوئے ہیں۔

"عمران نے دور میں شوکی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ تم بھی دیکھو سر مشو۔
موتو نے دور میں لے کر ٹرلر پر نظر ڈالی اور غیر متاثرہ آواز میں بولا۔ یہ کیا...

سرے پر صرف تین آدمی کھڑے ہیں۔"
"اور یہ تین ہماری گن بولوں کو ٹھکانے لگا دیں گے۔ تم جدید ترین بھری

قزاقوں کی ٹیکنیک سے واقف نہیں ہو۔
"کہا اس نے۔"

"خود ہی دیکھ لو گے۔ اب دور میں اپنے ہی پاس رکھو۔ کیونکہ میں تو جانتا
ہی ہوں کہ آپ کیا ہوگا۔"

"آؤ۔ وہ عینوں پانی میں کود گئے۔ ان پر اب شبنم گن سے نارنگی مارا
ہے۔ اسے۔ یہ کیا... یہ کیا ہوا...؟" موتو نے بولہ لاکر دور میں آنکھوں سے ہٹا

لیا اور عمران کو اس طرح دیکھے دیکھے وہ دوسری دنیا کی کوئی مخلوق ہو۔
"کیا بات ہے...؟" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"ایک گن فوٹ آٹ گئی۔"
"تھیل کا یہی شر ہوگا۔ سر مشو۔ وہ تین۔ تین ہزار کے لئے کافی ہیں اور اب

... اور اب۔"
"اچانک عمران نے سر مشو کے جوتے سے ریلوے ٹرلر کو ٹکائی گئی سے لگا دیا۔

اور بولا۔ "سر مشو۔ اپنے ان آدھوں سے کہو کہ فوراً غیر مسلح ہو جائیں ورنہ تمہارا
مقرر قضا میں کچھ جائے گا۔"

"موتو نے بے بسی سے ہاتھ اٹھا دیئے اور اپنے پانچوں آدھوں سے غیر مسلح
ہو جانے کو کہا۔ انھوں نے اپنے ریلوے ٹرلر پر ڈال دیئے۔

"اور جڑا لیں میں آؤ سے بھلے چاہو بھی...؟" عمران نے کہا۔

واقعی ان کی کارواں میں جا تو موجود تھے۔ پھر حزان نے جزیرے سے اور وہیں کہا: "اسے شیبہ دیکھ کر کہنے لگے کہ اسے مڑو کیوں دیکھ رہا ہے۔ سارا سامان سمیٹ لے۔ اس بار وہ اپنی اصل آواز میں بولا تھا۔ جزیرت کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا نکلیا۔

جلدی کر..." وہ ہلکلا کر ان کا اسلمہ میٹھے لگا۔ اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور الیا لگتا تھا جیسے وہ بجاالت بیداری کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔

اس طرح ستر مشق حزان نے کہا: "جزیرے کے چہرے پر قبضہ ہو گیا۔ اگر تم بات نہ بڑھاتے تو اس کی کوبت نہ آتی۔"

مشق متھک ٹھکل کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ اُسے بھری فقیہہ دونوں کشتیاں بھی آگے دی گئی تھیں اور ان کا علمہ مانی میں غوطہ کھا رہا تھا۔ پھر شرار سے مسلح افراد ساحل پر اترنے لگے۔ اور درہ تینوں بھی تیرتے ہوئے ساحل ہی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وضع متغیر بولا۔ انہیں دو کو کسی تدریر سے۔ میں کشت دھکی نہیں چاہتا۔

فلکست تسلیم کرنا ہوئی۔ "اچھا تو چہنا دے اترو۔ اور اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ ہتھیار ڈال دیں۔" "چلو۔ جلدی کرو۔ میرا ہر آدمی بچو مرنی ہے۔ متو نے ہلکلائے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ فوجی ٹاور سے پیچھے اتر آئے۔

متو نے واقعی جلدی کیا تھی۔ ابھی تک اس کا کوئی آدمی مناسبت نہیں ہوا تھا۔ اُس نے اپنی فلکست کا اعلان کر دیا۔ اُس کے تھوڑے آدمیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ سلاوس بھی جزیرے میں داخل ہو گیا تھا۔ متو کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

"ستر مشق۔ اگر تم نے صدق دلی سے ہم سے تعاون کیا تو اس جزیرے کے حزان تم ہی رہ گئے۔ سلاوس نے بھونم لہجے میں کہا لیکن متو کی جھوٹی بدستور تہی رہی۔ اس نے یہ بھی نہ چھپا کہ صدق دلی سے تعاون کی کیا صورت ہوگی۔

"کیا تم میری بات نہیں سن رہے ستر مشق۔ سلاوس نے کسی قدر تلخ لہجے میں کہا

"نہیں رہا ہوں! پھر رہنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ رہی ہونا ہے جو تم چاہو گے۔" لیکن اتنا بتا دوں کہ قانون کی حکمرانی کا زمانہ اب ہے اور پھر حزان اس طرح مکاری زمینوں پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ میں جزیرے کے لہجہ ادا کرتا ہوں۔

"اس کے باوجود بھی ساری دنیا میں وہی برتاؤ ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ سلاوس نے اکر کر کہا اور حزان کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے اپنے قول کی تائید چاہتا ہو۔

لیکن حزان نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ وہ بہر حال قانون کا محافظ تھا اور ایسی کسی بیوردہ بات کی تائید نہیں کر سکتا تھا۔

"بہر حال" سلاوس بولا۔ "ستر مشق ہماری نگرانی میں اس جزیرے پر حکومت کر سکو گے۔"

"اس کا یہ مطلب ہو کہ تم اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بھی جزیرے کی مثال کرو گے۔" متو نے کہا۔

"مکمل ہوئی بات ہے ستر مشق، لیکن یہیں تباہی و برباد سے بھی کوئی غرض نہ ہوگی۔ ہم اس میں سے اپنا حصہ طلب نہیں کریں گے۔"

"تو کچھ بیان کیا کرو گے؟" "نہیں بے طرح کا غلط دیکھو۔ اور تمہارے اُس مال کی حفاظت کا بھی ذمہ لیں گے جو تم یہاں سے اسمگل آؤٹ کر دے گے۔"

"ہمارے حصہ خارجی ہیں ہونگے اور یہ سب کچھ بھی کر دے گے۔ مجھے اس پر حیرت ہے۔ ستر سلاوس نے۔

"تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کتنے صادق القول ہیں۔ اور حسب وعدہ نہیں چاہیں ہزار ڈالر بھی ادا کر دیں گے۔"

"تب تو واقعی فرشتے ہو تم لوگ۔"

"نہیں! ایسا بھی نہیں ہے۔ تم دیکھو گے کہ ہم یہاں کیا کرتے ہیں لیکن تمہارے بزنس میں خارجی نہیں ہوں گے۔"

”کچھ اندازہ ہے ہاں!“

”لیکن جو یہ سب یہی پہنچ کر ہم متوکر کہاں تلاش کرتے پھر کر گئے۔ لہذا

فی الحال صبر سے کام لو۔“

”میں بھی یہی سوچ رہا تھا ہاں! قسمت نے ہمیں کس طرح سلا پایا ہے۔“

”جیسے کہ یہاں ہے۔“ ”عزیز! انھیں نکال کر بلائے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تو پھر ان کے چہرے میں پڑ جائے گا۔“

”اس کی کرتا ہاں! سلیمان دیوانت و سامع چاہتا تھا تھا۔“

”کیا مطلب؟“

”کہتا تھا۔ کئی اور ڈاکٹر بھی دیکھ رہا تھا۔ اُس نے تشریحی جال سے ملوایا تھا۔“

”کہنے یہ بات وہ بھی کیوں نہیں بتاتی تھی۔“

”لیکن کیا پتاؤں ہاں! اس مرد کو کی موت میں نہیں بتاتی تھی۔“

”خیر میں دیکھوں گا۔“ ”میں نے کہا کہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بلائے میں سوچاؤں

کہ وہیں جا کر کیا کروں گا۔ ان سے قریب رہ کر قوسہ کچھ کچھ بھی سکوں۔“

”کسی نے دروازے پر دستک دی اور دروازے کی آواز میں کہا یہ آ جاؤ۔“

آنے والا نہیں ملوایا تھا۔ دونوں اٹھ گئے۔

”مستر خان! تمہارے لئے غرق خبری ہے؟“ اس نے مساکر کہا۔

”کیسی خوشخبری۔“

”تمہیں اس جرم سے کاگوں نہ مقرر کیا گیا ہے۔“

”سوال تیرے ہے کہ گورنر وہاں کرے گا کیا۔“

”متوکر قابو میں۔“ ”کیے گا اور اس کام کی نگرانی کرے گا جو ہم وہاں شروع

کرنے والے ہیں۔ کام کی نوعیت تمہیں بعد میں معلوم ہو جائے گی۔“

”میرے ساتھ اور کتنے آدمی ہوں گے۔“

”صرف وہی تینوں جنہوں نے گئی ہوئیں۔“

جوزف اور ملان رالری پر والیس آگئے تھے۔ جوزف اس سے گفتگو کرنے کے

لئے پہنچا تھا۔ ”آؤ اس کے کہیں میں پہنچ کر بلائے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے ہاں۔“

”میں ملان کو بلا کر قیدی ہوں۔“

”وہاں شہر میں تمہاری تلاش جاری ہے۔“

”کیا فلیٹ اب بھی وہیں کے گھر سے ہے؟“

”نہیں وہ خورہ کو کوہٹ گئے ہیں۔ یا پھر جو سٹاپ کے سر سلطان نے کچھ کیا ہو۔“

”میرے حال میں تو قیدی ہوں ان کا۔“

”اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سنگتراز والا اسکینڈل چلایا تھا؟“

”ہاں! یہ وہی لوگ ہیں۔“

”میں کیسے ان کے پھندے میں پھنس گئے؟“

”میں کہہ رہی ہوں۔ پھر کبھی سن لےنا۔ اب تو کسی طرح کل چینی کی سوچی چاہئے۔“

اور یہ کام متوکر ہی کے ذریعے ہوئے گا۔“

”وہ ہمیں کب نکالے گا؟“

”اُسے قانون کا لحاظ حاصل ہے۔ سب سے پہلے یہاں وہ حکومت کی اجازت سے

ایفون کی کمانڈ کر لے۔ اور وہی سازی کا کارخانہ لگا رکھا ہے۔ ایفون

کے انکشاف ہوتے ہیں۔ جو تمام حکومت خرید لیتی ہے۔ حلیش کا اس کا اپنا

کاروبار ہے جسے وہ وقت آنے پر چھپا بھی سکتا ہے۔“

”لیکن عورت تو نہیں کسب ہمیں جرم سے چھ جانے کی اجازت مل جائے۔“

”ہم بغیر غلط عورتی کے ہاں اس کے اس جگہ تک پہنچ سکتے ہیں جہاں پہلے ہائے

تھے۔ تمہیں اندازہ تو ہو ہی گیا ہو گا۔“

”ٹھیک ہے۔ اور جوزف بھی میرے ساتھ ہوگا۔“
 ”تہا دی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن اُس سے پہلے تجھیں سیکریٹری صاحبہ سے
 گفتگو کرنی پڑے گی۔ وہ فون پر تہا دی منتظر ہیں۔ لہذا میرے کچن میں چلو۔“
 عمران نے جوزف کو دیکھ کر غصے کا اشارہ کیا۔ اور خود دوسرے کے ساتھ چل پڑا
 سلواس اُسے کہیں میں چھوڑ کر خود باہر چلا گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا سید فون کا نوں پر
 چڑھایا اور سوچا کہ کسے کارڈ فون کو کال کرنے لگا۔
 تھوڑی دیر بعد کارڈ فون کی آواز سنائی دی اور عمران نے کہا تہا دی خواہش
 پوری ہوگئی یعنی جزیہ سے پر قبضہ کر لیا گیا۔
 ”اور اب یہ جزیہ وہاں سے چارج میں دیا جا رہا ہے۔“
 ”میں وہاں کیا کروں گا؟“
 ”تم وہاں ہمارے مفادات کی نگرانی کرو گے۔ یہاں ایک نئی عمارت
 بنوائی بنے لیکن وہاں اُس کی مشینوں کی بجائے ہماری مشینیں لگیں گی اور وہی کی تحریک تہا دی
 نگرانی میں ہوگی۔“
 ”لیکن اب میں یہ کیا کرنا چاہتا ہوں؟“
 ”یہ مناسب نہ ہوگا۔ دوسری طرف سے آواز آئی کہ ٹھیک ہے ہر کس طرح
 پہنچنے لگا۔ خود کو پروردگار نہیں پڑے گا۔ اگر تم اپنی اصلی شکل میں آگئے۔“
 ”اس کا یہ مطلب ہوا کہ جبکہ اور کسی دشمنی پر متورق نہیں ہے۔“
 ”تم بے فکر ہو! میں ایسا نہیں چاہتا۔ وہاں کی۔“
 ”تمہیں بھی مجھ سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے؟“
 ”یہ تو میں ہی جانتی ہوں۔ تم نہیں سمجھ سکو گے۔ اس لئے وہ بات کو یہی تم کو دے۔“
 ”جوزف بھی میرے ساتھ ہی رہے گا۔“
 ”تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں؟“
 ”کیا شرارتیں یہ بھی موجود رہے گا؟“

”موجود ہے گا اور یہ متورق بھیگے کچن ہوا ہے گا۔“
 ”اب تم کو کل کی کوئی بات میری کچن میں نہیں آ رہی؟“
 ”مگر اوروں کو طرفت بھیجتے کھلانے جاتے ہیں۔“
 ”تب تو یہ عقار تہا دی کے لئے بہت ضروری ہے۔“
 ”بہت زیادہ؟“
 ”متم سیال سے کتنے جھگڑے ہوئے۔“
 ”اور دیکھنا کہ کسے کھلا کر اُن کے لئے رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران کہیں سے نکلی ہی
 رہا تھا کہ سلواس آندھی اور طوفان کی طرح اندر داخل ہوا۔ اور ہاتھ پٹیا ہوا ہوا۔
 ”وہ عین حال میں آگئے ہیں۔“
 ”کون دیکھیں آگئے ہیں۔“
 ”دوسری جہول نے جس کو میں انہی تھیں۔ سلواس ہاتھ پٹیا ہوا ہوا۔ اور اُن کے
 دماغ اکٹھے گئے ہیں۔ چنانچہ کون سی تھیں چیز انہیں استعمال کرائی گئی ہے۔“
 ”جوزف کو بھی انہی اور سلواس نے اُسے گھبرا کر دیکھا۔ عمران نے جوزف کو
 اشارہ کیا کہ خود کو قابو میں رکھے۔ پھر سلواس سے بولا کہ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ جزیہ
 ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب جلدی کرو۔ اور اب قاعدہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔“
 ”سلواس کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ہنسی تو پھینکے کی آواز آئی اور دیکھ کر ہنسی
 وہ کہیں سے نکل آئے۔ ”ٹھیک ہے۔ یہی فائرنگ شروع ہوگئی تھی۔ جزیہ سے میں شاید
 پہنچے ہی سے سو رہے تھے۔ فائرنگ سے کرنے والے دکائی نہیں دے رہے تھے۔“
 ”سلواس نے فوری طور پر ہنگامہ بٹھانے کا حکم دیا اور ٹھیکے سمندر کی طرف
 روانہ ہو گیا۔ ہنسی تروں کے گروں سے اُسے خاصا نقصان پہنچا تھا۔ لیکن بھلا عہدہ
 محفوظ تھا اور نہ غرقالی میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ ٹھیک رہا ضرور ہوا تھا لیکن اس پر
 سے بھی برابر فائرنگ ہو رہی تھی۔“
 ”سلواس نے عمران سے کہا۔ میں جزیہ سے کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ نہ یہ کوئی

بڑی بات نہ تھی۔

• میں جھکا ہوں۔ عیسیٰ سر ہٹا کر بولا۔ لیکن آخر ان تینوں کو کیا ہوا تھا۔
• وہ خائبہ خانے۔ چپے بھی ایسا نہیں ہوا۔

• • • خالہ شوبہت ڈھن آؤں ہے۔ اب وہ قانون کبھی اپنی مدد کیلئے طلب کر لگا۔
• • • ہرگز نہیں۔ سٹوٹس ملا۔ وہ کبھی نہ چاہے گا کہ کوئی سرکاری آدمی جزیہ سے چوتھم
• دیکھے۔ کیونکہ وہ وہاں تیش کی کاشت بھی کر رہا ہے۔

• • • سٹوٹس۔ تم ابھر کے احوال سے واقف نہیں ہو۔ اسنے کوئی حق بات نہ کہو۔
• میں تو بڑی دشواری میں پڑ گیا ہوں۔ سٹوٹس۔ جیگاوار میرے پرنسے آؤ دے گا۔
• میری موجودگی میں وہ ایسا نہیں کرے گا۔ تم مٹھوں رہو۔
• میرے ملاو اطلاق کے مطابق تم بھی تو اس کے قیدی ہی ہو۔

• • • اسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہاری بھرپور وکالت کروں گا۔ اگر دلائل خالی
• قبول ہوں تو وہ ملان لیتا ہے۔

• • • ٹالار جزیہ سے مار کرنے والی قوم کی حدود سے نکل آیا تھا اور اب اس کی
• موت کی فکر کی جا رہی تھی۔

• • • وہ تینوں ہی کہاں... ج۔ • • • ٹالار نے پوچھا۔
• • • ایک بڑے بڑے ہیں میں بناؤں گے اور بے می۔ چہ نہیں کون سا فائدہ استعمال کر بیٹھے ہیں۔
• • • کیا وہ پہلی کمانڈ میں نہیں تھے سٹوٹس۔

• • • نہیں۔ انہیں براہ راست جیٹ کو ادھر سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔
• • • اب میرا مشورہ یہ ہے کہ جہاں تمہاری کمین گاہ ہو اسی طرف نکل چلو۔

• • • کیونٹ سٹوٹس کی جتنی شکرتیں۔
• • • منتر کو قانون کی حمایت حاصل ہے۔ اگر اس نے کوئی گھوڑا گھبراہٹ کر لیا تو قہر ڈھنڈی

• • • میں پرجاؤں گے۔
• • • یہ گوارڈ کی ہڈی کے بغیر میں ان پانیوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔

• • • چاہا تو پھر مجھے ایک گشتی دوسم اور جزیہ جزیہ سے میں جاؤں گے۔
• • • کی کم سن نہیں رہے۔ فارنگ کی آواز سی۔

• • • سس کی پیر وادعت کرو۔ جو سی کہہ رہا ہوں کرو میں ٹو کو رو بندہ جال میں پھانسی۔
• • • وہ تم اپنی ذمہ داری پر کر گئے۔

• • • بائکل۔ اور گشتی میں میں جا رہا ہوں بھی رکھو ادین۔
• • • اچھی بات ہے۔

• • • اور تینوں غیظوں کو کسی گشتی میں بند رہنے دو۔ قفل پر گز نہ کھولنا۔ اگر میڈ
• • • ٹالار سے کال آئے تو حالت نے آگاہ کر دینا۔

• • • سٹوٹس نے ایک موٹر بوٹ ان کے حوالے کی اور وہ ایک سفید جھنڈا لہراتے
• • • جزیہ سے کی طرف چل پڑے۔

• • • تم خود گشتی کر رہے ہو یا سی۔ جزیہ پڑ پڑا۔
• • • دو میں گھومتے۔ عقل ٹھکانے آجائے گی۔ یہ جھنڈا اسی وقت تک

• • • لگا رہے گا جب تک جیس ٹالار سے دیکھا جائے گا کہ بعد ہمارا رخ دوسری طرف
• • • لگانے نے احتیاطاً گشتی میں پورا بھی رکھ لئے ہیں۔

• • • • • ترکا گھر کی طرف۔
• • • • • مددہ فرمیں۔ منتر کے جزیہ کی نشاندہی ہو جانے کے بعد میں اپنی راہ کا

• • • • • کر سکتا ہوں۔
• • • • • ٹالار نظر ملے سے اور جھل برا سی تھا کہ دو مدد اسپید برس نے گشتی کا تعاقب

• • • • • روک کر دیا۔
• • • • • یہ کون جو کہنے میں باسی۔

• • • • • وہ گھونٹ اور سنے اور بائکل پر واہ نہ کر۔
• • • • • لیکن خدا را اب یہ فارسی ہٹاؤ۔ اپنے چہرے سے۔
• • • • • ابھی نہیں...!

کشتیاں خاص تیز رفتار تھیں اور انہوں نے علیحدہ جہازوں کے طور پر کام کیا۔ دونوں کشتیاں
پیشہ نگین موجود تھیں۔

”جزیرے کی طرف کشتی موڑو۔ ایک کشتی سے آواز آئی۔

”اب بتاؤ پاس۔“ جہت بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”دو بجے گھنٹہ اٹھنے والی اور چینی سے بیٹھنا۔“ عمران نے کہا اور کشتی کا
جزیرے کی طرف موڑ دیا۔ ایک کشتی اُس کے آگے چل رہی تھی اور دوسری پیچھے۔
”یہ اس ساحل کی طرف نہیں تھا۔ جس سے وہ جزیرہ پہنچا تھا۔“

”پاس یہ تو جگہ اسی نظر آتا ہے۔“

”دیکھا جائے گا۔“ خود کو قابو میں رکھتا۔

پچھلی کشتی سے انہیں سانپوں اور فوجی پرہیزگاروں کی طرف سے تھیں۔ بہر حال انہیں کوئی
گھبراہٹ نہ ہوئی۔ ایک ساحل تک پہنچا۔ پھر یہاں ایک علیحدہ جزیرہ صلیب جو کہ ساحل
اتر جائیں۔

”یہ اور کیا جہاز۔“ جہت بڑھایا۔

”جہاز اور اپنی تو گھٹیں کشتی میں نہ چھوڑا۔“

”اُن کے اترنے سے قبل ہی ایک کشتی سے تین صلیب افراد ساحل پر اتر گئے تھے۔“

”اُن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔“

دونوں کی جائزہ لاشی میں تھی۔ اور پھر انہیں ایک جانب چلنے کو کہا گیا۔
خاموشی سے چلتے رہے۔ اور پھر ایک ایسی حالت میں پہنچا جہاں پہنچے جیسے جہاز
بک رہا تھا۔

”کیوں انہیں الگ کر کے میں رکھا گیا۔“ اس پاس سے کروں میں بھی کچھ ٹوکے
موجود تھے۔

”جو کچھ نہیں پڑھا تھا اس آج بھی مر گیا۔“ جہت بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”ایک ایک گھنٹہ تیار اور سب تھیک ہو جائے گا۔“

”پتا نہیں تم نے کیا سوچ رکھا ہے میرے ہاتھوں میں تو کچھ اور ہے پاس۔“

”میں کہتا ہوں چکا بیٹھا۔“

اس دوران میں کئی افراد آئے اور انہیں دیکھ کر چھٹ گئے۔ پھر چاک خالہ

کھانک دیا اور عمران اس کے کچھ کہنے سے پہلے بولی پڑا۔ ”تم نے کوئی گاؤں سے مدد
میں کیا ہے؟“

”یہ تم پر چھو رہے جو۔“ اس نے طنز میں بولا۔

”ہاں میں ہی چھو رہا ہوں۔“ تم کیا کہتے ہو کہ میں اپنی لوگوں میں سے ہوں میں

ایک سرکاری سربراہ ہوں اور عرصہ سے اُن لوگوں کی حرکات و سکنات کا جائزہ

لیتا رہا ہوں۔ تم نے آج بہت جلد بازی سے کام لیا۔“ وہ میں ایسی تدبیر کرتا۔“

”بس کرو! تیار رہے پاس کیا ثابت ہے کہ تم سرکاری جاسوس ہو۔“

”خدا ایک منہ نہیں دے گا کہ فرشتے بھی مجھے پہچان نہ سکیں گے۔“ عمران نے

کہا اور کرل ٹکڑی والا ایک آپ اُٹارنے لگا۔

خوشحیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ ”خدا ہی یہ دیکھیں عمران کی اصل شکل کھل

آئی۔“ اور وہ توجہ سے سامنے اُٹھ چلا۔

”ہم۔۔۔ میں شاید تمہیں پہچانتا ہوں۔“ جزیرہ مبارک میں کئی بار نہیں دیکھا چکا ہوں

اور شاید مجھے یہی بتا دیا تھا کہ تم میری لیس انفارمیشن۔“

”شکر ہے۔“ ستر ٹوکے تم نے میرے پاس کو پہچان لیا۔“

”تو مجھے بتاؤ پاس۔“

”ہاں۔“ کچھ ہے جس کے لئے میں ساری دنیا میں آگ لگا سکتا ہوں۔“

”میں میں زیادہ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں۔“ عمران اس کا شانہ چھپاتا ہوا بولا۔

”تو یہ بتاؤ مشورہ ہے کہ میں کوئی گاؤں کو مطلع کروں۔“

”بالکل۔“ وہ تھوڑی دیر بعد میں خود صاف لوگوں کی دوسری ٹولی جزیرے پر

اور وہ لوگ اُن کے کسی طرح بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گے۔“

”اگر یہ بھی کون ؟ اور کیا جا رہے ہیں۔“

”تمہارے چہرے کو دیکھو، ہاتھوں کے حوصلے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کوئی چکر ہو جائے تو خود ہی ٹھیک انداز میں چھٹ جائے۔“

”کوئی گارڈنگ کا دھوکا سے قیل نہیں پہنچ سکتی گی۔“

”غیر تو پھر اپنے راجی ٹاور پر بھی ٹھیک ٹھکانا اور وہی ٹھکانا اس سال کو پہنچا گا جس سے ہم چہرے سے ہاتھ سے تھے۔“

”موتے کے دو تارہ کھلا دیا۔ اور انہیں ایک دوسری حالت میں لایا۔“

”لیکن میں تمہارا نام نہیں جانتا۔“

”علی عمران۔ تم کو سٹ گارڈ کو مطلع کرے وقت میرا والد سے کہتے ہو۔“

”تمہارا پناہ... تم... یعنی علی عمران...“

”بس زیادہ بات چیت کا وقت نہیں ہے۔ فی الحال یہاں کی صورت !“

”موتے، ان دونوں کو اسی ساحل پر پہنچا دیا یہاں راجی کا دو تھا۔ دونوں پر

ٹاور پر پہنچ گئے یہاں ایک شہین گس اور ایک بلی توپ پہنچے یہاں خبب کر دی گئی تھی۔“

”عمران دور سے یہ چاروں طرف دیکھتا رہا یہیں ہلکی دھمکی کے آگے نہ ہٹا۔“

”موتے کی دیر بعد موتی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور عمران کو اطلاع دی کہ اس نے کوئی کھانا

کو مطلع کر دیا ہے۔“

”لیکن مسٹر عمران ! میں اسے بھی پسند نہیں کروں گا کہ کوئی گارڈنگ کا دھوکا کرے۔“

”پر قدم رکھنے۔“

”موتے...“ عمران نے کہا۔

”آپ کچھ دانا دیں گی۔“

”کیا تم یہاں کوئی نئی طاقت بنا رہے ہو۔“

”ہاں۔ کیوں؟“

”وہ لوگ دراصل اسی عمارت کے لئے تمہارے جوہر سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں۔“

”اس عمارت کے لئے موتے کے بجائے میری میرٹ تھی۔“

”وہاں وہ اپنی کچھ شہین لگانا چاہتے ہیں۔“

”اؤں۔ اچھا۔ لیکن میرے جیتے ہی ایسا ملے نہیں ہو سکے گا۔“

”فی الحال تو وہ پسپا ہو گئے ہیں۔ تم نے آؤں کی میزوں کو نشانہ دیا تھا۔“

”وہ خود ہی بوس کے لئے سر ہٹے تھے۔ اور پھر یہاں کھڑے ہوئے۔ اسی

کے بعد میرے سامنے وہیں نے نازنگ شروع کر دی۔“

”غیر نکرہ کرو۔ اور پھر کامور میں سنبھالو گا تم دوسری اطراف کا خیال رکھنا

اور اگر تم واقعی مددگار ہو تو میں تم پر اعتماد کر سکتا ہوں۔“

”اور اس کے بعد مجھے بھی جان سے مار دینا کیونکر میں تمہارے شیش کے کاغذ سے

واقف ہوں۔“

”موتے کو تمہارا شکوہ نہیں پاؤ گے۔“

”چھوٹے چلا گیا تھا اور جوت نے شہین کے سنبھال لی تھی۔ عمران وہاں سے

چاروں اطراف کا جائزہ لے رہا تھا۔ وقت بڑھ رہا تھا۔ اس بار اس کو نصب شدہ

ترہیں صاف نظر آرہی تھیں۔ عمران نے جوت کو مطلع کرتے ہوئے کہا: ”تو راجی

رہنما کو آگاہ کرو۔ اور ہاں انہیں وہ جگہ بھی یاد ہے نا جہاں ہماری کشتی دھکائی گئی تھی۔“

”مجھے یاد ہے ہاں۔“

”میں تو پھر اسے دیکھنا ہی دیکھنا اس بار حد سمٹ چکا اور وہ جوہر سے پرہیز

کرتے کر لینے سے باز رہیں گے۔“

”جوت راجی ٹاور سے اتر گیا۔ دفعتاً ٹاور سے ایک توپ چلی اور گولا جوہر سے

پر سے گزرا چلا گیا۔ لیکن ٹاور پر توپ کے نشانے پر تھا۔ عمران نے بھی تار تار دیکھا۔“

”میں ٹاور پر رہا تھا لیکن اس کے بعد راجی ٹاور پر پھر پناہ حاصل ہی ہوئی کیونکہ انہیں

بھی ناگزیر مل گیا تھا۔ وہ بڑی سہجائی سے پیچھے اتر آئے اور اسی عمارت کی طوں دھڑنگا دی

جہاں موتے کو چھوڑا تھا۔ وہ اور اس کے دوسرے آدمی جوت کی اذیت تھی اسی طرف

”کیوں تو تم کو۔“

”شامت آئی ہے میری۔ یہ شیطان کی خاصہ ہے زندہ چھوڑے گی۔ لیکن صاحب ہی کسی دن کہیں میری کسے کسے کر گن ضرور مردوں گاتے۔“
”کیوں کیا میرا؟“

”جب دیکھتے دھڑکتے ہوئے ہیں اس فرمائش کے ساتھ کہ میری ویسی ہی کافی بلا دے کہ دنیا سے بگناہ ہو جاؤں۔“

”میر تو بہت برا مرد میرا کچھ گلزار کیا کرتی ہے۔“

”میں صاحب کو میرے حوالے کر کے کبھی چلی جاتی ہے۔“

”کب سے نہیں آئے۔“

”آج ہی خون آیا تھا کہ کسی وقت پہنچ جاؤں گا۔“

”آنے دے۔ دیکھا جائے گا۔ آج میں آپس کافی پلو اگر کسی ڈسٹ بن میں ڈولوں گا۔“

”اور ایک صاحب میری جان پر لبر کرتی رہتی ہیں۔“

”اُن سے تو کسی قسم کی وابستگی نہیں کی۔“

”حوریت دیکھ بغیر بغیر کیسے کرتا۔ آپ بھی کالی کرتے ہیں جناب۔“

”جناب کے دیکھتیری تو کسی اب نا قابل برداشت ہوتی جا رہی ہیں۔“

”میں تو میرا جوہر نہ کر دیتے گلزار کو۔“

”نہیں تو آج پہلے سے باہر ہو رہے ہیں۔“

”اتنے میں خون کی آغوش لگی اور عمران نے رسیبید اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے صفور کی آواز آئی۔ سناب آپ داپس آگئے ہیں۔“

”تہا راکا حال ہے؟“

”اب طلبک ہوں۔ کیا آپ سے ملنے آسکتا ہوں۔“

”فلپ کا رخ بھی نہ کرنا میں خود ہی کہیں مل لوں گا۔“

”بڑے آ رہے تھے۔ اُن کے ساتھ سب نہیں گئیں اور کچھ تو یہ تھیں۔ انہوں نے سال پر مورچے منہ مال لئے اور ناز رنگ کھنگے۔ اتنے میں وادی اور ٹوٹ کر نیچو آ رہا۔ جوت اور عمران پہلے صحت میں تھے۔ جنگ زوروں پر آئی تو عمران نے جوت کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔“

”جنتی جلی مکی جو۔ اپنا کٹھن تک پہنچ کر کشش کرو۔ وہ آہستہ سے ہوا۔ اب میں اُن کے ہاتھ نہیں گھٹنا چاہتا۔“

”پھر انہیں اس جگہ تک پہنچنے میں خاصی تک مدد کرنی پڑی تھی جہاں اُن کی کشش لنگر انداز تھی۔ وہ دونوں کشتیاں میں موجود تھیں جو انہیں گھیر کر وہاں تک لانی تھیں ان پر سے انہیں خاصا انداز میں مل گیا اور وہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن فی الحال کھلے سمندر میں کھنکھانے کی جوت نہ کر سکے۔ کیونکہ ٹراور سے برستے دانی گولیوں سے محفوظ رہنا مشکل ہو جاتا۔“

”یہ بڑی بات ہوئی باس! ہوشیگرے خدا اچھا نہیں لگاتا۔ جوت ہوا۔“

”مطلق اور اس کے جزیبے کا جو حشر بھی ہوا ہو۔ وہ دونوں شہر پہنچ گئے تھے۔ یہاں عمران کے سر میں چھپی کر رہا تھا۔ اور جوت ٹھکڑے کو بتا رہا تھا کہ کس طرح اُس کے طور پر نامدار سے اُسے چرن کے دے تے پڑا لیا تھا۔“

”اور تم اتنے جملے جملے ہو کہ اُس کے کہنے میں آگئے تھے۔“

”اُم کیا کرنا سا ہر دھڑک چرس جس نذر نشہ کرنا تھا۔“

”اب تو مزہ معلوم ہو گیا۔“

”اُدھر عروا اُس سے باز نہیں کر رہا تھا۔ کھیل بے لگے کیا سوچ رہی تھی۔“

”ملاے کاخروں جیسا چہرہ لہے نہیں دیکھا جاتا تھا۔“

”جیسی آپ کی مرضی تھی۔“
ریسیور رکھا ہی تھا کہ یہ گفتنی تھی اس بار جیگر کی آواز سنائی دی

”تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ مجی نکلے ہو۔“

”فی الحال تو میں یہی سمجھنے پر مجبور ہوں۔“

”کلارا ڈکسن کہاں ہے۔“

”میں نہیں جانتا۔ لیکن مشو کے جزیسے کا کیا بنا۔“

”ماکوسٹ کارو نے اس کی حسیں کی کاشت کا پتہ لگا کر دے گرفتار کر لیا ہے۔“

”لیکن کافی کھول کر سن لو۔ اگر تم نے ہمارے ڈسکے کی نشاندہی کی تو ایک بہت بڑی

قوی خباثت سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے

”کلارا ڈکسن کہاں ہے۔“

”وہ میرے ساتھ تو نہیں تھی۔“

”تمہارے اسے متاثر کیا ہے۔“

”اس میں بھی میرا تصور نہیں ہے۔“

”اگر تین دن کے اندر اندر وہ یہاں نہ پہنچی تو پھر تم اپنا مشر دیکھنا۔“

”یا کیوں خواہ مخواہ دھوسا رہے ہو۔“

”دیہیلی اور آخری وارنگ ہے مشر عمران۔“

”عمران مجھے کہنا ہی چاہتا تھا کہ رابطہ منقطع ہو گیا۔ طویل سانس لے کر اس

نے ریسیور کر ٹیل پر رکھ دیا۔ اور سلیمان بولا ”کیا آ رہا ہے سالار۔“

”کیا تیرا بھی کوئی سالا ہے۔“

”وہی بڑھا کھا کھوٹ۔“

”ابے کیوں شامت آئی ہے۔ وہ ایک معزز آدمی ہے۔“

”مجھے بات ہے تو میں اس معزز آدمی کو کج چلانی پھاؤں گا۔ مجھے معذور

میں کہ آپ اپنا مالی مسالہ کہاں رکھتے ہیں۔“

”سلیمان جیسے کے ڈھنگ کر۔۔۔“

”بہت زیادہ جی کر کیا کروں گا۔“

”وہ عورت کون ہے جس کی کامیں آتی ہیں۔“

”نام نہیں بتاتی بس آپ کو پچھتی رہتی ہے۔“

”لیکی یہ بتا کر اب جزدن کا کیا ہے گا۔ وہ شیریں حوال بھی پکڑا گیا۔“

”کالے کا دماغ خراب ہوا تھا جو اس کے بچے کوڑا کیا تھا۔ مجھ سے کہتا ہے

”جائے کتنے شیڈیل سے یاد اللہ ہے میری۔“

”اچھا۔۔۔ اچھا اگر کوئی صحت خراب ہوئی تو تیری بھی منی پیہ ہو جائے گی۔“

”سبیلک نہیں تھی جواب ہو جائے گی۔“

”گلہ رے! عمران لے آواز دی اور وہ دھڑی آئی۔“

”مجی صاحب۔“

”اس مردود نے ایک سائیڈ بزنس بھی کر رکھا ہے تجھے اس کا علم ہے یا نہیں۔“

”ہیں کیا جانوں صاحب۔“

”پرس کے گاہک بن کر جس فروشنہ سے کمیشن وصول کرتا۔“

”ہائے اللہ بھی تو میں کہوں کہ یہ روزرات کو سیر بھرتا کھانا لے آتی ہے۔“

”کیوں ہے! عمران نے آنکھیں نکالیں۔“

”اللہ دیتا ہے۔ خود تو چرسی نہیں ہوں۔“

”شمن دہی ہے۔“

”میں جاری ہوں کر شمن۔ بڑے سرکار سے فریاد کروں گی۔“

”یہ کیا گھپلا کر دیا صاحب۔“

”اٹھی بے شمار گپے تیرے منتظر ہیں۔“

”میں شہر ہی چھوڑ دوں گا۔“

”پانچاں سے بھی نکال لاؤں گی۔ ذرا مشر سے باہر قدم نکال کر تو دیکھ۔“

پھر فریاد کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسید اٹھایا۔ اس بار وہی نے شہلا چوہدری کی آواز سنی۔

”خدا کا شکر ہے کہ آپ ملے تو۔“

”کوئی خاصی خبر۔“

”ناب ایک دوسری لڑکی پر راجہ قاب گرفت ہے۔“

”یہ آخر لڑکیاں کیوں تھارت سے بچھ چوکتی ہیں۔“

”کچھ کچھ عمران صاحب۔ میں بہت حائف ہوں۔“

”ابھی بات بننے میں دیکھوں گا۔ ہل کیا ڈاکٹر فریڈل اب بھی وہیں مقیم ہے۔“

”کیوں نہیں۔ حملاد وہ کہاں جاسے گی۔“

”اور آپ کے ٹیڈی کاکیا حال ہے۔“

”بدستور جو فریڈل کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اصحاب زندہ بچے لیجئے۔“

”میں نہیں تاک کر کیا کروں۔“

”کیا آفس پر اسرار آدمی کی کال بھارتی تھی۔“

”وہی نہیں، ابھر سے اس نے کوئی بات نہیں کی۔ اور ضرورت ہو گا کیا ہے۔“

”سادے مطالبات پر سے چودہ بچے ہیں۔“

”یعنی سو ڈل کالنی والی کوئی بدستور فریڈل کے قبضے میں ہے اور تھپڑے دے۔“

”خواجہات کا بار بھی اٹھا رہے ہیں۔“

”جی ہاں۔“

”فریڈل کو کچھ سبب بھی ملے۔“

”جی ہاں اس کی خاصی سبب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ بھی خاصا چل رہا ہے۔“

”اسی سلسلے میں آپ کے والد کی بھی خاصی واہ و چوہری ہوگی۔“

”کیوں نہیں۔ اب تو وہ ان کے ساتھ ڈاکٹر کرنے بھی جاتی ہے۔ آج ہی راستہ۔“

”ٹپ ٹاپ۔ نائنٹ کلک ہائی دیکھ بیٹے لگا۔“

”اس اطلاع کا بہت بہت شکریہ میں مزدور دیکھوں گا۔“

”لیکن مجھ سے کب مل رہے ہیں۔“

”اگر وہ لڑکی اسی طرح قاب گرفت کرتی رہی آپ کا تو کسی دوسری ان فریڈل کی چوہری۔“

”میں نے لالہ لکھتے لکھتے ہی ترک کر دیا ہے۔“

”یہ آپ کو بہت پہلے کرنا چاہئے تھا۔“

”بھوکھ مل رہے ہیں۔“

”پہلے ذرا ایک نظر ٹپ ٹاپ نائنٹ کلک پر بھی ڈال لوں۔“

”ہاں یہ بہتر ہے مگر خدا کی قسم یہاں ہمدی عورت بچا ہے۔“

”اللہ سے جا بڑا تو ایسا تو ایسا ہی ہوگا۔“

”میرا نے رابطہ مستطیع کر کے کیڑوں فیاض کے کھڑے ٹیڈی کے۔ دوسری طرف۔“

”اس کی بیوی کی آواز آئی۔ اور میرا نے آواز دہلی کر چھی۔ کیا جلی صاحب تشریف رکھتے ہیں۔“

”جی ہاں۔ آپ کی صاحب ہیں؟“

”جیہذا لکھتے جھلے۔ عمران نے کہا۔“

”بہتر ہے بولنا کی کچھ۔“

”اور میرا جب شلی فریڈل پر آیا تو عمران اپنی اصل آواز میں بولا۔“

”میرا جہاں کی مصالحتی جا چاہتا ہوں صاحب۔“

”میرے واہ۔ ہار... کہاں سے بول رہے ہو۔ شلی کی جگہ پر سٹائی دی۔“

”کچھ۔“

”تو میرا جہاں بولنا۔“

”میں مستطیع ہوں۔ عمران نے کہہ کر رابطہ مستطیع کر دیا۔ اور مگر رخ کو آواز دی۔“

”جی صاحب۔ وہ کہہ میں آکر بولی۔ کیا میرا کر دیا ہے۔“

”ابھی نہیں، فی الحال وہ تشریف آدمی آ رہا ہے۔ اور ہم دونوں ساتھ کالی ہیں۔“

”میں تو چلی کر کھی کو۔“

”کیا اس منت کر سلیمان کو یہاں بھیج دے۔“

”انہوں نے اسے دیکھ کر پاگل ہو جائیں گے۔“

”تیرے مزے ہو جائیں گے تو اسے پاگل خانے بھیجا دوں گا۔“

”مجھے تو آپ جہنم ہی بھجوا دیں گے۔“ سلیمان کو سنے میں داخل ہو کر بولا: ”میں باہر

جاء رہا ہوں۔ آپ کی فوسٹر نے جاؤں۔“

”دفع بھی جو کسی صورت سے۔“

”میں اس جیت بڑھے سے الگ ہوں۔“

”جانا ہے یا نکالنا ہے تو؟“

”جاء رہا ہوں۔ لیکن سیکنڈ شوڈیکھ کر واپس آؤں گا۔“

پھر عمران اٹھا ہی تھا کہ وہ جھپٹ کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد شبل نے صفا

پکے دنگ دی تھی۔

”آئیے آئیے۔“ عمران ہلک کر بولا۔ ”دراصل پچھلی بار میں فیاض کے خوف سے فرار

ہو گیا تھا۔ اس نے مجھے دھکی دیا تو میں ہی کر اگر آپ کے ساتھ کہیں دیکھا گیا تو یہ میرے

حق میں بہتر نہ ہو گا۔“

”اور تم مر صاحب ہو گئے۔“

”بہاؤنات مجھے اس سے دبا بھی پڑا ہے۔“ وہ میں تو یہی کیا عرض کروں۔

”بھئی عمران صاحب کاں۔۔۔“

”خضر خضر۔۔۔“

”اُس دن تو ایسی شاندار نیند آئی تھی۔“

”وہ میں رات کو سوئے سے قبل جیتا ہوں۔“ عطی سے بڑی گئی ہوئی۔

”ملازمہ رطہ دار کہ چھوڑی ہے۔“

”میرے باپ کی مڑ بولی جیتا ہے۔“ لہذا شبل پلینز۔

”مجھے افسوس ہے۔ اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔“

”کھر بہ شبل صاحب۔“

”مگر یاد رکھو کہاں بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔“

”ہیٹ کے وندے میں شبل صاحب! اب تو تمہارے ڈاڈا ملے جواب لوٹی دار کر کر

ہو گئے ہیں۔ خواہ تو ادا میری جان کو اسے رہتے ہیں۔ عزت پاس وال بات والہ صاحب تک

پہنچا کر ہی دم لیا۔“

”بے بی کہہ دی تھی کہ تم بھی تو اسے پریشان کرتے رہتے ہو۔“

”تنگ آمد۔ جگہ آمد۔“ عمران غنڈی سانس لے کر بولا: ”ٹال تو مدام فوٹیل

وال بات کا کیا رہا۔“

”وہ دو دفن اس پر تیار نہیں ہیں۔“ کہتے ہیں کہ قبور خانے سے کوئی بھوکا کڑا لیں گے۔

”اگر پچھلے چارہ تھے تو وہ بد حاضر ہے۔“ اپنے دائیں رخے کھینچ کر بولا: ”میں گئے۔“

”اے کیوں بڑھنے کی باتیں کرتے ہو۔“

”آپ دراصل میرے حالات زندگی سے واقف نہیں۔“

”ہاں! ابھی تک کافی نہیں آئی۔“

”میں آئی۔“ کہہ کر عمران نے گل رخ کو آواز دی۔ ”بہر حال کافی بھی آگئی اس کے

ساتھ شامہ سلیمان کے بیٹن وال تھامہ بھی تھی۔“

”تمہارے یہاں ایک خوفناک آدمی بھی رہتا ہے۔ شبل نے کہا۔“

”اوسے نہیں! وہ تو زیادہ عزیز آدمی ہے۔“ ٹیگہ ہے۔ ”میرا سلازم۔“

”پچھلی بار اس نے بڑی دہشتناک باتیں کی تھیں۔“

”وہ نے میں رہا ہو گا۔“ خیر بات کا پچھو اس کے بعد نعرہ کا پروگرام رہے گا۔

”آج ٹاپ میں بڑا درد دار نوٹ ہوئے والہ ہے۔“

”یاد تیار رہی دوسرے تو میں یہاں تک گیا ہوں۔“ درنہ کسی کا چلا گیا۔ ”تاٹ

”آخر آپ نے کیا دیکھ کر فیاض سے ایسی میننگار شتہ کر دیا تھا۔“

”پرانے زعموں کو نہ کہیں دوسری ایجنسیاں مل جائیں گی۔“

”اوجھو تو آپ فیاض کے خاں بھی ہیں“

”یا رستم کرواں تھے کو“

”لیکن میرا قصہ ختم ہو جائے گا۔ گلاب نیا خانی نے آپ کو میرے ساتھ دیکھ لیا۔

لیہا میں مصورت مہرل آپ کے ساتھ رہیں گاتے

”یعنی میک آپ میں۔“ شہل نے کہا لیکن عجب دوسرے کی ضرورت نہیں۔“

”کیسے تو آپ کی شکل بھی تبدیل کروں۔“ پھر پیش کرتے پھر لی سارے شہر یہ۔“

”یار اگر ایسا کر سکو تو کیا کہنے۔“

”ہرچہ بنا دوں۔ عیش مکمل عیش، بغیر ملکی ہرچہ رو کیاں! اسے باپ لے۔“

”ہاں! سلطان۔ اس طرح آپ سے تو بارہ سو۔“

”بس یہی ٹھیک ہے۔“

”کوئی نہیں پہچان سکیں گے گا۔“

”بات تو سب سے کم ہرچہ کو نہ پہچان سکیں۔“ سلطان چپک کر بولا۔

”وہ مجھے مسطور ہے۔“ شہل خوش ہو کر بولا۔

اور پھر شام ہوتے ہوئے دونوں کے محلے بدل گئے تھے۔ شہل چاہیں حال سے

زیادہ کا نہیں معلوم ہوتا تھا لیکن اُن کے لباس عوامانہ تھے۔ صرف مزار اور چہرہ

ہرچہ ازم کی زد میں آئے تھے۔ ”اُدھر عذر نہ۔“ وہی گون گون کر رہا تھا۔ کہ اس کے لئے

ایک خاصا دلچسپ جانور دریا ت کر لیا گیا ہے۔ اس لئے وہ ٹھیک آج کے پ

ٹاپ ناٹ کلب پہنچ جائے۔

لیکن روشنی نے فوراً پر جواب دیا۔ ”تم خود، دوسرے غلط ٹھیک ہیں سے

کیسے چلیں گے۔ میں تنہا کہیں نہیں جاتی۔“

”اچھا۔ تو آٹھ بجے دوپہر پہنچ جائیں گے۔ سب سے کم عمر ہرچہ کو تو تم بھی جانتی ہو۔“

”زیادہ باتوں کی ضرورت نہیں۔ بس تاخیر پہنچ جانا۔“

عمران نے رانا میں گاڑی کے لئے فون کیا اور ایک سال خورہ سی جیب گولڈ

حادثے سے حالت کے ٹک دوپہر پہنچ گئی تھی لیکن میدان ابھی ٹھیک نہیں تھا۔

وہ دونوں روانہ ہو گئے۔ شہل کچھ اور زیادہ بچ رہ گیا تھا۔ بات بات پر فیس بک لگا رہا تھا

”لیکن میری گولڈ فریڈ سے زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کرنا۔“ عمران نے اس سے

کہا۔ ”خطرناک صورت ہے۔ تمہارے لئے دوسری تلاش کر دی جائے گی۔“

”میں یاروں کا یاد رکھتا ہوں تم دیکھ لو گے۔“ شہل بولا۔

”لیہا میں عمران کا اڈا تھا کہ وہ زیادہ تر عورتوں کے خواب دیکھتا رہا۔ اگر کوئی بڑے تکلف

اور ترقیب آئے تو کبھی بندہ جائے گی اس کی سادہ شہل کو سب سے دینا چاہتا تھا۔ اسی لئے

روش کو مستحب کیا تھا۔

ٹھیک آج کے وہ روشی کے غلبے میں جا پہنچے تھے۔ روشی نے بھی چہرے ہی

جیسی وضع والی رُک پہن رکھی تھی۔ دونوں سے ٹھیک کر لی اور پھر مشکل طور پر شہل کے ہرچہ

عمران نے مسٹر چپکلی کہہ کر تعارف کر لیا تھا اور شہل آٹھ بجے سندھ ہو رہا تھا کہ نصیب

کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔

روش بار بار اسے ادھر دیر چپکلی کہتی اور وہ روشی نے بھی جہاں۔ اور عمران کو ایسی

احسانہ نظروں سے دیکھتا۔ جیسے والدین کے لہو اسی نے اس کے لئے کچھ کیا ہو۔

”کون سی ہے تو۔“ ”وہ۔۔۔ روشی اس کا شائبہ ٹھیک کر بولا۔

”اب کہاں ملتی ہے۔“ شہل نے بولنا کر بولا۔

”میرے غلبے میں ملتی ہے۔ اب بھی۔“ جہانوں کے لئے رکھتی ہوئی۔

”بس ابھی بس عمران بولنا کر بولا۔ ابھی وہ گھومیں پھر گئے۔ شہل ٹاپ

میں کھانا کھا کر گئے۔“

”ہاں ٹھیک ہے۔“ شہل بھی بولا۔

”اچھا ذرا چپکلی۔“

”اوجھو۔ میرا نام شہل ہے۔“

”مگر مجھے تو چپکلی ہی پتا تھا۔“ ”روش اٹھلائی۔“

”اچھا، تم بھی گھر پہنچ گئے ہو۔“ ایشی نے بیکار سا قہقہہ لگا کر کہا۔

عمران کو بہت دنوں بعد محفل ہونے کا جتنا موقع ملا تھا اسے ضائع نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ روشنی کو بھی اسے کشادہ دیکھنا چاہیے تھا۔ وہ اپنا پناٹ کلب دے گئے۔ یہاں ابھی بہتری میز ایسی نظر دے تھیں، جی جیوندیش کا ڈور نہیں دھتے۔

انہوں نے بھی ایک میز سجھا لیا اور روشنی نے کہا: ”نکھر رہی ہے پی آئے سونے تو سہرا“۔
”تھک چکی ہیں تو نہیں بیٹھ گئی۔“

”تم بھی بیٹھ گئی ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”جب سے بڑھ چکی ہیں۔“

”آج کل دراصل طالع بد کرو۔“ ایشی نے کہا اور وہ جہاں سامنے بنا کر بول ہو گئی اور بات کر دے۔

اتنے میں فدر تو شروع ہو گیا۔ پھر عمران نے شب زنجیر دی اور ڈاکٹر فریل کوڑا تنگ ہل میں داخل ہونے دیکھا۔ اور خاموشی سے شہل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ بر روشنی سے گفتگو میں مصروف تھا۔

آب عمران اہل سے اچھا جانتا تھا۔ اس نے روشنی کی طرف جھٹک کر آہستہ سے کہا: ”یہ کچھ دیر کے لئے عزیز حاضر ہونا چاہتا ہوں۔“
”کیوں نہ کیوں؟“ شہل بولی پڑا۔

ایک ضروری کام یا د آگیا ہے۔ اگر مجھے دیر ہو جائے تو روشنی کے ساتھ اس کے فلیٹ میں چھ بیٹے گا۔ میں واپسی پر آپ کو سہ لول گاؤں۔
”واہ یہ کیا بات ہوئی؟“

”نکھر کر دوڑیں نہیں کہا نہیں ہواؤں گی۔ روشنی شہل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بول رہی ہے اب ہم کھانا کھا جائیں گے۔“ عمران کے حساب میں۔

عمران نے پرس سے کئی بٹے نوٹ نکال کر روشنی کے حوالے کیے اور اٹھ گیا۔ یہاں سے وہ سیدھا اس عمارت میں جانا چاہتا تھا۔ جہاں ڈاکٹر فریل کا قیام تھا۔

ادھر بہترین موقع تھا کہ وہ عمارت سے باہر نکلے۔ جب اس نے روشنی اور شہل کے لئے چوڑی دی اور طو کیسی سے ماڈل کا لٹی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمارت کے کلب میں دیوار کے اسی جھٹے سے ترقا ہتی تھی۔ جسے ڈیر کی کاغذ کا ٹکڑا بھی استعمال کر چکا تھا۔

جب کسی اس نے سڑک پر جا کر چوڑی دی ساس کی پروا کئے بغیر کرنا میں سی دشواری بھی ہو سکتی تھی۔ جیجک کا کمر عمارت کے عقب میں پہنچا اور شہل کی آسانی سے غصی پارک میں آگیا۔ عمارت تک پہنچنے میں کوئی دشواری ہویش نہ آئی۔ لیکن اب مسئلہ تھا غصی جھڑا نہ کھولنے کا۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔ غصی سے عمارت میں داخل ہونے کی۔

کچھ کھڑکیاں تھیں لیکن سب کی سب اوپر کی منزل سے تعلق رکھتی تھیں۔ مخلوڑی وریک وہ غصی دروازے پر جھٹک مارنا نہ سیکھ کا سیلا نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ تو دوسرے جانب سے مقفل تھا۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ اس نے ہی سے کوشش کی جائے۔ وہ دیوار سے لگ کر چلنے لگا۔ غصی پارک تو تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن لان پر روشنی تھی اور یہ بھی ممکن تھا کہ ڈوبے کئی کے بعد سے چوکیداروں کی فضا وہیں بھی اضافہ کر دیا گیا ہو۔ لیکن وہ یہاں آیا ہی کیوں تھا؟ آخر یہاں اس کے چیر کی تلاش تھی۔ کیوں تلاش لینا چاہتا تھا اس عمارت کی۔ اور یہ کیسے باور کر لیا تھا کہ فریل کی عدم موجودگی میں اب بھی عمارت کی نگہانی صرف ایک ہی چوکیدار کی ذمہ داری ہو گی۔

تھکات میں کھویا ہوا وہ آہستہ آہستہ کھٹ کھٹ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کوئی صوت سے چیر بکشت سے آگئی۔ اور ساتھ ہی کہا گیا: ”انہیں گن رہے ہیں۔ چھ اور جا رہی ہے۔ غصی سے پہنچ رہی ہو۔“

”یہی نہیں دیکھ چکے ہیں کہ اس کو ان گھسا ہوں؟“ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔
”چلو...“ کمر پر انہیں گن کا دباؤ بڑھ گیا۔

عمران نے دباؤ کی مناسبت سے رفتار تیز کر دی۔ اور پھر روشنی میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آدھ سے اس میں سب سے پہلے ڈاکٹر فریل موجود تھے۔

اسے سیدھا عدلی کے کلب تک ہی لایا گیا تھا۔ ایک کمرے میں ایک خوبصورت

سی سید غلام لڑکی سے ملاقات ہوئی اور وہ اسے گھورتی ہوئی بولی : "اوجھو۔ یہ کون سی بچی
 چور ہے۔ جیسب خانی ہو گئی ہوگی۔"
 "نہیں عزیز۔" عروسی بولا۔ "اس وقت بھی میرے پاس میں ڈھائی ہزار روپے ہیں۔"

میں بچی نہیں بلکہ شاہو ہوں۔

"تو اس طرح چوروں جیسی حرکت کیوں کر کی۔"

"مشائے حقین دیوار بھانگا کسرا پائے۔" مسلح آدمی بولا۔

"اس سے پہلے میں نے ایک قتل بھی کر رکھا ہے۔ اور مقتول کی جیب سے اسے

ایک بھاری رقم حاصل ہوئی تھی۔ اسٹین گن مجھے دوادار اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو

میں کوڑے رکھوں گی۔"

اس کے حکم کے تعمیل فرما کر کئی مہینے پہلے آدی دلی ہی تھا اور انگلش روانی

سے لڑی سکتا تھا۔ اس نے حوران کے ہاتھ اسی کی ٹائی سے پشت پر باندھ دیئے اور

لڑکی نے اسے اسٹین گن واپس کرتے ہوئے کہا : "تم اپنی پودا پس جاؤ میری اسے

دیکھ لوں گی۔"

"کیا پالیس کو مطلع کروں؟"

"اس کا فیصلہ ڈاکٹر کر لیں گی۔ ہم ایسا طور سے کرتی قدم نہیں اٹھا سکتے۔"

"جیت بہتر ہے۔" کتھا ہوا وہ ماسٹر بولا۔

لڑکی نے آگے بڑھ کر دو روزہ بولٹ کر دیا اور حوران سے بولی : "تم ہاگڑ ہو گئے ہو۔"

"سب کچھ تیار ہی دے رہے ہو۔" عروسی عتذریہ سانس لے کر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"نہ آج نہیں دیکھتا اور نہ دوبارہ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔"

"تم نے مجھے کہاں دیکھا تھا۔"

"تم ایک لڑکی کا تعاقب کر رہی تھیں۔ یہی ایک آپ کے معاملے میں کچھ ہو سکتا ہے۔"

فوکسی اور تھپار کی آواز سن کر یہ بیان سب سے کہہ رہے دھتے کہیں ہیں تاتریں۔

"اوجھو۔ تو تم یہ عروسی آدھ کیا ایک پوسٹ پر پہنچے ہیں بولی۔"

"میں خود ہی تھاری مدد نہ کرتا تو تم مجھے ہرگز نہ پہنچا سکتیں۔"

"یہی تھا ہمیشہ تم ہی کا فائدہ فرما رہا تھا۔"

"ماوروی نے تمہاری خواہش پوری کر دی۔ سب کیا انعام میں ملے گا۔"

"میں تمہارے ساتھ کھول رہی ہوں۔"

"اور یقین کرو کہ کثرت سے ہاتھوں سے تمہیں کسی کئی ٹکڑے نہیں پہنچے گی۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"اس نے انکے ہاتھ کھول دیئے اور دوسرے کوڈ میں چھٹا کا اشارہ کرتی ہوئی بولی : "سب

تمہی قیمت پر بھی نہیں نظر سے دوں ہیں جو نے دوں گی۔"

"مفتوح کے جزییرے کا کیا بنا..."

"لوگسٹ گارڈز کو طلب کر کے اس نے اپنی شامت بطرائی اور ہم بھی جزییرے کو

استعمال نہ کر سکے۔ وہ گارڈز کر لیا گیا ہے۔"

"دوسرے کمرے میں بیٹھ کر کلاس لے کہا : "بیانی ہیکسٹاپ کا سلطان موجود ہے آپ

تم حیرت میں جاؤ۔ میں نہیں ایک بندہ دینے دیتی ہوں۔"

"پھر وہ گارڈز کو کیا جواب دے گی۔"

"حضور پیدائشی کہ تم کھڑکی زور زور سے ہونگے ہو۔"

"ماوروی نے ہر۔۔۔"

"ہیکسٹاپ بائیں کمرے پر چھوڑ دو۔ میں اس زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔"

"کیونکہ چارہ لیا ہے۔"

"تم چارہ تو میں اس چالی سے نکل سکتی ہوں۔"

"لیکن تم بھی پتھر ملی ہو۔"

"باقی ہی وقت نہ ضائع کرو۔ پناہیں کب واپس آ جائے۔ اس کی واپسی

سے قبل ہی تمہارے ہزار کار کا غلط ہونا چاہیے۔"

”عورت کا میک اپ میرے بس ہے باہر جاتا ہے۔“
 ”میں مدد کروں گی اس کی میں بالکل ہی کوری نہیں ہوں۔ میں مستقل طور پر اپنی
 آواز دے نہیں رکھ سکتی۔“
 ”اچھی بات ہے، چلو جو کرنا چاہتی ہو۔ لیکن کیا فریڈلیر سے بات ہے یا کوئی اور؟“
 ”میں کو شش کر رہی ہوں کہ اس کا سامنا نہ کرنے پڑے۔“
 ”چلو جو کچھ کرنا چاہتی ہو کرو۔“
 ”میرے پاس ایک مختصر سی دیر میں ایک اچھا شعر عورت کو لگتا ہے ایک
 کسے میں دیکھا تھا۔ اور وہ اسے وہی جوڑی کر لیتی تھی۔ پھر مختصر دیر بعد اس نے
 جھاک دوڑ کی آوازیں سنیں۔ شاید کھانے کے پیروہ کر کے فرانس کے بارے میں بتا رہا تھا۔
 وہ مختصر سا کہن کی آن میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ لیکن وہ خاموشی بڑا رہا۔ قریباً
 ایک گھنٹے بعد کھانا ڈالیں پانی تھی۔“
 ”فریڈلیر اچھی لگتا ہے والیں نہیں آتی۔“
 ”اوہ ہیرڈوٹسلی ہو گئے ہیں تمہارے اس اسٹنٹ سے۔“
 ”تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟“
 ”ایک بھیر ذہن حرارت۔“
 ”میں تو سب کچھ بھیر ڈو رہی ہوں فریڈلیر سے ہی پٹ لوں گی۔“
 ”کیا وہ واقعی غور تو نہیں کے امراض کی کما رہے؟“
 ”اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کلارا وہی سانس کے کرولی۔ لیکن یہاں اس
 کی موجودگی کا مقصد دوسرا ہے۔“
 ”میں کیوں پوچھوں کہ ختم کیا ہے؟ غور تو یہی ہو گی تو خود بتا دو گی۔“
 ”لی ایلن اس ڈگر میں بیٹھ رہے دو۔“
 ”جیسی تمہاری مرضی۔“
 ”تو شہلہ نے نہیں آگاہ کر دیا کہ پھر کوئی لڑکی اس کا تعاقب کرنے لگی ہے۔“

”ہاں آج ہی تو میں نے اس سے فریڈلیر کے گھر کی گئی۔“
 ”کیا واقعی تم اسے چاہتے ہو؟“
 ”میں نے کہہ دیا کہ میں اس سے نہ آجنگا میں پڑھا میں صرف یہ پہچان کر رہی
 کاخانہ ملکی قانون کی معرفت میں نہ آئے ہوں۔ اور بس۔۔۔“
 ”صرف اتنی سی بات کہنے کے لئے۔۔۔ تم۔۔۔“
 ”جی۔۔۔ میں اتنا ہی سسکی چلی۔“
 ”لیکن اس لڑکی کے رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمہارا بچا کر رہی ہے۔“
 ”تم غور بناؤ کہ میں اس سسکی میں کیا کر سکتا ہوں۔“
 ”میں بھوت نہ پڑا وہ منہ نہ لگاؤ۔“
 ”لیکن تم اس کو بچا کیوں کرتی ہو؟“
 ”پہلے میں تم پر ہی ہاتھ ڈالنے کے لئے کیا تھا۔ اب بھی میں مطلع نظر تھا۔“
 ”ایک بات آج تک سمجھ میں نہیں آتی۔ تم بھی سنگد اور بدینہ نشی لیٹ کیسے
 تمہارے جسم میں داخل ہو کر گئی تھی۔ تمہیں باوجود کار حبیب پہلے پہل میرے ساتھ بولنے نہیں
 پڑنے کی کوشش کی تھی۔“
 ”مجھے یاد ہے۔ لیکن یہ تم سے کہنے کا یہ کہہ دیا کہ ہم ہر وقت پھر ملے ہی رہتے ہیں۔“
 ”میں نہیں سمجھا۔“
 ”پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ ایک مرکزی مشین ہمیں وقت و صورت پھر ملانا دیتی
 ہے۔ جس وقت تمہارے آدمیوں سے مجھ پر حملہ کیا جائے موقع ہی نہیں مل سکتا تھا
 اس دعویت کے سڑوں کو استعمال کرنے کا جو میرے سلسلے میں مرکزی مشین کو حرکت میں
 آتا۔ میں ہندسے آدمی کی وزارت میں کام کر رہی تھی۔“
 ”آؤ۔۔۔ اچھا۔۔۔“
 ”دیکھو۔۔۔ مجھے یہ جو درد و دھچکائی بڑی چیز کی رکھی ہوئی ہیں۔ ہم انہیں
 کرش کہتے ہیں۔ لیکن یہاں نہیں وہ کچھ آلت ہیں۔ بہر حال مشین کے حرکت میں آئے ہی وہ

بھی متحرک ہو کر میری کھال کے خلیات کو کرکٹ مار کر مارتے ہیں۔ اور میں پتھر کی ہر جان
میں وہ کیفیت رقعہ ہوتے ہی خلیات پتھر کی حالت پر آ جاتے ہیں۔
"تو کیا کوئی مرکزی مشین شہر میں بھی موجود ہے۔"

"ہاں یہاں انکسپتے۔ اور یہ عجیب چیزیں اپنے ریفریکٹرل سے اسے اپنے
حرکت میں لائے ہیں۔"

"تو کب تک وہ لوٹ نہی رہی گی۔"

"میں آپ سے زندگی سے نجات چاہتی ہوں۔ لیکن یہ اتنا آسان بھی نہیں ہے
مجھ پر فکروں کا اور خوف ہوسکتی ہو سکتی ہو۔ یہ تو اتنا ناقابل حیلہ کہ ساتھ مجھے اچھا دیا
گیا۔ وہ مجھے تو اسلیات کی تعلیم دلانے کی نئی نئی کرسی، ذہنی اسلیٹ سکس کے برابر
یا کسی دوسرے ذمہ دار بڑے آدمی کو اپنے خیالات سے متاثر کروں گی۔ اور پھر اس ملک
میں وہی ہوگا جو میری تعلیم چاہتے گی۔"

"اور... تو تم...!"

"ہاں شاید مجھے مسلمان بھی ہونا پڑتا۔"

"کمالی ہے پھر یہاں کیوں ایک ملو رہی ہو۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ آخر یہ تم لوگ کسی سفید فام کی زبان سے
اسلام کا نام نہیں لے کر آئے۔ باہر کیوں بولتے ہو۔ کیا نہیں دیکھ کر مل لوش بھول
گیا۔ جس نے تمہارے انگوٹھے پتھر سے بنا دیئے تھے۔"

"کبھی کبھی یاد آجاتا ہے۔" عزان بولا۔ "آپ تو کہیں فوریل نہ فیک پڑے۔"

"وہ میرے کمرے میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔"

"کیا وہ بھی کر سکتا نہ ہو۔"

"نہیں۔۔۔ میں آپ تم آرام سے سو جاؤ۔"

عزان کو روشنی مل کر بل یاد آئے۔ یہی وہ کمرہ کی کیا سکتا تھا۔ جیسے کیا تھا۔

سردار۔

اور خوشی بڑی عرصے میں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی
دوست سے سابقہ پڑا ہو۔ روشنی بھی اسے مایوس نہیں کر رہی تھی۔ واقعی جی سی وی میں اسے
اس کی نظرت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

"آپ عزان کو کب سے جانتی ہیں کس روشنی۔" بل نے اچانک سوال کیا اور وہ چونک
رہے گھوڑے کی۔

"بہت پرانی بات ہے۔ اس نے مجھے ایک برس سے آدمی کے بچے سے رہاؤ
دلی تھی۔ تب سے وہ ایک بہت اچھا دوست ہے۔"

"دوست تو واقعی بہت اچھا ہے۔"

"تم کب سے جانتے ہو۔"

"از یاد دہی میں ہوئے۔ مگر میں اس کے غلوں کا قائل ہو گیا ہوں۔"

"ہاں واقعی وہ بہت اچھا دوست ہے۔ اتنا اچھا کہ پورے ڈیڑھ سال بعد میں آتا ہے
دعا کی ہوں۔"

"بڑی مصروف زندگی گزارتا ہے۔"

"اب اپنا تعارف ہو کر ادھر عزان نے تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا۔"

"بل، نام ہے۔ جلال آباد کا زمیندار رہا۔ یہاں آ جاتا ہوں کبھی کبھی ایک بار
عزان صاحب سے ملاقات ہوگی۔"

"کبھی غصہ بھی آیا تم پر۔"

"کئی بار ایک بار اس نے مجھے کافی میں بہو شکی دوا دلا دی تھی اور پھر پھر
کرنا ہو گیا تھا۔"

"روشنی میں بڑی اچھا لگتی ہے۔ وہ ایسا ہے مجھ سے کہہ جائے گا۔ میں آ یا چندہ
میں لیکن سال بھر سے پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔"

• لیکن آخر یہ شادی کیوں نہیں ہو سکتی؟

• مہر دیکھو! یہ ایک دروہائی منکر ہے۔ اس سے یہ چیز تو بہتر ہو جائے گی۔
• یہی نہیں بڑی مرضی؟

• اس میں دیر نہیں ہے۔ یہ روٹی سے مٹے سے یہ چاند کی مانند ڈھکے ہوئے ہیں۔
• نہیں ملے گی؟

• جیسے کی جناب! جو کاکر کی تو بلی میں نہیں پکے گی۔ آپ اسے بلی میں نہ ڈالیں۔
• یہ جو بھائے گا لیکن تم اس کی غوری سے دھکی نہیں دے سکتے۔

• نہیں کیا محرم صاحب یہاں بہت سی عین تیار کر کے رکھتی ہیں۔
• اچھا تو پیسے دینا ہو گا کہ وہی لاؤ۔ تمہیں وہ ڈال دیا۔ پر غور کرو کہ اسے۔ وہ بالکل تیار ہے۔

• جیسے کچھ ملتا اس کے ہاتھوں میں ان کا راز سے دیکھ کر کہہ دیجئے۔ یہ سب کی سب۔
• وہ اپنی پیشانی چھو کر یہی جیو گیا۔

• میرے رب مدد ہی ہو جسے۔ مثالی ہر سامنے بنا کر دوں۔
• حکومت ہر دو پر ایک سیاسی مسئلہ نہیں کر سکتی۔ وہ وہاں مائدہ ہے۔ اور سر

• قانون شکنی کے لئے کسی قانون کے اندر سے نکالنے سے ہیں۔
• ہاں یہ بات تو ہے۔

• مگر کون ہی پتے سے تو ڈیر چھلکی۔
• عادی نہیں کہیں کہیں ہمارے یہی بھی مقصود ہو جائے۔

• "لو کہتا ہے ہاں ڈال دیا تو تمہیں پورے کی پورے کی ذرا شاپ سے بہ آسانی خرید سکتے
• ہو کہ کوئی تم سے نہیں پوچھے گا کہ تم کو قوم ہاں مذہب سے ملنے رکھتے ہو۔

• خدا کی یاد رکھو کہ تمہیں یہی تھا جس کا تذکرہ اپنے دماغ سے ضرور کروں گا۔
• اتنا بار دماغ۔

• لیکن فیاض! اب اپنے گلے کا ڈنچی ڈال کر مڑ گیا ہے۔
• روٹی سے فیاض کے ذہن پر بڑا سا اثر بنا کر کہا۔ شے سے نا اہل آدمی کو تم سے جی بڑی

• دے دی ہے۔ اول درجہ کا احسان فرموا رہے ہیں۔

• میں یہیں بھی آیا کیا جاسکتی ہو۔

• "عمران کی زندگی تلخ کر رکھی ہے اس نے حالہ کار یہ ساری ترقیاں اس کی مرحوم منبت
• ہیں۔ وہ کہوں کہ کھل کر کہیں آپ کے داماد صاحب کے حوالے کر دیتا ہے لیکن وہ

• شخص بڑا راس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ عمران کو نقصان پہنچ جائے۔
• "جیسے کہ نہیں تھا ان حالات کا۔ سو واقعی فیاض سے بڑا لکھنے پر ضرور ہوا ہے۔

• روٹی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ وہ میرے طلب کی ہوئی اشتیاء دے آیا سو دونوں اسٹرا سے
• گھومتے ہیں اور جیسے کھاتے رہے۔

• واقعی یہ بڑا کریمیت کی شبیلی ہے۔ شبلی نے کہا۔
• "اوہ۔۔۔ ڈیر میرے پاس وائٹ بریڈ پیل ال کا ایک پور کر کے موجود ہے۔ مگر اصل

• کر کے بھی کھینچنا۔
• "اچھا۔ اچھا۔ تم میرا حق توں بڑا۔

• میرا خیال ہے کہ عمران فیاض ہی کے خوف سے تیار ایک آپ کے ساتھ جیتا۔
• "تم اس کے بارے میں بہت زیادہ جانتی ہو۔ روٹی۔

• "کیوں نہ جانوں گی۔ وہ میرا خطا ہے۔
• مثالی کا دماغ نرم ہونے لگا تھا۔ چنانچہ چونک کر بلا۔ وہ گاڑی بھی گیا ہو گا۔

• "اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا تم خاموشی سے غصہ کرو۔
• "تو کیا واقعی تم مجھے بہتے ہوئے چلو گی۔

• "میں نہیں سمجھتی کیوں ہیں آتا۔ اس سے عمران کچھ کہے اور میں نہ کروں۔
• "وہ دوستی ہو تو ایسی ہی ہو۔

• "میں وہ صرف دوستی کے قابل ہے۔ ورنہ اسے تو مجھ سے شادی کرنی پڑتی۔
• "خود کیا۔ بات اس حد تک بڑھی تھی۔

• "ہاں مہر شبلی۔ میں اب تمہیں چھوڑ کر بھی نہیں کہوں گی۔ کیونکہ عمران تمہیں پسند کرتا ہے۔

استغنی اچانک شبلی کی لنگھی بندھ گئی۔ کیونکہ کہیں فیاض ایک تازک اندام نہاؤں
کے ساتھ ڈانٹنگ ہال میں داخل ہوا تھا۔
روشنی نے بھی ہنستے دیکھ لیا تھا۔ لہذا سوال کر بیٹھی دیکھ رہی تھی ہے۔
"ہرگز نہیں میں تھوڑی سی نہیں کر سکتا تھا۔"
"میں اس صورت کو کبھی پہلی فیاض ہی کے جھکے سے تعلق رکھتی ہے۔ مراد یہ نام ہے
جو سکتا ہے آج کل فیاض کی اسٹوف کے فرائض انجام دے رہی ہو۔"
"لیکن یہ اسے باہر کیوں ساتھ لئے پھرتا ہے۔"
"ختم کرو دوسرے قویہ بناؤ۔ یہ سب بھینس سوچنا چلو علی سے توں ختم کرو تاکہ
میں اپنے کسی بھی کچھ مشکوکاں نہ کروں۔"
"میرے لئے تو بھینس کی ٹیٹ کی کافی ہوگئی۔"
"فصل باتیں مت کرو۔ میں اب کیوں پریشانی ہوئی ران مشکوکاں لگی اور تمہیں میرا
ساتھ دینا ہی پڑے گا۔"
"جیسی تمہاری مرضی۔ شبلی آہستہ سے بولا۔ اس کا ذہن بری طرح فیاض میں الجھ
کر رہ گیا تھا۔
"وہی نہیں صرف کہ اس روشنی سے آؤں گے کہ بولا۔ ڈنک بھی گاؤں جو صاحب۔"
"نہیں اس کے ساتھ نہیں۔ دیکھو کیا تم اس کی پوچھو میرے لئے پیک سب کر اسکو سگے۔"
"جو صاحب لگی ہم صاحب اور ہم۔"
"میں جاؤں۔"
"میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کا خون پی لوں۔ شبلی نے کہا۔
"اگر تم باندھے تو میں تمہیں یہاں سے اٹھا لے جاؤں گی۔"
"خیر جہنم میں جانتے پھر کبھی دیکھیں گے۔"
"لیکن اپنی بیٹی سے اس کا ذکر کرنا نہ کرنا۔ وہ تو بدعت مر جائے گی۔"
"نہیں مجھ سے ایسی فعلی سرزد نہیں ہوگی۔ لیکن اس روشنی میرا خون کھول رہا ہے۔"

"خون ٹھنڈا رکھو۔ عمران کے دوست ہو۔"

"وہ کسے سر سے آدمی ہی نہیں معلوم ہوتا۔"

"پہلے میرا ہی بھی خیال تھا۔ لیکن وہ شاید میرا آدمی ہے۔ اچھا تمہیں بیٹھو۔
میں ذرا دیکھ لوں جب چھوڑ گیا ہے۔ یہاں سے لڑ جائیں۔" روٹھنے لگا اور باہر نکل
گئی۔ جیپ موجود تھی۔ اور ان کی بیٹی میں کتنی بھی لگی ہوئی تھی۔ اس نے بھی ان کی بیٹی سے
کھائی اور پھر ڈانٹنگ ہال میں واپس آگئی۔ یہاں ویشواس کہ طلب کردہ اشتیاد میرے لگا
رہا تھا۔ یہ کام میرے ہاں سونٹ وٹکس میں لگی۔ اس نے ویشواس اور پھر جیپ سے بولی
"جیپ موجود ہے۔ تم کسی وقت بھی روانہ ہو سکتے ہیں۔"

"ہوئے نے کھانا شروع کر دیا اور دفعہ شبلی نے کہا۔ یہی تو لگی عورت کو دیکھ رہی ہو۔"
"ہاں کیوں نہیں گوشت کے پٹا میں بھی کہیں چھپے ہیں۔"
"وہ ڈاکٹر فریل ہے۔"

"am-1 اچھا۔ یہ وہی ڈاکٹر فریل تو نہیں جس کا میجر ڈیوڈ تھا اور شاید کسی نے قتل کر رکھا۔"
"ہاں وہی دیکھا۔ وہ دو عورتوں کو باشرع بٹا دیتی ہے۔ لیکن ہمارے فیاض صاحب

اس پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔"

"کیا فیاض لاؤں۔"

"یہ بھی ایک فریڈ ہے۔"

"ختم ڈاکٹر سے کیوں نہیں رجوع کرتے۔"

"میں۔۔۔ چاہتا تھا لیکن اسی دوران میں وہاں ایک قتل ہو گیا اور فیاض غلغلہ مچا دیا۔"

"یہ وہ بھی بری بات ہوئی ہے۔"

"کھانا ختم کر کے روشنی نے شبلی سے کہا۔ کیا بالاد میں چلیں۔"

"مجھے رخصت کرنا نہیں آتا۔"

"تو پھر گھر چلیے ہیں۔"

"یہی زیادہ مناسب رہے گا۔ میں وہیں سے گھر لوں گا کہ ایک دوست کے
ساتھ رک گیا ہوں۔"

۱۰ اس کا میک اپ تو اتاری سکتی ہوئی

۱۱ وہ جیسے پہلی رات ہی آنا دیا تھا تم بھی تو کمال کرتے ہو یہ کھتر سالہ لڑکے کر چالیس سالہ بنا دیا تھا

۱۲ اچھی بات ہے جیسے ہی وہ جاگے اس سے کہہ دینا کہ گھر چلا جائے اور اسے میری چوب پر گزرتا ہوا لے دینا
عمران نے رالپہرہ قطع کر دیا۔

اس کے بعد میں نے اپنے غلیظ کپڑے بدل کر نئے کپڑے پہنے۔ کال جو نصف نے ریسور کی اور چمک کر لڑکھا کا شکر ہے تم سن گئے اس صبح سے کئی بار کپڑے میاں کی کال آچکی ہے۔ میں کا چہرہ سب سے نکس گم ہو گیا ہے۔

۱۳ تو نے کیا کہا
کہہ دیتا کیا کہہ دیا کہ باس کئی دفنوں سے غلیظ میں نہیں آئے۔

عمران نے سلسلہ قطع کر کے کپڑے میاں کے کپڑے تبدیل کر دیے۔ اتفاق سے میاں بھر ہی پر موجود تھا۔ عمران کی آواز سنتے ہی ڈپٹ کر پوچھا۔ تمہاری خالو کہاں ہیں۔
۱۴ بیس بدل کر تیار ہو گئی تو میں کل کھڑے ہوئے۔

۱۵ ٹھیک ٹھیک بناؤ عمران یہ بہت سیریس معاملہ ہے۔
۱۶ ہوا کر سے میں نہیں جانتا کہ میں چھ بڑھا کہاں ہے اور ہاں تمہارے ڈپٹی

ڈائریکٹری والی مٹھانی ابھی تک نہیں کھلائی۔
۱۷ تاکہ باؤ میں میں نے کچھ گھر پر رہی گا۔

۱۸ یہ سوتی ناپا ہے۔
دوسری طرف سے رالپہرہ قطع ہو جانے کی آواز آئی اور عمران بڑا سہمنا کھڑا
اتنے میں کھلا آگئی اور بولی۔ تم بھر سے وہی چہرہ دلاؤ ایک آپ کر رہے ہیں

بھی تہا ہے ساتھ چلوں گی۔ پتا نہیں کیا فی کی یہ مدت کتنی مختصر ہوئی۔
۱۹ اگر یہ بات ہے تو چلو۔

۲۰ میں وہ تمام جگہیں دیکھنا چاہتی ہوں جہاں سگنڈا کو رکھا گیا تھا۔
۲۱ لیکن میں آئی اس آئی کے فی ڈیکو ریٹ میں نہیں جاسکوں گا۔

۲۲ اس کی ٹکسہ نہ کرو۔ آٹھواں میرا ایک آپ کر دو۔
عمران نے خاموشی سے تفکر انداز میں یہ کام انجام دیا تھا۔

۲۳ تہا ری کن کر چلا میں نے تعریف کی جانتے۔ وہ میک اپ کرنے کے دوران میں
بہل مٹی میں اسٹیم کچھ اپنے غلیظ میں لے چلو گئے۔

۲۴ کیوں نہیں مزدور مزدور۔
۲۵ اور میں وہاں جب تک قیام کرنا چاہوں کر سکوں گی۔

۲۶ پانچ کل کر سکو گی۔
۲۷ دراصل جگوار تہا ہے جیف ایکسپو پر قابو پانا جانتا ہے۔

۲۸ اور ایکسپو ابھی تک باطل چلاؤش ہے۔ ابھی جو لوگ ٹیلی ویژن پر کام کر رہے ہیں
اگر ایکسپو کو جڑواں کیا تو تہا ری یہ شیم آت و احد میں جتم جہاں کی اور بعض کو کر وہ

غیر ملکی ایجنٹوں کو گرفتار کر کے مقدمہ چلانے کا قائل نہیں۔ وہ انہیں قتل کر کے دربار برد
کر دیتا ہے۔

۲۹ خیر میں اس وقت تہا ہے ساتھ ایک دشمن کا سا برتاؤ نہیں کر سکتی کیونکہ میں
نے کچھ باتیں جہاں بتا دیا تھا۔

۳۰ دھکے یہ ہیں ابھی تہا ہے اس جانب کی قدر کرتا ہوں۔
۳۱ میں شاعرہ مٹی چھوٹی چھوٹی کہانیاں لکھتی تھی لیکن تلاش معاش کچھ کہاں اور

کس مملکت میں لے گئی۔ خدایا یہ بہتر جانتا ہے۔
۳۲ وہ فورین کی عمارت سے نکل آئے اور عمران نے سرگوشی کی۔ اب اسی طرح کھٹک

کر جاتی رہو۔ چلیے گا یہ اسٹائل ویکس ہے نہ۔

”تمہاری یہ سب کتنے فیئڈ کر دے گی۔“ کلار نے پوچھا۔

”میں نہیں جانتا! یقین کرو کہ میں ایک قسم کا خبطی ہوں مجھے۔ ملازمت کی جوتہ

نہیں لیکن کرنا چاہی اور ملک و دشمن عناصر کے سرگرمی کرتے رہنا میرا ایمان ہے۔“

”کلاڑی فیاٹ! لیون ہنزڈیہ تھی۔ کلار اچھوٹی اسے ڈرائیو کر رہی تھی۔“

”کیا میں پہلے نہیں اس لائڈری میں سے چلوں جہاں سنگز اور کیر نے دھوکا کھاتے۔“

”میں باہر ہی سے دکھا دینا میں وہاں کسی سے ملتا نہیں جا رہی۔“

”جیسی تمہاری مرضی اب تو تم میری بھان بھرتی۔“

”شکریہ! لیکن مجھے سے پریشیا رہی رہنا۔“

”ای پلو میریت ہے کہ آخر تم اس طرح پھر میرا نہ کیوں ہو گی ہو یہ تو میں سوچ ہی

نہیں سکتا تھا۔“

”وقت وقت کی بات ہے ڈیر۔“

”اچھا اگر اجازت دو تو پہلے اپنے ایک دوست کی خیریت دریافت کروں جسے کچھ پتا

ایک دوست ہی کے حوالے کرتا تھا۔“

”ٹھیک ہے پہلے وہی چلتے ہیں۔“

”آج گری ہے۔ دستا نے اتار دو۔“

”میں ہمیشہ پہنٹی ہوں اس لیے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ابھی اس میں وجہ

بتا رہی ہوں ایک باجھ کی انگلیاں کچھ ہے۔ شکم میں اس سے میں ہی مناسب سمجھا کہ

دستا سے پیچھے جا رہی۔“

”مجھے افسوس ہے۔ عمران نے منگوا لیا تھا اور کلار کو اس سے مراد ہی۔“

”اس نے روشنی کے فلیٹ سے کچھ ادھر ہی کلاڑی رکوائی تھی۔ اور بولا تھا میں

اور جاؤں گا۔ اگر میرا دوست موجود ہو تو میں اسے جیب میں بٹھا کر گھر پہنچاؤں گا تم

بوسہ پیچھے چلی آنا۔ اس کے بعد میں تمہیں اپنے فلیٹ میں سے چلوں گا۔ تم ادھر ابھی جاؤ

بول لیجی جو اس نے وہاں قبضہ کوئی تکلیف نہ ہو گی۔“

”چوہا ڈھیلے کی گروت۔“

”عمران نے روشنی کے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا لیکن روشنی کا

مرد بگڑ رہا تھا۔“

”خیریت...! عمران مسکرا کر بولا۔“

”جانتا نہیں کہاں کہاں کے کاٹھ لگا کر مرے سر مار دیتے ہو۔ وہ ابھی تک سولم

ہے۔ کئی بار کو شمشیر کو چکی ہوں۔ واقعی کیسی فیاٹ کا ٹکڑا! اب ہی ہو سکتا ہے۔“

”اگر داپسی پر اسے پوری پورل نہ پڑا دیتی تو یہ تو ٹریس والوں کے لئے سمیٹ بن جاتا۔“

”کبہ پاتھا کہ اس کا باپ ابھی زندہ ہے اور میں بھی کہیں زیادہ زندہ دل واقع ہوا ہے۔“

”چلو میں اٹھا تا ہوں اسے۔“ عمران نے کہا۔“

شبلی سنگھ دوم کے ایک دیوان پر حیات پڑا ہوا تھا اور میک اپ صاف

ہو جانے کی وجہ سے لائق ہی نکار رہا تھا۔ عمران نے اسے بڑی ہیر دی جسے چھجور کر بٹھا دیا

”ہوسے اور سے بھائی! یہ کیا کہتے ہو۔ پس نازک است شیشہ دل و کنا رما۔“

”جوشن یہ آؤ۔ ورنہ کچھ دیر بعد فیاض باگ ہو جائے گا۔ ابھی کچھ ہی دیر قبل ہی

سے فون پر گفتگو ہوئی تھی۔“

”تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔“

”میں ایک ضروری کام با د آیا تھا۔ وہاں پہنچا اور لکھ گیا۔“

”اب میں گھر کیسے جاؤں گا۔“

”عمران نے روشنی سے سو ڈسک کی برقی طلبہ کی اور شبلی کو زبردستی پلا دی اور گاؤں

پر تھپکیاں دیتا ہوا لولا۔ شام اس اب انکھیں کھول دو۔ اچھے بچوں کی طرح۔“

”اسے تم میرا شک کیوں اڑا رہے ہو۔ شبلی کو غصہ آ گیا۔“

”سوالی نہیں پیدار کرتا میں مشرور سرنیاس کی پریشانیوں کی بات کر رہا تھا۔ جو

نکسا ہے کسی اخبار میں تلاش کشیدہ کا اشتہار رہی آجائے۔“

۱۱۰۔ میرے خدا اس کا قورحیاں ہی نہیں تھا مجھے۔ شبلی کہہ کر ملبی سے اٹھا اور خود کو سر نہیالنے لگا۔

آدھ روٹی عران پر گنا برس رہی تھی کہ کیسے غمی آدمی کو میرے سپرد کر گئے تھے۔

جیسے میں کھانے پینے کے علاوہ اور کچھ آٹا ہی نہیں دینے کے کھاتا ملبی بالی روم میں کچھ دیر رخص کرینگے لیکن بالکل کو رہا ہے۔

”تب تم زیادتی کر رہی ہو۔“ شبلی نے کہا۔

”یادتی عران کہ ہے جو تمہیں چائیس سال کا بنا کر لایا تھا سب مجھے مہار سے پرہ کی جبران گئی نہیں جا رہی۔“

”تم جیسا۔“ عجیب عورت آج تک میری عمر سے نہیں گزری تھی۔

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔“ عران اسکا شانہ چپک کر بولا۔ کبھی کبھی اتنے رہنا بری ش کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

۱۱۱۔ اپنی بیکل بھی ساتھ لانا۔ میرے یہاں سے ایک خطو بھی نہیں ملے گا۔

”اسے میں اتنے ہی کیوں لگا رہا۔“ اچھا برتاؤ کیا ہے نام نے میرے ساتھ۔

”وہ اب بدنام بھی کر دے گا۔“

”بائیں بھر بھر جائیگی۔ میں اب تم سے جتنی تیزی سے ملنے پر مایاں سے کھسک چلنے ہی ہو گا۔“

”اس قدر تم سے کام چل گیا تھا یا اور کچھ دولہ مرغان نے روشنی سے پوچھا۔

”یہ لو اپنے ڈیرے سو رہے تھے۔“ میں نے روشنی سے پرس کھول کر روٹ دکھائے۔

”ارے نہیں انہیں رکھو۔“ عران بڑھا اٹھا کر بولا۔ شبلی صاحب نے یہاں بھی اپنی بولی۔

”پوری لو کہ صاف گئے۔“ وہ صبح کی تر روشنی نے کہا۔

عران شبلی کو نصیحت سے نکال لایا۔ یہاں سے کلار کی کھڑی نظر رہی تھی عران نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا اور شبلی بہت چپ میں بیٹھ گیا۔

”کیا گھر پر گیا؟“ نارو گے۔ شبلی نے سوال کیا۔

”بالکل کٹے نہیں کا نا مجھے۔“ جلی روڈ پر آتا رہوں گا۔ وہاں سے جیسے کہ گھر

چلے جانا کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ اور تھاپ سے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ تم راتوں کو گھر سے غائب رہنے کے حامی ہو۔“

”یہ غلط ہے۔“

”خیر کوئی بات نہیں۔ یہ تھوڑا قدر کچھ کھیں رہی۔“

”خاصی دیکھیں بابہ بڑی صحت۔“ مجھے گھر لاکر بروٹی پلائی تھی اور وہاں پر سلا کر خود اپنی خوراک وہاں چلی گئی تھی۔

”اُس نے اسی لئے پلائی تھی کہ اپنی خوراک وہاں میں تھامو سکے۔“

”ارے تو کیا تم مجھے صحتا کھتے ہو۔“

”ارے نہیں اصل۔“

”اب کالی بھی دو گئے۔“

”اگ کل کالی ہے۔“

”ہاں ہاں۔“ مجھے جلد روڈ پر آتا رہنا میں وہاں سے جیسے لے لوں گا۔

”لیکن سارا جہاں کر رہا ہے کہ کار فیاض صاحب کی رات کی ڈیر کی کو قسم کی ہوتی ہے۔“

”تم مجھے کچھ کہتے ہو۔“ وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

”ہاں اب رحم کیجئے مجھ پر۔“

”یہ بھی ردگ دے۔“

عران نے عجیب روک اور شبلی بڑی جھپتی سے کہہ کر ایک خالی سیس کی طرف دوڑ گیا۔

اس کی ہونٹا بہت چتران، بسا ختہ شکرا پڑا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ کلار ڈکسین

میں اس کے تعاقب میں ہوگی۔ تو پھر اسے کہاں جانا چاہیئے۔ غیبت ہی مناسب

رہے گا۔ اُس کا دیہ انھیں میں مبتلا کرنے والا تھا۔ ورنہ بھی تھی اور جہاں رہنے کا ارادہ

جی رکھتی تھی۔

عجیب کار خ غیبت ہی کی طرف رہا۔ انداز میں اٹھا رہا تھا تو بہت حالت میں

جیگر کی دو جھپکوں سے تو سب جہاں ہوا تھا جیسے کلار اس کا ساتھ چھوڑ کر غائب ہو گئی

لیکن کلارا ابھی تک تنظیم سے منسلک معلوم ہوئی تھی۔ ورنہ وہ ان جگہوں کو کیوں دیکھنا چاہتی تھی جہاں جہاں سنگرز کو رکھا گیا تھا۔ اور پھر یہ بھی چاہتی تھی کہ وہ ٹوکنے جزی سے میں دوبارہ پہنچ کر اس کی مدد کرے۔ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ اس کا مشق بدستور دہی تھا لیکن جیگوار کے اقتدار سے اختلاف رکھتی تھی... بہر حال اس کا رویہ بیکرد پر سرور اور حیرت انگیز تھا۔ پہلے بھی عمران کو ایسے کسی دشمن سے مل بیٹھا نصیب نہیں ہوا تھا۔ جس نے خود کو اتنی لالچ دہی سے اس کے حملے کو دیا ہو۔

آخر وہ حقیقت کیا جانتی تھی۔ بہر حال اگر اس نے اس کے فلیٹ ہی میں قیام کرنے کی ضمانت لی تو کیا ہوگا، یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس کے فلیٹ میں قیام کر لے گا۔ لاکھ میب پ میں نہیں لیکن وہ اس کے وجود کو فلیٹ میں کس طرح کھیلے گا۔ اپنے مانتوں پر بھی غائب نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کلارا کو کسی ہے۔ اور یہ بھی عجیب لڑکھٹا تھا کہ جیگوار اس کی کسی کے توسط سے پاتھ ڈال سکے گا۔ لہذا اس نادرونیغ کو بھی پاتھ نہ کھانا نہیں چاہتا تھا۔

فلیٹ کے قریب اس نے جیب روک دی۔ لیکن سیدھی ہی پر بیٹھا رہا۔ اسے یقین تھا کہ اب کلارا کی فیات بھی اگر اس کے قریب ہی کرے گی۔ میں ایسا نہ ہوا۔ اس نے ٹرک روکھا۔ دودھ دو تک فیات کا پتہ نہیں تھا۔ وہ جیب سے اتر آیا۔ اور پھر کچھ دیر تک انتظار کرتا رہا۔ مگر کلارا وہاں نہ پہنچی۔ عمران تہی کے روپ میں تھا مگر رخ اور جہاز اسے اسی جیلے میں دیکھ چکے تھے۔ ورنہ وہ فلیٹ کا رخ ہرگز نہ کرتا۔

دورانہ سلطان نے کھولا اور عمران کو گھومتا ہوا بلا۔ "سرمیلیٹ!"

"بٹ پیچھے،" عمران اسے دھکا دیتا ہوا اپنی اصل آواز میں بولا۔

"ٹائٹ آپ، آپ...! وہ کھلا کر مزید کسی قدم پیچھے ہٹتا ہوا کہلا۔

وہ چرس کے کنیشن آجینوں کی مجلس عاصی صدارت کرنے لگی تھا راجدلی سے

کافی کے لئے پانی رکھ دے۔"

کبھی فیاض کے فون پر فون آ رہے تھے۔

"آئے، بے پرواہ نہ کرو..."

وہ بڑے صاف کافون بھی آتا تھا۔

"کب...؟" عمران چونک کر بولا۔

"کب رات کو..." گیارہ بجے..."

"کیا کبہ رہے تھے..."

"جس بھی آپ آئے، سیدھے کوٹھی میں بیٹھیں۔"

"آج دوسرا..." عمران سر ہلاتے ہوئے اس وقت وہ آفس میں ہوں گے۔

سلیمان نے بے پرواہی کے ساتھ جواب دیا۔

عمران فلیٹ، اپنا ریموٹ تھا کہ فلیٹ کی کھنٹی بجی۔ سیدھا اٹھا دوسری

درخت سے سوئی، اور آئی یہ تھاری گھڑی پورس سے اس لئے میں نے تھارے

ساتھ فلیٹ میں داخل ہونا مناسب نہیں سمجھا۔

"ظاہر ہے کہ یہ بیگمانی کرنے کے لئے تھاری ہی تنظیم سے تعلق رکھتے ہوں گے۔"

عمران نے حشک بچھے میں کہا۔

"میں ابھی منگوا رہے آدی کبھی ہوں۔"

"ایک بیہات ہے۔"

"میں تم سے پھر ملوں گی۔"

"تھاری مرضی، میں تمہیں اپنی جہان بنا لئے پر تیار ہوں۔"

"فی الحال میں اسے مناسب نہیں سمجھتی۔"

"کیا وہیں واپس جاؤ گی جہاں قیام تھا،"

"ضروری نہیں ہے۔ بہر حال جیگوار کی پہنچ سے دور رہنا چاہتی ہوں۔"

"اس مسئلے میں بروقت تھاری مدد کو سکون گا۔"

"شکریہ، دوسری طرف سے آدرا آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے

طویل سانس لے کر رسیور کر بیڈ پر رکھ دیا۔ اتنے میں مگر رش کافی کی شرٹی سمیت کمرے میں داخل ہوئی۔

آغا۔ تو ابھی تلافی کا سلسلہ جاری ہے۔ عمران نے تلافی کی پلیٹ کو گھورتے ہوئے کہا۔

نہیں صاحب بیٹے کی ہے۔

اسے بھاؤ آسانی کے مزید ماروئے۔

تو کیا صاحب سچ لے دی وہی کر لیتے۔

آپ کہتے گا تو جرم رسیور بجائے گا میں کوئی مدد نہیں کر دوں گا۔

مظاہریت صاحب!

بس تو اسے سمجھا دے کہ اس قسم کے لوگوں کے قریب بھی رہ رکھائی دے وہ نہیں ہی اس کا انتظام کروا دیں گاتے

بیٹے صاحب کا خون آیا تھا۔

ابھی معلوم کر دوں گا کہ کیوں آیا تھا۔

وہ کافی کی پٹیکہ لے رہا تھا۔ اتنے میں فن کی گھنٹی بھرنی...

سیلو...! اُس نے رسیور اٹھا کر مایو وہ پیس میں کہا۔ دوسری طرف سے عمران صاحب کی آواز آئی۔

میں گھر جا رہا ہوں جتنی جلدی ممکن ہو تم بھی پہنچ جاؤ۔

بہت بہتر چلیب! عمران نے بڑی صداقت مندی سے کہا اور مزید کچھ کہا جاتا تھا لیکن دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی طویل سانس لے کر اُس نے رسیور

کر بیڈ پر رکھ دیا۔ رحمان صاحب کی کال کی وجہ سے انھیں یہی پر گیا تھا۔ باس تبدیل کر کے آئی کی جرن میں اتنے میں بندھے ہیں منہ لگے۔

نیچے ڈیسٹر موجود تھی۔ عجیب وہی جھوٹی اور دوسری بیڈ پر رکھ دیا ہو گیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد اندازہ ہو گیا کہ نقاب کیا عمارت ہے۔ اُس نے لاپرواہی سے شانوں کر

جھبڑی۔ یہ نقاب کرنے والا آئی ایس آئی سے بھی متعلق ہو سکتا تھا۔

کو بھی کے چھانک ہی پر چوکیدہ نے خصوصیت سے اطلاع دی کہ رحمان صاحب آؤٹ ہاؤس میں ہیں۔

کوئی بہت اہم معاملہ معلوم ہوتا تھا کہ رحمان صاحب نے اقامت سے میں ملنے سے گزر کیا تھا۔ وہ سیدھا آؤٹ ہاؤس کی طرف چل پڑا۔ رحمان صاحب منظر بانہ انداز میں بیٹے ہوئے ملے۔ عمران پر نظر پڑے ہی خود حال میں کر خشک پید ا ہو گئی۔

میشو...! اسوں نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران سلام کر کے قریب پہنچ گیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کسی بڑائی کے طالب علم کی حاضری جلاؤ قسم کے جیڈ ماسٹر کی حضور ہو گئی ہو۔

پرونیسٹر شکور کے کمرے میں تھیں، ایک کام۔ رحمان صاحب قہر تو پیچھے میں بولے

پاپ پرونیسٹر...! عمران ہکا کر رہ گیا۔

دینار جو ملے اُس کمرے کی بات کر رہا تھا جہاں کونسل سکرم ہے ہوش

پایا گیا تھا۔

مم میں کچھ نہیں سمجھا۔

رحمان صاحب نے اپنے برائے کسی سے ایک تلافی نکال کر اس کی طرف بڑھاتے

ہوئے کہا۔ اسے دیکھو...

عمران کی آنکھوں میں بل بھر کے لئے انھوں کے آثار نظر آئے اور مفقود ہو

گئے۔ اس نے غصے سے ایک شیٹ نکالا جس پر انگلیوں کے نشانات کا فکس

لایا گیا تھا۔

یہ تباہی انگلیوں کے نشانات ہیں۔ رحمان صاحب اسے گھورتے ہوئے

بولے۔ اور یہ نشانات اسی کمرے سے اٹھائے گئے ہیں۔

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا پھر آہستہ سے بولا۔ سنگڑا دیکھیں کا

تعلق سر سلطان کے منکے سے بھی تھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم اپنا تک اس کو سے میں کیسے جانتے تھے؟"

"وہ دوسرا معاملہ تھا۔"

"کیسا دوسرا معاملہ؟"

"ڈاکٹر فوریل کے ساتھی ڈیوڈ کے قتل کا معاملہ۔"

"اس کا اس معاملہ سے کیا سروکار؟"

"میں نے کب عرض کیا ہے کہ اس سے کوئی سروکار ہے۔ وہ تو شبلا چودھری

کی دھیس سے ہیں۔ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔"

"تو میں ڈیوڈ کے قتل سے کیا سروکار تم تو سرسطان کے گلے کے لئے کام کرتے ہو؟"

"لیس کی اطلاع کر رہا ہوں کہ پریشانی میری تلاش میں رہتی ہیں۔ پریشان نہیں

کیسا معتد رہے کہ پیدا ہوا ہوں۔"

"تو اس شخص کے لئے میں نے تو تمہیں نہیں بھیج دیا تھا۔"

"جی واصل۔ ڈیوڈ کی لاش میں نے ہی حقیقت کی تھی۔"

"وہ کس طرح؟"

"کیپٹن نیازی کے خسر شبلی صاحب مجھے وہاں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ڈیوڈ کا

دوست تھا اور وہ اس کے توسط سے مجھ میں مل کا علاج ڈاکٹر فوریل سے کرانا چاہتے تھے۔"

"شبلی سے تمہارا کیا تعلق؟"

"میں کسی سوجن کروں خواہ خواہ میرے گلے پیگتے ہیں۔ پھر نیازی سر ہو گیا کہ میں

ڈیوڈ کے سہیلے ہیں اس کی مدد کروں۔ چونکہ ڈاکٹر فوریل اور ڈیوڈ شبلا چودھری کے ہی

دوست تھے اس لئے میں نے اس کو گھر لے کر بھی نظر رکھی اور جیسے ہی پروفیسر شکوہ

پراسرار کردار شبلا چودھری کے توسط سے سامنے آیا مجھے اس میں دلچسپی لیتی رہی۔

تک رات اس کی عدم موجودگی میں دینار ہوئی وہ نے کوہ کی تلاش کی تھی۔ اور ریسر

شکانات وہاں رہ گئے ہوں گے۔"

"یہ نشانات آئی ایس آئی والوں نے بھی اٹھائے ہیں۔"

"اٹھائے ہیں گئے۔ عراق نے لاہور اس سے کہا۔"

"اور دوسری بات....! رحمان صاحب اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہلے

"مٹو کے جوہر میں تمہارا اور عزت کا کیا کام؟"

"آئی۔ ایم۔ ویری سولی سر....! یہ سر سلطان کے گلے کا راز ہے۔ عراق نے پھر

خفک بھیجی ہیں کہا۔"

"اور جی سب سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ آئی۔ ایس آئی والے تمہیں جکڑنے کی

کوشش کر رہے ہیں۔"

"یہ سر سلطان کا دوسرے ہے۔ آپ نہ کر رہی۔"

"مجھے کرنی تھی۔ اس کی اطلاع دی تھی۔"

"مات مجھ میں نہیں آتی۔ آخر کرنی تھی مجھ سے براہ راست گفتگو کیوں نہیں کرتے

یہ تو بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نئی شکایت کی بنا پر سیرے باپ سے رابطہ

کام کیا گیا ہو۔"

"فضل باہر مدت کرو۔ وہ لوگ اسے اپنا کیس سمجھتے ہیں۔"

"مجھ کو کیا؟ میں تو اپنے ریمارٹس کے سربراہ کی بات سنتا ہوں۔"

"تو تم باقاعدہ طور پر....!"

"جی ہاں! جب تو کی نوکری ہے۔"

"تم انٹرنل کے جوہر میں کیسے پہنچے اور وہ عہدہ دو کرنا تھے جن کا سربراہ کو سٹ

مارڈر کو نہیں مل سکا۔"

"سوال یہ ہے کہ اس سنگ کے حکم سے آئی ایس آئی والوں کو کیا سروکار۔"

"نہ ہوتا اگر نہ تو ایسے ہی افراد کا ذکر نہ کرتا جن کو میوں کا اثر نہیں ہوتا تھا اور

جنہوں نے گن ہوئی رات دی تھیں۔"

"اور....! عراقی سوئی بکھرنے کے لئے انداز میں ہونٹ سکڑ کر رہ گیا۔"

رحمان صاحب اسے عجیب طلب فطرت سے دیکھتے رہے۔ آخر عراق نے کہا

"میں اُن لوگوں کا قیدی تھا جنہوں نے سنگڑا دول کا چکر چلا رکھا ہے۔"

"اسو! رحمان صاحب تیرے بیٹے میں بولے۔ مٹو میرے بھگے کی حالات میں ہے اور میری اسی سے بول رہا ہے۔ تم جلد آ دوں گی کاندھ کر رہے تھے۔"

"وہ جو اس کرتا ہے۔ انہوں نے مجھے اسی سے گفت و شنید کر کے نئے استعمال کی تھا۔ کیا اُس نے یہ نہیں بتایا کہ میں نے ہی اُسے کمرٹ گاؤں کو اطلاع دینے کا مشورہ دیا تھا۔ شاید اس نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ جو زندہ خود اُس کا قیدی تھا اور یہ کہ وہ سرکاری کھیتی باڑی کرتا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"عوام انہیں نہ ملے گا کہ جو زندہ کس طرح مٹو کے جبر سے تک پہنچا تھا۔ اُس نے تمہارے مرنے کی سیاہ فام ملازم کا ذکر کیا تھا۔ رحمان صاحب پوری دھواں کی کہہ رہے۔"

"اس کے انداز لگا مجھے کہ وہ..."

"اس کے باوجود بھی رحمان صاحب اُس کی بات کاٹ کر رہے۔ تمہارا اُن کا قیدی مہنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مٹو کے بیان کے مطابق تم ایک آپ میں تھے۔"

"جی ہاں! میں ایک آپ میں تھا۔ اور اُن کے ایک کارپرداز کا لقب کر رہا تھا کہ ڈارٹ جن چلا کر مجھے بیوقوف کر دیا گیا... اور پھر جب اُن کے کھلی تو میں نے خود کو ایک فارم میں پایا اور مجھے بتایا کہ میں اُن لوگوں کا قیدی ہوں وہ مجھ سے اُس سنگڑا کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جو آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل کے ہاتھوں اپنے انعام کو پہنچا تھا۔ اس کے بعد ایک مرحلے پر مجھے کھانے میں بے ہوشی کی دوا دی گئی۔ پھر اُن کے کھلی تو اُس ٹرالر پہنچا۔ اور انہوں نے میرا ایک آپ بھی نہیں اتار دیا تھا۔"

"کرنل فیضی کو اس کہانی پر یقین نہیں آئے گا۔"

"بس اس کرنل فیضی کا ذکر ختم کیجئے۔ میں جان کر جواب دہ نہیں ہوں اور پھر جس حد تک معلومات فراہم کر سکا ہوں اس سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہوں۔ آخر وہ

جنگ نہیں اتار دیا تھا۔"

"جنگ نہیں اتار دیا تھا۔ اس نے کہا۔ اگر تم تمہارے اڈے کی نشاندہی کر بھی دو تو آپ تمہیں وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔ اسی لئے میری رپورٹ بھی وہ نہیں ہے جو پہلی چلے گئی تھی۔"

براہ راست مجھ سے رابطہ کیوں نہیں قائم کرتے؟

"سنو! رحمان صاحب ہاتھ اٹھا کر بولے۔ مسلمان اس کیس کا فائل بند کر چکے ہیں۔ سنگڑا کی موت کے بعد سے انہیں اس کیس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ لہذا تم بھی اب تک کی معلومات آئی اے کی رازوں کے حوالے کر کے دست بردار ہو جاؤ۔"

"مسلمان کی طرف سے ابھی تک مجھے اس مسئلے میں کوئی دلالت نہیں ملتی۔"

"میں جانے لگی۔ رحمان صاحب کسی قدر غضب ناک ہو کر بولے۔"

"بس تو پھر براہ راست مجھ سے۔ میں اپنی رپورٹ مسلمان کو دے دوں گا۔ وہ اُس رپورٹ کو آئی اے میں آئے کے ڈائریکٹر جنرل تک پہنچا سکتے ہیں۔ میں کسی کے سامنے حاضر ہو کر بیان نہیں دوں گا۔"

"کرنل فیضی بولے۔ راستہ تم سے سنگڑا کو ناپا ہوتا ہے۔"

"دیکھ جائے گا۔"

"تم آج رات اُن کے سرورسز کلب میں اس سے ملو گے۔"

"یہ آپ کا حکم ہے؟"

"جی ہاں۔ میں کسی قسم کا ابھارا پسند نہیں کروں گا۔"

"بہت بہتر! عمران نے کہا۔"

"عمران نے مسلمان کو اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ اور فیضی واپس پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔"

"جیگاؤ کی کانٹھی اس نے کہا۔ اگر تم تمہارے اڈے کی نشاندہی کر بھی دو تو آپ تمہیں وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔ اسی لئے میری رپورٹ بھی وہ نہیں ہے جو پہلی چلے گئی تھی۔"

”واقعی مجھ کو آدمی ہوتا۔“

”تم آخر مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“ عمران نے سوال کیا؟

”فی الحال مجھے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کھاراؤ کس کہاں ہے؟“

”بڑی عجیب بات ہے کہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔“

”ہاں تم سے ملاقات سے قبل اس کے رویے میں کسی تبدیلی نہیں نظر آئی تھی۔“

”اگر وہ تمہاری ممانعت سے تو تمہارے رویے میں ایسی تبدیلی ہوئی ہوگی۔“

”مغول باقوں میں وقت نہ ضائع کرو۔ اس کا پتا بناؤ ورنہ بہت بڑے نقصان

میں رہو گے۔“

”اگر وہ تم سے جھگڑ رہا ہے تو تم ہی احمق نہ ہو گے کہ مجھے اپنا پتا سنا دے۔“

”ابھی نہیں دن کی جلوت باقی ہے۔“

”مٹھو۔ رابطہ منقطع نہ کرنا۔“ عمران نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔

”ابا تو تم یہی فریادیں کر رہے کہ کوشش کر رہے ہو لیکن تمہیں اس میں

ناکامی ہو گئی۔“

”نہیں! میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوشش کے جزیرے کے سلسلے میں

مجھے استعمال کرنے میں کیا مصلحت تھی؟“

”سامیہ کی ممانعت ہے۔ مگر عمران“ جھگڑا کے لہجے میں تضحیکاً ”میں تمہیں یہ باور

کرانا چاہتا تھا کہ تمہاری مرضی کے خلاف بھی تم سے کام لے سکتے ہوں۔“

”صرف اسی سنگ۔“ مجھے ٹوک کے جزیرے میں پہنچا دیا لیکن کیا اسی پر تیار

قبضہ ہو سکا؟“

”لیکن وہ مقصد حاصل ہو گیا جو اس مرحلے کے بغیر ناممکن تھا۔“

”کیا مطلب...؟“

”میں کوشش گاؤں کے اُس دستے کو اس کے اصل مقام سے ہٹانا چاہتا تھا

وہ ٹوک کے جزیرے میں پہنچ گیا۔“

عمران سر ہٹا کر رہ گیا۔ اور جھگڑا بولا۔ اب کیا خیال ہے۔ اس نے تمہیں استعمال

کیا تھا اگر تمہیں اس پر رضی نہ ہو تو تم ہی کوشش گاؤں کے اُس دستے کو ٹوک کے جزیرے

کی طرف متوجہ کرو۔“

”اب مجھے ابھی اس خیال سے آگاہ بھی کئے دے دیجئے ہو۔ مگر اس میں بھی کوئی

خالی ہے۔“ عمران طویل سانس لے کر بولا۔

”بیک اسٹر۔“ یہ نتیجے کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

عمران نے یہ فکرا غازی میں ریسید کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس نے سلطان کو جو

ریورٹ دی تھی وہ اس بیان سے مختلف نہیں تھی جو رحمان صاحب کو دے چکا تھا

وہ کسی طرح بھی اس کا احترام نہیں کر سکتا تھا کہ اسے کل مکرمل کارول ادا کرنے پر

مجبور کیا گیا تھا۔ جھگڑا کا رویہ بیکریٹ سے ملا تھا۔ آخر وہ حقیقت کیا چاہتا ہے۔ اگر

مارا جانے والا سنگ راگرن فائل مقرر کے حصول کے جھڑپ میں تھا تو اب جھگڑا

کا طریق کار اس سلسلے میں کیا ہو گا؟ لیکن کیا حقیقتاً وہ صرف گرن فائل مقرر کی

حقیقت تھا یا اس کی آڑ میں کسی اور مقصد کے حصول کی کوشش کی جا رہی تھی جیگوار

کا طریق کار زمانہ قدیم کے عیاروں کا سا سنگ راگ تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ اُس میں

سرگھانا مارا پھر لاہوری سے متاثر کی کنجش ری۔

”اُس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ آج شب کو آٹھ بجے کرنل بیسی سے ضرور ملے گا۔

اور اب تو اسے اس کی کپی پر دل نہیں رہ گئی تھی کہ اس کا تعاقب کون کون کر رہا ہے۔

مجھے دیراً دیراً کون سے نئے سنگ راگ روم سے ملے ہو یا تھا کہ پھر فرن

کی گھنٹی بجی۔

”ہیلو...! اے ریسید کر ٹیبل سے اُٹھایا۔ دوسری طرف سے کہیں

میاں کی آواز آئی۔“

”میں تیار ہوا منتظر ہوں۔“

”تمہارے خسر صاحب ملے یا نہیں...“ عمران نے چہک کر پوچھا۔

”نکستے نہیں کھچلی رست کسی دوست کے یہاں رہ گئے تھے۔ تم کب آ رہے ہو
مٹھائی کھانے؟“

”آج شکر ہے کل ہی نہ عرن نے کہا۔ ویسے کوئی خاص بات ہو۔۔۔ تو باز آنا“
”ڈیوڈ کا سہہ۔۔۔“

”یاد آتی ہے رست گھسٹا اس معاملے میں رہا ہے شکر صاحب مجھے وہاں
گھسٹ کرے گئے تھے۔“

”تم ملو رہے رہا ہے نے کسی الجھن کا باعث نہیں بنوں گا۔“

”ابھی سیکر ہوئی علیا کے بارے میں تو۔۔۔“

”عمران بیٹا۔۔۔ شٹ اپ! دوسری طرح سے آؤ زانی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔“

ساتھ ساتھ بچے شکر کو وہ فلیٹ سے باہر نکلا اور ٹیوٹر مشین والی سرسبز
کلب تک پہنچے۔ وہاں بارہ منٹ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوئے تھے۔

اُسے اس میز تک پہنچا دیا گیا جو کرنل فیضی کے لئے مخصوص تھی مگر فیضی بھی
نہیں آیا تھا۔ آٹھ بجے میں صرف دس منٹ رہ گئے تھے۔

ٹھیک آٹھ بجے وہ دکھائی دیا اور سیدھا اُسی میز کی طرف چلا آیا۔ عمران
نے اُٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا: ”قبلہ والد صاحب کی بدانت کے مطابق۔“

”شکر یہ مشر عمران! کچھ دیر پہلے مجھے آپ کا رپورٹ سرسلمان کے توسط سے
مل رہی ہے۔“

”بس اُس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہنے کو۔۔۔“

”جس اس کارپس وار کے متعلق معلوم کرنا چاہوں گا جس کا تعاقب کرتے ہوئے
آپ ان کے قیدی بن گئے تھے۔“ کرنل فیضی نے کہا۔ اور ویشر کو اشارے سے بلا کر کافی لانے

کی ہدایت کی۔
”اس کے بارے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ ایک بار کلارا ڈکس کے

ساتھ دکھائی دیا تھا۔۔۔ کلارا ڈکس کے کس سے تو آپ واقف ہی ہوں گے۔“

”جی ہاں۔۔۔ وہ ساکیر بینشن سے نکل گئی تھی۔“

”پھر حال اُس کا وہ ساکھی دوبارہ دکھائی دیا تو نظری طور پر میں اُس کی طرف
متوجہ ہو گیا۔ اس کے تھکانے کا سرخ دکھانے کے لئے ضروری تھا کہ اس کا تعاقب کرنا۔“

”کسی کی ذمہ داری کے شکر کس طرح اور کہاں ہوئے تھے۔“ کرنل فیضی نے اُس
کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”عرن کی گھوڑی راج کر رہی تھی۔ لیکن اُس نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے
ہوئے کہا۔“ مشن پارک کے پاس اُس نے گاڑی روک لی تھی اور اُسے پارک میں چلا گیا تھا

میں نے بھی ٹیکسی روک لی اور اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ پارک کے ایک دریاں گیش میں
پہنچا وہی کسی نے عقب سے گھسٹ کر ڈھکائی چھانی تھی۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا مشر عمران کہ آپ دھوکا کھائے گئے تھے۔ یعنی وہ خود ہی آپ
کو اُس دریاں گیش میں لے گیا تھا کہ۔۔۔“

”جی ہاں۔ اور کیا۔“ عمران جلدی سے بولا۔

”کرنل فیضی کے ہوشوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اُس نے کہا کہ
”آپ کے جکارا نے میرے علم میں بھی مشر عمران کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ۔۔۔“

خیر پوچھ رہے۔“
”میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا جاتے ہیں۔“

”میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ آپ اس طرح
دھوکا کھا جائیں گے۔“

”توجہ یہ کیوں ہی ہوگی۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

”مشر عمران۔۔۔“

”میں کرنل فیضی۔“

”آپ ان خادوں کی نشاندہی نہیں کر سکتے جہاں آپ کو بے جایا گیا تھا؟“

”یقیناً نہیں کر سکتا کہ کسکے علم میں نہیں کس طرح وہاں پہنچا تھا۔“

۱۰ اور پھر انہوں نے آپ کو اپنے رشتے سے جڑا دینے کی بجائے آپ سے سفارت کاری کرنے کی تلقین کی۔ آپ کو رشتہ کے جزیے میں بھجوا دیا حالانکہ وہ یہی کام اپنے ہی کسی آدمی سے کر سکتے تھے۔

”بالکل ٹھیک!... لیکن ان کا کوئی آدمی مشورہ گو یہ شدہ نہ دے سکتا کہ وہ کورسٹ گاؤں کے مدد طلب کرے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”کورسٹ گاؤں کا وہ دستہ کہاں منتقل تھا جو بالآخر وہاں سے مشوکے جزیے میں منتقل ہو گیا۔“

”میں آپ بھی نہیں سمجھا مشرعران...“

”آہیں مشو یا اس کے جزیے سے کوئی سرکار نہیں تھا۔ دراصل وہ کورسٹ گاؤں کے دستے کو اس کے اصل مقام سے جٹانا چاہتے تھے۔“

”آپ برسے ڈوٹ سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔“

”اس لئے کہ سامنے یہ بات ہے۔ انہیں مجھے قتل کر دینا چاہئے تھا لیکن انہوں نے مجھ سے سفارت کاری کر لی۔ مشو اپنی غیر قانونی حیثیت کی کاشت کی وجہ سے کورسٹ گاؤں کو جزیے میں سرگز نہ طلب کرنا خواہ اس کے کچھ گنہ رجائی رہے کام میں بھی کر سکتا تھا۔“

”ہاں مجھ پر آدمی ہے۔ مشرعران۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ کورسٹ گاؤں کا دستہ

جس پر انٹ سے آیا تھا اس کی کیا اہمیت ہے۔“

”معلوم کیے بغیر میں بھی نہ جانتا کہ گاؤں کی فضا نے طویل سانس لے کر کہاں دیر کا فیہ لے آیا تھا۔ عزان اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور کرن فیضی نے کسی نہ ضرر مندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ تو کھانے کا وقت تھا۔ میں نے کافی طلب کر لی۔“

”کھانے کی خواہش نہیں ہے۔“ عزان نے کہا۔ اندھا پایاں سیدھی کرنے لگا۔ پھر وہ

ناروشی سے کالی پتھر رہے تھے۔ مکمل فیضی کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔

”آپ کے لئے معلومات فراہم کر کے میں ہی اللہ عزوجل نے منور فرمایا۔“

”لیکن سر اجال بے مشرعران اس مرحلے پر جو آپ کی مدد کے بغیر کی جی نہ کر سکیں گے۔“

”اچھا تو بتائیے کہ کریں مائل تھرین کی کیا اہمیت ہے۔“

”اگر وہ ہمارے کسی دشمن کے ہاتھ لگ جائے تو کوئی ملکوں سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں۔“

”یعنی وہ ہمارے جو اقوام متحدہ میں ہماری حمایت کرتے ہیں غیر جانبدار ہو جائیں گے۔“

”اس سے بھی زیادہ مشرعران، شاہا سیکرے فائل ہے۔“

”اور وہ اس کی تاک میں ہیں۔“

”اسی بنا پر میں سوچنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ رگ میں جس میں کاشیہ میں ہیں۔“

”یہ تو وہی رگیں ہیں کا سر سربل، ابلکت جو سکتا ہے۔“ عزان نے پرتھکر کے میں کہا۔

”یعنی دوسرے کو سب سے بھی اس کا رابطہ ہو سکتا ہے۔ کرن فیضی چونک کر ہلا۔“

”بالکل درست ہے۔ کرن صاحب! ادب تو ایسے فری لانسز بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو ایک ملک کے راز پر گرد و سر پہنچے ہاتھ فروخت کر دیں۔“

”ہاں مجھے علم ہے۔“

”بہر حال آپ معلوم کیجئے کہ مشوکے جزیے میں بھی جوا جہانے والا دستہ کہاں منتقل تھا۔“

”ابھی کورسٹ گاؤں کے جزیے میں میں معلوم کر لیں گے۔ کرن فیضی نے کہا۔“

”تو گویا آپ چاہتے ہیں کہ میں فیملی میں رہوں۔“

”بالکل جانتا ہوں مشرعران۔“

”مجب مجھ پر کسے ملے سے باقاعدہ طور پر اجازت دوائیے۔“

”یہ بھی ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ کیجئے۔ فیضی نے کہا۔ ”فی امان ہم کو سنت کا درجہ
کے ہیڈ کوارٹر تک چلیں گے۔“

”جیسی آپ کی مرضی۔“

کافی ستر کے ۱۵۰ فٹ گئے۔ کرنل فیضی نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی گاڑی کلب
کی کیاؤڈ میں چھوڑ کر اس کی گاڑی میں چلے۔ عمران نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔
کرنل فیضی خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا اور عمران اس کے بائیں والی سیٹ پر بٹھا چھوڑ
دیہ بعد کرنل فیضی بولا۔ ”یہ پورا معاملہ میری کچھ سے باہر ہے۔“

”ہونا ہی چاہیے، غالباً آپ کو علم ہو چکا ہوگا کہ وہ آرمی ہیڈ کوارٹر کے پہلی
کوہ پٹر کو بھی استعمال کرتے رہے ہیں۔“

”ہاں۔ لیکن اب اسے ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ ہم نے ان کے اچھوٹوں کو کڑیا ہے۔
”میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ کہیں احساس سے کسی بی سٹار کا تاجا بنے ہیں۔“ عمران نے
پر نظر کیجئے ہیں کہا۔ ”دروازہ اپنی دنگ میں پلٹی ہوئی کوئی دھن۔ ہم ہتھیار ہی سے دیکھ رہے
ہیں کہ وہ صرف اپنی پلٹی ہوئی کوئی دھن۔ ہم ہتھیار ہی سے دیکھ رہے
اگر نہیں وہ ناٹیل چاہتے تھا تو خاموشی سے اسے چوری کر لیتے کی کوشش کرتے۔“
”یہی تو سب سے بڑی الجھن رہے۔“

”یہ بالکل ایسی نئے نمک کی سائیکس جنگ ہے۔ اگر یہ ٹوٹے پہلے نہ پھیل جائے
تو پوری قوم کو احساس ہے یہی میں سمجھتا کہ سستی ہے۔ میرا خیال ہے کہ شوت کے جریسہ
والا معاملہ ایسی سیلے کہ ایک کوئی تھا۔“

”واقعی مشرورانہ ہم نے اس پہلو پر تو غور ہی نہیں کیا۔“

”آپ کیجئے۔“

گاڑی ساحل کی طرف چلتے والی ہو کر کچھ ایک سنانا جیسے سے گزر رہی تھی
اچانک انہیں آگے ایک گاڑی نظر آئی جو بائیں جانب ہو کر کے کنارے کھڑی تھی۔
ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس سے کسی آدمی کا آدھا دھڑکیے ٹھکانا دکھائی

کے دروازہ۔

کرنل فیضی نے اس کے قریب پہنچ کر گاڑی دنگ دی اور مضطربانہ انداز میں بولا
”شام ۱۰ بج رہا ہے۔“

دو دفعہ گاڑی سے اتر کر اس کا ایک طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ کرنل فیضی اڑکھڑا
کر گر پڑا۔ پھر عمران نے بھی اسی گرن میں تیز قسم کی چٹپٹ محسوس کی اور یہی سوچتے سوچتے
کراچی کی ڈارٹ گن سے سابقہ پڑ گیا تا کہ کیوں اس میں ڈوبتا چلا گیا۔ دونوں پر بے آواز
ڈارٹ گن سے فائر کئے گئے تھے۔

پھر پہلے عمران ہی جوتس میں آیا تھا۔ کرنل فیضی دوسرے بستر پر غافل پڑا تھا۔
اچھی خاصی کئی بجائی خواہ گاہ مٹی۔ عمران نے بستر سے اتر کر دروازہ کھولا چاہا مگر
کامیاب نہ ہوا۔

پھر واپس آکر بستر پر بیٹھ گیا اور پُر تشویش نظروں سے کرنل فیضی کو دیکھنے
لگا۔ پہلے سوچا کہ اسے بیدار کرنے کی کوشش کرے۔ پھر اسے ٹانگہ سمب کچھ کر ہاتھ
روم کی راہ لی۔ اور ابھی ہاتھ روم میں ہی تھا کہ کرنل فیضی کو کچھ بچ کر دروازہ کھولتے ہوئے
سنا۔ اس کے اندر ہی کن پردہ مسکرائے بغیر بندہ مسکا۔

ہاتھ روم سے نکلتا فیضی اسے دیکھ کر پہلے تو ذم بخود رہ گیا۔ پھر غصیلے
ہیچے میں بولا۔ ”اس حرکت کا مطلب؟“

”سمان اللہ! تو آپ نے اسی حرکت کا ذرا دیکھ رہے ہیں۔ عمران مسکرا کر بولا۔
”تم ہی طرح مطمئن نظر آ رہے ہو۔“

”میں فیڈلٹت کے بول کرل۔ تبیل دنگ ہیں کرتا۔“ نے دن اس قسم کے مراحل سے
گئے گذرنا پڑتا ہے۔ ہر حال اس ماہر آپ پر بھی ان کی ڈارٹ گن چلی گئی۔“

"کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پرمگراں سے بروقت آگاہ ہو کر ہمیں راہ میں گھیرنے کی کوشش کرتے۔"

"آپ کہا کیا جانتے ہیں۔"

"مگر خود ہی قابلِ اطمینان تو نہیں ہوتے۔"

"بظرفِ خیال یہ درست بھی ہو مگر کس طرح انہیں اطلاع کر سکتا کہ ہم کہاں سے کئے کہ ہر سے گزرنے والے ہیں ایک پل سے بچے بھی میں ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔"

"یہ بھی درست ہے۔ مگر یہ کیونکر ہوا۔"

"وہ آپ کی مخصوص پوزیشن۔ یعنی مستقل طور پر آپ کے لئے مخصوص رہتی ہے۔"

"ہاں، ہمیشہ...!"

"تو پھر اس میں کوئی ایسی ڈیوائس چھپائی جا سکتی ہے جس کے ذریعہ اس پر ہونے والی گفتگو کہیں اور بھیجی جاسکے۔"

"ہاں، یہ ممکن ہے۔"

"تو پھر میرے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔"

"کرنل فیضی نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے متاثریت تھی۔"

"فانیا! آپ بھی ہاتھ روم جانا پندرہ لپکا گئے۔ عمران نے شہزادی دیر بعد کہا اور

کرنل اسے گھور کر رہ گیا۔"

"لیکن بہر حال اسے بھی ہاتھ روم جانا پڑا تھا اور وہ ہاتھ روم میں ہی تھی

کہ خوب گاہ میں جگوار کی آواز گونجی۔ مہمانوں کو یہ خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اور کرنل فیضی نے ہاتھ روم سے برآمد ہو کر پوچھا۔"

"کیونکہ بولا تھا۔"

"سامنے والی دیوار سے آواز آئی تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔"

"عقل میں آنے والی بات کرو۔"

"کرنل پلیز۔ آپ سے باہر ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم دونوں ایک ہی کتھی

پر سوار تھے اور آپ کی وجہ سے میں بھی ڈنڈ رہا ہوں۔ آخر میں نے اسے کیوں منظور کر لیا تھا کہ آپ کے حکم کے لئے کام کروں گا۔"

"مہتابہ بارے میں کوئی بھی اچھی رائے نہیں رکھتا۔"

"اچھا تو پیارے کرنل جبکہ سارے روبرو۔"

"کرنل فیضی بڑھ کر تاب کھاکر رہ گیا۔ چنانچہ اسی وقت دوبارہ جگوار کی آواز آئی۔ اس بار دونوں ناخوش ہو گئے۔ خواجہ گاہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ راہداری میں بارش

جانب ڈائمنگ روم ہے۔"

"کرنل فیضی نے بیچ کر کہا یہ تم کوں ہو۔ سامنے آؤ۔"

"لیکن جلد ہی اس نے کچھ بھی نہ سنا۔ ابتہ دروازے کے دونوں پاٹ کھل گئے تھے۔"

"میں طرہ غزلہ ٹاؤ کھا کھا کر اپنی آخری ضائع نہیں کر سکتا۔ عمران نے

کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ کرنل فیضی نے

بھی اس کی تقلید کی تھی۔"

"وہ کی جی اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں ایک بڑی سی میز پر ناشتہ لگا ہوا تھا

"دشمن ہی بھی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ لیکن جہاں نواز معلوم ہوتے ہیں۔"

"کرنل فیضی کچھ نہ بولا۔ اب اس کے انداز میں ہچکچاہٹ پانی جاتی تھی۔ عمران

نے کرسی منجھالی لیکن وہ کھڑا رہا۔"

"کرنل صاحب! اس نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔"

"کوہستہ رویہ پر حیرت نہ ہوئی جاہلے۔ کیونکہ یہ ایک بار پہلے بھی اس جہان نوازی

کے مزے لوٹ چکا ہوں۔"

"کرنل فیضی کچھ کہے بغیر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔"

"عمران نے اندھے کا سینہ دھج جاتے ہوئے کہا۔" جلدی کیجئے۔ درندہ صوب

کچھ ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

”سوال قویہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔“ کرنل فیضی جھنجھلا کر بولا۔
 ”میں نہیں جانتا۔“ کہہ کر عمران سینڈ ویج کھانے لگا۔ کرنل بدستور ہاتھ روکے بیٹھا
 رہا۔ آخر کچھ دیر بعد بولا: ”تم ناشتہ کرو، میں اس عمارت کو دیکھوں گا۔“

عمران نے کچھ کے بغیر شانوں کو جنبش دی اور دوسرا سینڈ ویج بنانے لگا۔
 کرنل کمرے سے نکل جانے کے لئے اٹھ گیا تھا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھا تاکہ
 نہیں۔ اس طرح ناشتہ میں مشغول رہا جیسے اپنے فلیٹ میں بیٹھا ہو۔

قریباً پندرہ منٹ بعد کرنل واپس آیا۔ عمران کافی کی دوسری پیالی پی رہا تھا۔
 ”خاصی بڑی عمارت ہے لیکن صاف سے دروازے ناقص ہیں اور ہم دولوں کے

عطا دیہان اور کوئی نہیں ہے۔“ کرنل نے ہینڈ کرپا نیٹے ہوئے کہا۔ شاید وہ بند
 دروازوں پر زور آزمائی کر رہا تھا۔

”پھر عرض کروں گا کہ ناشتہ کریجیے۔“ عمران بولا۔
 اس بار کرنل نے اس کی رائے سے اختلافات نہیں کیا تھا۔ عمران نے اس

کے لئے سینڈ ویج بنائے اور کافی اتار دینے لگا۔
 ناشتہ کرنے کے انداز میں بھی چکھا ہٹ تھی لیکن جیسے تیسے کرنل فیضی نے ایک

سینڈ ویج صحت سے آٹا کر کافی کی پیالی منبھالی۔
 دھستہ بٹکی سی کھ کھرا ہٹ کرے جس گریز اور عمران آہستہ آہستہ اپنا سر ہلانے

لگا۔ یہ علامت تھی اس امر کی کہ اب جیگوار کی آواز زنجی مانی دے گی۔
 ”کرنل فیضی! میری بات دھیان سے سنی جاوے۔“ جیگوار کی آواز آئی۔ اور کرنل

فیضی پیالی میز پر رکھ کر دیوار کے اس مخصوص حصے کو گھورنے لگا۔ جس سے آواز
 آئی تھی۔

”سر عمران کو میری قید کا تجربہ ہے۔“ آواز بھرآن ۵ اردو یہ بھی جانتے ہیں
 کہ میں اپنے مطالبات منوالے بغیر نہیں رہتا۔

”تم جو کون۔“ کرنل فیضی غرایا۔
 ”لی اعمال میں دس برس پڑی نہیں ڈال رہا۔“

”جیگوار کہتا ہوں۔“ مجھے آج تک کسی نے دیکھا نہیں میرے ماحولت میری آواز کے
 پابند ہیں۔“

”کیا جانتے ہو۔“
 ”گریز نال تحریف کی مکمل نقل۔“

”تم سمجھتے ہو کہ مجھے مرعوب کر سکتے۔“
 ”نہیں کرنل۔“ ہم سائنٹفک طریقوں سے دوسروں کا تعاون حاصل کرتے ہیں۔

”سر عمران کو اس کا بھی تجربہ ہو چکا ہے۔“
 ”تم مجھ پر اپنا سر طریقہ آزمائے جیتے ہو۔“

”مجھے کچھ ایسی راہ جلدی نہیں ہے کرنل۔“ ابھی تو تم میری میزبانی قبول کر دو۔“
 کرنل فیضی نے عمران کی طرف دیکھا جو جیسے پیالی بچانے میں مصروف تھا۔

جیگوار کی آواز بھرتی۔ ”عمار سے باہر نکلنے کی کوشش کا دوسرا نام موٹ ہو گا۔“
 تم دولوں عطا رہنا۔“

”میری بھی ایک بات سن لو۔“ دھستہ عمران سر ہلا کر بولا۔
 ”خزودہ مزدور۔“ تھماری خاموشی پر مجھے حیرت تھی سر عمران۔“ جیگوار کی

آواز آئی۔
 ”اس تلمتے کی کیا ضرورت ہے۔“ میں ابھی طرح جانتا ہوں کہ گریز نال تحریف کا

حصول تیار اصل مقدمہ نہیں ہے۔“
 ”اچھا پھر تیار دانت میں ہم کیا جانتے ہیں۔“

”ابھی تک میں نے نہیں معلوم کر سکا۔“
 ”تم نے معلوم ہی کیا کیا ہے سر عمران۔“

”ہی کہ تم ہمیں کچھ یاد کرنا چاہتے ہو۔“
 ”کیا یاد کرنا چاہتے ہیں سر عمران۔“

”لی اعمال میں دس برس پڑی نہیں ڈال رہا۔“

۷ مضر عمران! ہو سکتا ہے کہ کرن کر بانی غضب ہو جائے۔ لیکن اب تم اس وقت تک میری قید میں رہو جب تک کہ مجھے کلاراؤنگس کا سفر نہ نہیں مل جائے۔ اور ایک بار پھر کرن لو کہ باہر نکلنے کی کوشش مت کرنا یہاں کے سامنے دروازے اور کھڑکیاں لوبہ کی ہیں۔ جن میں اب بقی رہی رو دھڑکی ہے۔

کرن فیضی دانت پیش کر رہا گیا۔ عمران نے عجیب انداز میں سر کو جنبش دی اس کے بعد تنگ رو کی آواز میں آئی تھی۔ کرن فیضی بہت غصے سے عمران کو دیکھنے جا رہا تھا۔ "نکارا مت۔ وہ" کلاراؤنگس کا کیا قصہ ہے۔

"پتا نہیں کیوں جیگا اور اس وجہ میں مبتلا ہو گیا ہے کہ میں کلاراؤنگس کو اس کے خلاف دروازے میں کا میاب ہو گیا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"جیگاوار کے بیان کے مطابق وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر غائب ہو گئی ہے۔"

"اس کے پاس تمہارا سے ہاں میں رہنے کا نام کرنے کے لئے کوئی ٹھوس بنیاد ہوگی۔"

"مجھ سے زیادہ مجھے کون جان سکتا ہے۔"

"لوگ تم نے اس سے ملنے پر مجھ سے کچھ چھپائے کی کوشش کی تو پتہ چلے گا۔"

اس بد بخت نے آپ کو میری طرف سے مزید بدگمان کر دیا۔ شاید اس میں بھی کوئی چال ہو۔

کرن خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ عمران نے جب سے اپنا فکر نکالا اور پھیل پر لکھنے لگا۔ یہ صرف اس متکرمیج ہے کہ اس کلاراؤنگس نے، اسی وجہ سے زندگی سے ہزاری کا اظہار کیا تھا۔ بہر حال غمگن کا لب باب یہ تھا کہ وہ جیگاوار اور اس کی تنظیم سے جھٹکا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کرن نے تحریر دیکھ کر سر کو جنبش دی۔ اور مشاہدہ کیا کہ وہ کافی کے پانی سے تحریر دھو ڈالے۔

اس کے بعد وہ کئی منٹ تک خاموش بیٹھے رہے تھے۔ پھر کرن نے اُنہیں پرستہ کہا تھا۔ "پتا نہیں میری گامی کا کیا حشر ہوا۔"

کیا آپ نے اپنے دذناچے میں تحریر کیا تھا کہ مجھ سے ملنے والے ہیں۔ عمران نے پوچھا۔

"جیسا؛ یہ قطعی نئی غور سے ہوا تھا۔"

"تو گویا آپ کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکے گا...؟ عمران جلد پر اس کے بغیر خاموش ہو گیا۔ کرن اس سے استقامت پر نظر دل سے دیکھنے جا رہا تھا۔

"یعنی بس اب بغض ہی گئے۔ عمران نے کہا۔ آخر ہمیں کون کہاں تلاش کرنا پھرے گا۔"

"میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتا۔ کرن نے کہا۔ "وہ ایک مار پھر مارت کا جائزہ لیں۔"

"آپ کی مرضی! میں تو اسے لا حاصل ہی سمجھتا ہوں۔ عمران بھی اٹھتا ہوا بولا دونوں ڈانٹتے دوسرے سے نکل آئے۔

"ویسے میرا سہرا ہے کہ دروازوں اور کھڑکیوں سے دوسری رہا جائے۔ عمران نے کہا۔ کرن کچھ نہ بولا۔ اُن نے میں عمران نے ایک چوہا ایک خدازے پر کھینچ مارا۔

آواز کے ساتھ چنگاریاں منتشر ہوئی تھیں۔

بہر حال انہوں نے پوری عمارت کا چکر لگایا اور پھر شنگ روم میں آ بیٹھے عمران نے پر غور انداز میں کہا۔

"آب فدا میں یہ سوچنا چاہئے کہ حقیقتاً یہاں کیوں لائے گئے ہیں۔"

"کرن فائیل خفیہ کرن بولا۔

"مجھے اس میں شبہ ہے۔ عمران بولا۔

"اس میں شبہ کی کوئی گناہ نہیں جبکہ سنگر دھبی اسی چکر میں تھا۔"

"ہو سکتا ہے۔ عمران نے کہا اور طویل انگڑائی لے کر اس طرح صوفے پر نیم دراز ہو گیا جیسے سو جانے کا۔ رات ہو گئی۔

اچانک باہر سے شور رک آواز آئی اور ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا جیسے کبھی نیل

”کلا راکس! ڈی۔ جی چونکہ کر بلا کوں کلا راکس ہے۔“
 ”ہی۔ عورت جیسا عینک بلیٹی نے فرار ہو گئی تھی نہ کرن فیضی نے کہا۔“
 ”وہ۔ دو کیوں ہمیں اطلاع دے گا۔“

”سٹر عمران کے پاس اس سے متعلق کچھ ایک کہانی ہے۔“

”ڈی۔ جی سے مستفز نظر ملے عمر کی طرف دیکھا۔ اور عمران اُسے کلا راکس کے بارے میں دیکھ بتانے لگا جو اس سے پینے کرن فیضی کو بتا چکا تھا۔
 اس کے خاموش ہوتے ہی ڈی۔ جی بولا ”اور آپ نے اسے ابھی تک ایکسپلانٹ نہیں کیا۔“

”میرا حکم اس کیس کا فائل بند کر چکا ہے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ کرن فیضی مجھے خواہ مخواہ اپنے ساتھ لے جا رہے تھے۔“

”آپ کا حکم فائل بند کر چکا ہوگا۔ لیکن آپ بدستور اس کیس پر کام کرتے رہیں گے۔“
 ”ایکس طرح ممکن ہے۔“

”آپ کے حکم سے عاریتاً آپ کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔“

”اگر اس حقت تک جیوار نے اس قابل رہنے دیا تو۔۔ وہ اندھیرے کا تیرہ ہے۔ خود اس کے کارپورائٹس سے واقف نہیں ہیں کسی نے آج تک اس کی شکل نہیں دیکھی صرف آواز سننے میں۔“

”خیر۔ تیرہ کمرٹ گاڑ ڈیجی کا ہتھ تھا۔“

”ٹھیک ہے اپنے اعلان سے یہ ایک بات کہی۔ ڈی جی مندری نہیں کہ حقیقت بھی وہی ہو۔“
 ”میں ابھی معلوم کئے دیتا ہوں کہ اس پوائنٹ کی کیا اہمیت ہے جہاں سے دستہ نمونہ کے جزیرے میں منتقل کیا گیا تھا۔“

”عمران کچھ نہ بولا۔ بڑی اکتاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ ویسے یہ حقیقت بھی کہ وہ اس کیس سے دستبردار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اور جی حقیقت بھی کہ سر سلطان نے اس کیس کا فائل بند کر دینے کی ہدایت دی تھی۔ تو یہ اب وہ براہ دست آئی۔ ایس۔ آئی ہاؤس کے لئے

”ہم کرے گا۔“

”ڈی۔ جی نے فوری کسی سے کہا کہ وہ کمرٹ گاڈز کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ چاہتا ہے۔ پھر ماڈرٹ ہیں یہ بات کہہ کر عمران سے کہا۔ آپ کرن فیضی کے آفس میں بیٹھے مندری دیر بعد آپ کو گاہ کر دیا جائے گا۔“

”کرن فیضی نے اپنے آفس میں پہنچ کر کینڈیٹ سے ہینکس منگوئے۔ ابھی بجی سے ناراض نہیں ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ کرن فیضی نے رسیور اٹھایا۔

”میں سسر۔۔۔ جی۔۔۔ جی۔۔۔ جی۔۔۔ جی ہاں۔۔۔“

”عمران کے انداز سے کے مطابق وہ ڈی۔ جی کی کال ہو سکتی تھی۔ کرن فیضی نے بالآخر رسیور کرڈیل پر رکھ کر طولی ماسی لی اور عمران سے بولا۔ ”دستہ جہاں سے بھی گیا تھا وہ جگہ ایک منٹ کے لئے بھی کمرٹ گاڈز سے خالی نہیں رہی یعنی نمونہ کے جزیرے میں وہاں قیامت پوری فوس نہیں بھی گئی تھی۔ اس لئے آپ کا یہ خیال کہ ان لوگوں نے اس پوائنٹ کو کمرٹ گاڈز سے خالی کر لئے کہ آپ کو استعمال کیا تھا۔ درست نہیں معلوم ہوتا۔“

”ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”پھر اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ہمیں اس پاس بی بی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔“

”کچھ بھی موت کرن فیضی سر ہلا کر بولا۔ اب آپ کو قمار پر فوج کلا راکس پر ماری جائے۔“
 ”میں دیکھوں گا اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔“ عمران نے ترقی کر کے بھیجے کہا۔
 ”در اصل دوبارہ مل جینے کا اکتھا کچھ ایسی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں تعمیر ہے۔“
 ”کرن فیضی کچھ نہ بولا۔ اور وہ خاموشی سے بجی کے رہے۔“

پھر عمران ہی کے مشورے پر منتر کا جزیرہ واڈا کر دیا گیا۔ اور وہاں سے

کو سٹ گاڑ کر دستہ بھی بٹایا گیا۔ لیکن جن دن گند جانے کے باوجود بھی کھارڈ کھس
نے اس سے رابطہ قائم نہ کیا اور عمران نے اپنے طور پر پتا لگا لیا تھا کہ اب وہ آس
رہا ہے یا نہیں حتیٰ جہاں ڈاکٹر فوریل کا قیام تھا۔
گزشتہ فیضی کے مشورے کے مطابق بالآخر اس نے ایک مارچ شمس کے جزیے سے
کارٹج کیا۔

لیکن وہ تباہ نہیں تھا۔ ایک درجن فوجی بھی باہر گھیروں کے پاس میں اس کے
ساتھ تھے۔ اندیشہ مانتی گیری کا سٹار تھا۔ حقیقتاً وہ سلاوس کے ٹارکر کی تلاش میں نکلے
تھے۔ سب سے پہلے ان کا ٹارٹر سٹار کے جزیے سے ہی پرنگر انداز ہوا۔ منو کے آدمی عمران
کو پہچانتے تھے۔ کیونکہ اس جزیے سے جن قیام کے دوران میں آخر اس نے اپنا سیکرٹ
اتار دیا تھا۔

بہر حال اسے فوراً منو کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اس نے بہت ہلک کر اس کی
پنڈی لگی۔

”مشترک اس طرح آپ کا شکریہ ادا کر دیتے ہیں۔ اس نے کہا۔ ”مجھے معلوم ہوا ہے
کہ جزیے کی جانگزاہی کے پٹے آپ ہی نے کرشمہ کی تھی۔“
”ہیکر کو ایسی خاص بات نہیں جس کے لئے تم شکریہ دے کر۔“ دراصل اس کے
غیر حرجان لوگوں پر اسے توجہ نہیں ڈال سکیں گے۔

”وہ ٹارٹر چھ نہیں دکھائی دیا۔“ منو نے کہا۔
”دیکھنا سے سہ کر دہا ہے۔“ آہستہ سے اور کہاں منگراؤں مونا ہے۔“
”ان اطراف میں رہ کر آپ کبھی نہ کبھی پتا لگا بھی لیں گے۔“
”اس قسم کے چھینکے اور کہاں ملتے ہیں جیسے تباہ جزیے کے اس پاس
پاتے جاتے ہیں۔“

”کبھی بھی نہیں۔“ ان اطراف میں تو کبھی بھی نہیں۔“
”کوئی ایسی جگہ جہاں اس ٹارکر دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جاسکے۔“

”خود میرے جزیے میں بھی ایسی جگہیں موجود ہیں، یعنی ساحل ایسی پٹیاں ہیں۔ گھبرا
ہوئے کہ ان کا اوٹ میں آجائے۔“ والی کشمیل دیکھی نہیں جاسکتی ہے نہ راجھوٹے چھوٹے
دیران جزیے یہاں سے شمال کی جانب بکھرے ہوئے ہیں۔

”رہنمائی کے لئے اپنا کوئی آدمی دے سکتے ہیں؟“ عمران نے سوال کیا۔
”کیوں نہیں مشر عمران؟“
”مشر عمران؟“ راجھوٹے سے راجھوٹے عمران نے کہا۔ ”ابھی تک ان کی نظر تباہ سے
جزیے سے لگی ہوئی ہے۔“

”آخر یہاں کیا رکھا ہے مشر عمران؟“
”ہی تو دیکھا ہے۔“

”اگر بھی دیکھا ہے تو اپنے ٹارکر کو ان پٹیاں کے پیچھے چھپا دو جہاں ہماری کشمیل
رہتی ہے۔ اگر پانچویں میں گشت کرتے رہے تو وہ کبھی سلاوس کے رہیں گے۔“ ایلیان
سے پیٹھ کر ان پر نظر رکھو اور کبھی کبھی چھوٹی کشمیلوں میں پیچھ کر انہیں تلاش کرو۔ میرے
آدمیوں کے لئے مایہ گزشتہ چھوٹی کشمیلوں میں ہوتی ہے اور میرے ساتھ گھبراہٹ سے

دیران جزیوں کے اس پاس بڑی پھیلیاں پکڑتے ہیں۔
”مونا کی جزیہ عمران کو معقول معلوم ہوتی اور اس نے اپنے ساتھ قبول سمیت واپس ڈیر
ڈال دیا۔ ٹارٹر سٹار کی اوٹ میں چھپا دیا گیا۔ یہاں تو کی چھوٹی ٹری کشمیل منگراؤں تھیں
دوسرے دن عمران نے فوجی دستے کے ”فیسر“ بن کر ساتھ لیا اور ایک چھوٹی کشمیلی
دیران جزیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ منو کے دو ساتھی گھبراہٹ میں جہاں سمیت کشمیلی پر چڑھ گئے۔

”کبھی نہ کبھی زندہ دل و جان حقانیک عمران سے بڑی طرح واقفیت نہیں رکھتا تھا۔“
”مجھے کن باتوں پر نظر کشمیلی چوکی مشر عمران؟“ اس نے پوچھا۔
”ایسی پھیلیاں پر جہاں اسے شکستہ کی کرشمہ کر رہی ہوں۔“
”میں نہیں سمجھا۔“

”سب یہ دونوں کہیں جال ڈالیں گے تو تباہیوں کا۔“

”قرآپ کا تعلق بزمیں کے مشہد سر اطرسانی سے ہے۔“

”ہرگز نہیں! میری ان لوگوں کے نہیں بنتی۔“

”اچھا۔ اچھا تو آپ آئی۔ امیں۔ آئی کے نظر میں تھی۔“

”اتفاقاً اس طرح جان دینے کے لئے ساتھ تھیں پھر اگر تھے کہتاں صاحب۔“

”اچھا تو پھر کسی اور کو ضرور پرکھتا ہے۔ مجھ سے خاص نہیں رہتا۔“

”گھانا آیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔۔۔۔۔“

”جیسا بھی آتا ہر اور جو کچھ بھی یاد ہو شروع کر دیجئے اس طرح آپ کی شکایت بھی

رفع ہو جائے گی اور میں محفوظ بھی رہ سکوں گا۔“

”کیونکہ شہید نے خاص ہی اختیار کر لی۔“

”کیسی خاص ہی زیادہ دیر تک برقرار رہ سکی اور اس نے بڑی تھوڑی سی عمران

سے پوچھا۔ آپ سچ ہیں یا پھان۔“

”نہ شیخ نہ پھان۔ منگولی ہوں۔ کیسی نہیں اس سے کیا سروکار۔“

”آ نکھوں اور ناک کی بناوٹ منگولوں جیسی نہیں ہے۔“

”لاکھ نے حلیہ بدل دیا ہے۔“

”قرآپ کلرک ہیں۔“

”آباؤ اجداد کلرک کرتے تھے۔ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔“

”سمندری معاملہ تھا تو میری کا کوئی دستہ آپ کے ساتھ کیا ہوتا۔ مجھے سمندری

پانی کی بو بڑی لگتی ہے۔“

”مجھے بھی اس پر حیرت ہے کہ میری کے آدمی مجھے کیوں نہیں دیتے تھے۔“ عمران نے کہا

”وہ ایک دریاں جو میرے کے قریب پہنچ رہے تھے۔ منو کے مابقی گہروں سے

ہال ڈالی دیا۔“

”بھائیوں کی تو بھی مجھے اچھی نہیں لگتی۔“ کیپٹن شمیم نے کہا۔

”یا تو پہلے کچھ اچھا بھی لگتا ہے۔“

”کھلی جوامیں دوڑ لگتا۔“

”تو پھر جزیسے پر اثر تھا۔“

”حشک پھر جزیسے کے کہیں نام کو بھی سبز و نظر نہیں آتا۔ کیا آپ اُن سے ملے

جزیسے پر؟“

”جیسے اس کے گرد ایک چکر لگاؤں گے۔ پھر دکھایا جائے گا۔ عمران نے کہا۔

منو کے مابقی گہروں سے ہی کتنی ہی انداز میں لگے۔ بے تھے کہ جزیسے کے گرد

ایک چکر پڑا ہو جاتا۔ چکر پڑا کر کے بعد انہوں نے جال کھینچا۔۔۔ چھوٹی بڑی

بہت سی چھیدیاں ہاتھ لگیں۔ جن میں سے مری چھیدیاں انہوں نے نکالیں اور چھوٹی چھ

پانی میں ڈال دیں۔۔۔ پھر کشتی کو کھارے لگا دیا۔

”یہاں ایسی چٹانیں نہیں ہیں۔ جن کی اوٹ میں کشتیوں کو چھپایا جاسکے۔“

عمران نے ماحول پر اشارے کرتے ہوئے کہا۔

”یہاں اتنا بیکار معلوم ہوتا ہے۔ کیپٹن شمیم نے کہا۔

”کوں۔۔۔۔۔“

”اتنی کھلی جگہ انہوں نے کبھی بھی استعمال نہ کر ہوگی۔ کیپٹن شمیم دولا

میں ان جزیروں کی بناوٹ کے بارے میں اندازہ لگانا چاہتا ہوں۔“ عمران

نے کہا۔ کیپٹن شمیم نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ اور منو کے آدمی کتنی ہی پرہیز کرتے تھے

حریہ ہے۔ آپ دو گیارہ نظر آیا۔ کہیں دو ٹیڈنگ کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ لیکن

ایک جگہ انہیں ہینڈس کے خالی ڈبے پڑے دکھائی دیئے۔ عمران چلتے چلتے رک گیا۔

”ہو سکتا ہے۔ کسی نے کبھی پینک مٹائی ہو۔“ کیپٹن شمیم نے کہا۔

”بہت اچھا دیکھا ہے کہ آیا یہاں پینک مٹائی جاسکتی ہے یا نہیں۔“

”بہت اچھی بات ہے۔“

”وہ ایک مریہ جزیروں پر نظر ڈالنے سے شاید سمجھ میں آجائے۔“

یہ آتش نشانی مادے کا دھواں نہیں ہو سکتا۔ کیپٹن شمیم بڑا ریا۔

عمران سے ٹوٹے آدھوں سے کشنی پٹنا سے کوکبا۔ جیکو ابھی پورا نہیں ہوا تھا۔
انہوں نے بیچ والی حکم کی تعمیل کی۔

ہاکیا از وقت یسٹین مٹیم نے پوچھا۔

”اگر آپ دوا ایسی دیکھیں جتنی میں کشتی داخل ہو سکتی ہے۔“ عمران نے
 ہاتھ اٹھا کر کہا۔

وزیر صنعت و تجارت

”کیا مطلب ہے؟“ عمران کا لہجہ بدل گیا۔

• یہی کہ کہیں اندر پھنس نہ جاؤں۔

کچھ دور اندر جانے سے پراندازہ ہو جائے گا کہ تم آگے بڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور پھر دیکھو کہ بیٹن میں تمہاری کمانڈ میں نہیں رہا گیا ہو۔

”ٹھیک ہے، ٹھیک ہے“ وہ سر ہلا کر بولا۔ ”چلئے۔۔۔“

جیسی اس دن ڈکے قریب پہنچ کر عمر بنی نے لاشی کو چٹان سے لگا دینے کو کہا
اور خود غوطہ خوری کا لباس نکلانے لگا۔

”یعنی کہ...“ کیپٹن کچھ کہتے کہتے رُک گیا اور عمران مسکرا کر بولا۔

”میں اس قسم کے خطرات تنہا سولی لیتا ہوں۔“

”مجھے غوطہ خور کی مشق نہیں ہے۔“ کیٹین شمیم نے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ عمران نے کہا، اسی بات میں، شریک کیا، لیکن وہ غلط لگانے کی بجائے

سطح پر تیار ہو اور اڑیں داخل ہو جائے۔ کسی کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ فوراً ہی اس کے انگوٹھوں سے اڑھل ہو گیا۔ کئیوں شہر میں حال اس پر نظر رکھا ہی نہ تھا۔ اس نے اس

نے ٹوٹے آدمیوں سے کہا کہ وہ کشتی کو دراڑ کے سامنے ہی بے چسپاں

ان جزائر کی وجہ سے یہاں موج نہیں مٹا

وہ دونوں پھر کشتی میں آہٹھے۔۔۔ حال کعبینا کیا۔۔۔ چند بڑی مچھلیاں نکال لی گئیں اور چھوٹی مچھلیاں دوبارہ پانی میں پھینک دی گئیں کشتی کا رُخ تبدیل ہو گیا تھا۔

مقنوی دیر بعد ۱۵۰ ایک ایسے جزیرے سے قریب پہنچے جس کا کوئی ساحل ہی نہیں تھا۔ سطح سمندر سے سیدھی اور اونچی چٹانیں کھڑی تھیں، البتہ کہیں کہیں چوڑی

دوڑی دکھائی دے رہی تھیں جن کے اندر یانی لہریں بے رعب تھیں۔

و کیا یہ دردِ دل چھپنے کے لئے بہترین جگہیں نہیں ہیں۔ یہیں تکیم نے کہا۔

عمران نے کہا: ”مجموعہ اس چیز سے کام چکر ضرور رکائیں گے۔ اس کی بات دیکھیں۔“

۷ کیا شادی شدہ ہوتے عمران نے غیرۃ

میں جھنجھلا بیٹ گئے آثارِ نظرِ سحرِ حرم کو سنہال کر لولا۔

”اگر نہیں ہوں تو کیا آپ اس سلسلے میں میری کوئی مدد“

تاکوں نہیں اس کا تو اپیلٹ جوں ہے

”ابھی میری شادی نہیں ہوئی۔“

”کتنے سینگوں والی چاہئے نہ عمران

”کیا مطلب ہے؟“

۷ اگر مطلب یوچھے رہے

”مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ آپ کی بیٹے کی باتوں کا نوٹس نہ لیں۔“

”کس سے کہا تھا؟“

وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ

خیر کوئی مات نہیں ہیں

کتنی جزیبہ کے گرد چکر لگا رہی تھی۔ دفعۃً ایک دہائی سے دھواں نکلتا

دکھائی دیا۔ لیکن یہ اتنی کتاوہ نہیں تھی کہ اس میں کشتی داخل ہو سکتی۔

لیکن عمران اب بھی نہ دکھائی دیا کیونکہ عظیم سوچ رہا تھا کہ شو کے آدمیوں سے اس سلسلے میں براہ راست کسی قسم کی گفتگو کرنا مناسب ہو گا یا نہیں۔ کشتی پھر آگے بڑھ گئی، درمیان میں عظیم نے اسے دھارہ دراز کے رخ پر پلٹانے کو کہا۔
صاحب... وہ لوگ اتنے عیوض نہیں کر سکتے۔ شو کا آدمی بولا۔

”کیا مطلب؟“
”اس حرکت کے بعد وہ اس پاس کے جزیروں میں ڈوبہ نہیں ڈال سکتے۔“

”میں نے تم سے کہا ہے کہ کشتی کو دراز کے سامنے ہی نہ لے جائیں۔“
”کیونکہ عظیم نے رخ بدل دیا تھا۔“

شو کے آدمیوں نے اس طرح چوپچلائے شروع کئے کہ کشتی دراز کے سامنے ہی رہ کر نہ پہنچے گی۔

”یہ کیا شروع کر دیا؟“ کیونکہ عظیم جھجھلا کر بولا۔
”اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے صاحب۔ کشتی اسی طرح دراز کے سامنے رہ سکتی ہے۔“

”درازی ہی دریا میں سر ہو کر نہ گئے گا۔“ کیونکہ عظیم نے کہا۔

”ہمیں کچھ نہیں ہو گا صاحب۔“

اس طرح پندرہ منٹ گزر گئے لیکن عمران کی دلچسپی نہ ہوئی۔ کیونکہ عظیم سوچ رہا تھا کہ اگر جزیرے میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا جائے تو فوراً ہی وہاں پر اس کی وہی ہوئی۔ چنانچہ داخل ہونے کا حود مول نہ لیتا۔ تو پھر کیا اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے... ایسی صورت میں اسے کیا کرنا ہو گا۔

دعشہ اس نے شو کے آدمیوں سے کہا۔ ”اپنے جزیرے کی طرف واپس چلو۔“

”اور صاحب...“

”ہمیں یقیناً کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ میں جزیرے سے کو صحت کار دراز سے رابطہ قائم کر کے سب کو خبر طلب کروں گا۔“

شو کے آدمیوں نے عجیب سی نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور رخ متغیر کر کے چوپچلائے گئے۔ مابھی گہری کاجال کھینچ کر کشتی میں سمیٹ گیا تھا۔

عمران کچھ دور تک قیام کی سطح پر رہتا رہتا پھر غلط لگا اس کا مذاق نہ رہا۔ روشنی والی تاریکی اس نے دونوں باتوں سے تمام رکھی تھی اور پیروں سے بیک اسٹروک لگتا ہوا آگے بڑھ کر اس کا چہرہ لکڑی کا جیسا تھا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے دونوں پیروں میں اچانک بھینسا چڑ گیا ہو۔ دونوں پہنچے ایک دوسرے سے جڑ کر رہ گئے تھے۔ یقیناً وہ چند ہی تھا۔ کیونکہ اب اس رشتی کو کھینچا جانے لگا تھا۔ عمران دم سادے کھینچا چلا گیا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اچانک اس قسم کی کسی صورت حال کا سامنا ہو گا۔

پھر آئے اپنی تاریخ کی روشنی میں دو فراگ میں نظر آئے۔ جن کے کھول میں ایک زہر آب جلائی جانے والی بندوبست تھیں۔ برے پھنسے عمران نے سوچا۔ لیکن اب جو بھی کیا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا جسم کسی ٹھوس چیز سے ٹکرایا اور کھینچے جانے کا عمل بھی رک گیا۔ رماحتوی ایسا محسوس ہوا جیسے تیز قسم کی روشنیوں میں نہا گیا ہو۔ آبی تاریکی اس کے ماتوں سے چھوٹ کر دور تک پھیلنے لگی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہ ٹھوس زمین پر پڑا ہوا ہے۔

اٹھنے کی کوشش کی تو محسوس ہوا کہ پیروں میں اب بھی بھینسا چڑا ہوا ہے کسی نہ کسی طبعیت۔ بیٹھ کر وہ پیروں سے بھینسا لگاتے لگا پتھر تیز قسم کی روشنی آنکھوں میں چکا چوندھ پیر کر رہی تھی۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد اس نے پیروں سے بھینسا نکال دیا۔ اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر گہری گہری سانس لینے لگا۔

وہ آب کی چھت کے نیچے تھا۔ دفعہ دو افراد پھر دکھائی دیئے
جس کے ہاتھوں میں شیش پتوں تھے۔ انہوں نے عمران کو اپنے کا اشارہ کیا
"میں کوئی بڑی ٹیج نہیں سہیں ہوں۔" عمران فرمایا۔ "پھر سے آدمیوں
کا سامنا کرنا۔"

ایک نے شیش پتوں سے سامنے والے دونوں کے طرف اشارہ
کیا عمران نے ششوں کو جیش دی اور دونوں نے اس کے طرف چل پڑا۔
یہ ایک طویل سڑنگ ثابت ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے والا مسلح آدمی
"مارچ روشن کئے" جس نے راستہ دکھا رہا تھا۔

ایک جگہ آئے تیس چالیس نیچے بھی گئے پڑے۔ اور پھر وہ
اجانک کھٹے آسمان کے نیچے آگیا۔ سرسبز سورت چمک رہا تھا۔ اور پھر لی زین
تیار رہی تھی۔ اس نے دیکر دیکھا۔ ان دونوں مسلح آدمیوں کا کہیں پناہ تھا جو اسے
یہاں تک لائے تھے۔ اس نے ان زینوں کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی جس کے
ذریعے یہاں تک پہنچا تھا لیکن ان کا نشان بھی کہیں نہ ملا۔

دھوپ کی شدت کا احساس نہیں ہوا چٹانوں کی وجہ سے کچھ اندر باہر
گیا تھا۔ کوئی سایہ وار جگہ۔ اس نے سوچا وہ نہ ٹھوڑی ہی دیر میں حالت تباہ
ہو جائے گی۔ چٹانوں کے درمیان کوئی غارت گاہ کرنے لگا تھا۔
عجیب سی چٹانیں تھیں۔ اگر یہاں بھی آن لوگوں نے اپنا کوئی اڈہ بن
رکھا تھا تو اس کی رویت کیا ہوگی؟ اندر گیا وہ چوٹی کے نیچے سکیں گے؟
اسے یقین تھا کہ اس کی ڈاہی نہ جھسنے کی سزا پر کمیشن تسم کو سٹے گا تو اسے ستر
سے ڈاکٹر قائم کرے گا۔

وہ چٹانوں کے درمیان جھٹکا پھر رہا تھا کہ اچانک اسے جیگوار کی آواز
سنائی دی۔

"خوش آمدید مسٹر عمران تم بڑی آسانی سے پھنس جاتے ہو۔"

"اصل تم سے ملنا چاہتا تھا۔ ورنہ..." عمران جملہ پڑا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔
"بہت عجیب تھا کہ میں نے کون ملنا چاہتے تھے۔"
"اس سفر وہ ہیں کا مطلب جانا چاہتا ہوں۔"
"کیا مطلب..."

"گھبرنا، پکڑنا اور پھر بڑی آسانی سے نکل جانے دیتا۔" آخر یہ کس قسم کا کیل
ہے۔ تم میں کیا باور رکھتا چاہتے ہو۔"
"اس بار تو میں تم سے مرمت یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہاری اور کرنل فیضی
کی رہائی کیونکر ہوئی تھی کس نے تمہارے آدمیوں کی رہائی کی تھی۔"
"اوہ۔۔۔ میں اتنی سی بات۔" عمران ہنس کر بولا۔ "ہم اپنا طریق کار ہے
اس پر روشنی نہیں ڈالی جا سکتی۔"

"مجھے شبہ ہے کہ کلارا ڈکسن نے تم لوگوں کی نشاندہی کی تھی۔"
"ہوں کی سی باتیں کر رہے ہو دوست؟" عمران نے سفید کھیتا کر کے
جسے کہا۔

"پھر یہ جلی علی نہیں کسمی اور طرح تمہاری رہائی ہوئی ہو۔" جیگوار کی
آواز آئی۔ "کلارا ڈکسن فدا کی کہ شریک ہو رہی ہے۔"
"کس کے خلاف؟" عمران نے سوال کیا۔

"تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیے۔"
"قوم یہ سمجھتے ہو کہ کلارا ڈکسن جیسے مل ٹی ہے؟"
"میں اس پر بھی یقین نہیں کر سکتا۔" جیگوار کی آواز آئی۔

"پھر کیا کتب چاہتے ہو؟"
"اس سوال کے جواب میں جیگوار کی آواز نہ سنائی دی۔ عمران چند لمحے
وہیں کھڑا رہا پھر آگے بڑھا اور دھوپ کی تباہی سے بچنے کے لئے کوفی
سائے وار جگہ تلاش کرنے لگا۔

”خراکار ایک ایسا غلام ہی گیا جو حیرت انگیز طور پر سہاوا دار اور نڈھال تھا۔ لیکن وہ جگہ نہ مل سکی جہاں سے اٹھنے والے دھوئیں نے اس جزیرے میں داخل ہونے کی ترغیب دی تھی۔ پرکشتا تھا۔ کہ وہ بھی محض ایک شہید رہا جو۔ انہیں جزیرے کی طرف متوجہ کرنے سکے۔“

”نہ کے ایک گوشے میں ایک کمر سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے کشتی کو چھوڑنے سے خاصا وقت گزر چکا تھا۔ اس دوران میں وہ وہاں کی نہ دی ہوئی۔ یقینی طور پر کچھ نہیں مٹو کے جزیرے کی طرف واپس گسیب ہو گا۔ اور وہاں سے کرسٹ گارڈز سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ بہر حال ان لوگوں نے شاید اس پاس کے کئی ویران جزیروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ قبضہ پتا نہیں کہ سے جاری ہو۔ اس جزیرے میں وہ سرنگ اور وہ سیرجیاں چند دھن میں قریب نہ بھی ہوں گی۔ عمران سوچتا اور آدھکتا رہا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس جزیرے پر کرسٹ گارڈز کے اہل کو پتہ نہ ہو رہا ہو۔“

”اس نے کچھ اور بات ہم پر سے اور اُدھکتے لگا۔ لیکن یہ کیفیت دیر تک برقرار نہ رہ سکی۔ پتا نہیں کیوں چونک پڑا تھا۔ آنکھیں پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا اور دوبارہ آدھکتا جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ہونیکے کے بعد معلوم ہو گئی۔ یہ ایک آواز تھی۔ انسانی گراہ جو تکلیف کی شدت کی بنا پر بے اختیار نکلی ہو۔ عمران اٹھ گیا۔ کیونکہ آواز کی سمت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔ بائیں جانب والی ڈھلان میں اترنے لگا۔ سکہا پھر سنا دی اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ سمت میں جا رہا ہے۔ غار کی مصیبت کا اندازہ تو اب چو رہا تھا۔ وہ ڈھلان میں اترتا رہا۔ اور بالآخر رہنمائی کرنے والی حد تک آواز کے بہت قریب پہنچ گیا۔“

یہ غار کے اندر ایک اور فاد کا دہانہ معلوم ہوتا تھا۔ عمران

بے دھڑک اس دھانے سے بھی گزر گیا۔ اور کراہنے والے پر پڑنے والی پہلی نظر تفصیلی تھی۔ وہ فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ اور اس کی بائیں ٹانگ میں زخمی نظر آئی جس کا دوسرا سرا سہے کی ایک بیخ سے منسلک تھا۔

عمران پھرتی سے آگے بڑھا اور جھک کر اسے سیدھا کرنے لگا۔ چہرہ دیکھنا چاہتا تھا اس کا۔

”راہیڑ!“ اس کی زبان سے بے اختیار نکلا اور شکستہ حال قیدی نے آنکھیں کھول دیں۔

”اوہ: میرے خدایا! وہ خوف سی آواز میں بولا۔ ”سر عمران!“

”کیونکہ تم اس حال کو دیکھ رہے ہو۔“ عمران نے حیرت سے کہا۔

”سیاہ فام سلاوس کے ہاتھوں! جیوار کے حکم پر۔“

”آخر کیوں!“

”کاراؤکس تنظیم کا تہہ چھوڑ گئی ہے۔ جیوار بچے اس کا آدمی سمجھتا ہے۔ حالانکہ میں تنظیم کا دفن دار ہوں، بچے افراد سے کوئی سروکار نہیں۔“

”اس حال کو پہنچ جانے کے بعد بھی تنظیم کے دفن دار جو۔“ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

”ہاں سر عمران!“

”جن لوگوں کا اعتماد تم پر سے اُٹھ گیا جو ان کے درمیان رہنے سے کیا فائدہ؟“

”زیر دفن کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کاراؤکس کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔ سر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اسی پر کبھی کبھی عمران نے یہ بھی سوچا تھا کہ کہیں وہ خود ہی جیوار نہ ہو۔ لیکن اب اس کو اس حال میں دیکھ کر اسے خارجی امکان قرار دینا پڑا تھا۔“

”کیا تم جہاں تھا ہو؟“ عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”میں نہیں جانتا۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”میں کبھی جیگوار کی آواز
سننا رہتا ہوں۔ وہ مجھ سے معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کلارا ڈکسن کہاں ہے!
لیکن کیا تم بھر قیدی بنائے گئے ہو سسر عمران؟“

عمران نے اسے بتایا کہ وہ کس طرح اس جزیرے میں پہنچا تھا۔

”تب تو تمہارے ساتھی ضرور حملہ آور ہوں گے سسر عمران؟“

”جو سننا ہے۔ لیکن میں تمہارا سہارا نہیں کیا کروں۔ اگر میرے ساتھیوں

کے ہتھکڑے چڑھ گئے تو میری حکومت کے قیدی بن جاؤ گے۔“ عمران نے کہا۔

”میں اس مسئلے میں کیا کر سکتا ہوں؟“ رابرٹ نے وردناک ہنسنے میں کہا۔

”میں کچھ نہ کچھ ضرور کر سکوں گا۔“ عمران نے کہا۔ لیکن ہمیں اپنی تنہی

سے علیحدگی اختیار کرنی ہوگی۔“

”اگر تم کسی طرح مجھے اس زنجیر سے نجات دلا سکو تو میں تمہارے ساتھیوں

کے جیل سے قبل ہی فرار ہو سکتا ہوں۔“

”وہ کس طرح؟“

”یہ جی ابھی نہیں بتاؤں گا۔“

”فرار ہو کر جاؤ گے کہاں...؟“ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

”فی الحال یہ مجھے نہیں بتاؤں گا۔“

”ابھی تو صبر کیجئے میں سہ سے چلنے کا وعدہ کرو۔“ عمران بولا۔

”بڑی عجیب بات کہہ رہے ہیں؟“ رابرٹ نے حیرت سے کہا۔

”میں اپنے آدمیوں سے فی الحال دور رہنا چاہتا ہوں۔ اور مجھے جیگوار سے

نیا وہ کلارا کی تلاش ہے۔“

”کیوں سسر عمران؟“

”یہ ابھی نہیں بتا سکتا۔“

”وقت میرے ساتھ چلو گئے۔“

”یقیناً۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میرے آدمی اس جزیرے پر پہنچیں تو میں
انہیں یہاں نہ ملوں۔“

”تم سے خوف معلوم ہوتا ہے سسر عمران؟“

”کس قسم کا خوف...“

”کہیں اور سے جا کر غرق نہ کروں؟“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہاں تو اس حال میں تمہیں قتل بھی کر سکتا

ہوں۔ بس ایک بڑا سا پتھر اٹھاؤں اور تمہارے سر پر دے ماروں۔“

”یہ بھی ممکن ہے سسر عمران۔ اچھی بات ہے۔ میں تمہیں اپنے ساتھ

لے چلوں گا۔“

اس کے پیر میں وہ زنجیر ایک ٹفل کے ذریعے ڈالی گئی تھی۔ عمران نے

ٹفل کا حائلہ لیا اور پھر دفعتاً چونک کر رابرٹ کو غور سے دیکھنے لگا۔

”کیا بات ہے سسر عمران۔ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟“

”تم یہاں کہہ سے قید ہو؟“

”کوئی ایک پھٹے سے۔“

”تمہارے کھانے پینے کا کیا انتظام ہے۔“

”خود پکاتا کھاتا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ زنجیر کتنی بڑی ہے۔ میں دور

تک حرکت کر سکتا ہوں۔ آہرہ باریں جانب ایک چھوٹا سا غار ہے جس میں

بارہ چاندی کے سائبے لوازمات موجود ہیں۔“

عمران اٹھ کر بتائی ہوئی سمت بڑھ گیا۔ ”واقعی کچھ دور پہ ایک اور دھان دکھائی

دیا۔ اس میں داخل ہوتے ہی رابرٹ کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔ اس کا بھی اندازہ

ہو گیا کہ وہ دھواں اسی ماورجھانے کا رہا ہوگا جسے دیکھ کر تمہارے جزیرے میں

داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔“

وہ یہاں کوئی ایسی چیز تلاش کرنے لگا جس سے ٹفل پر زور آزمائی کی جا سکتی

جلد ہی ایک تپا کٹر ہاتھ لگ گیا۔ جس سے کارک اسکریو اور ایک سواہی منسلک تھا۔ وہ پھر کسی جگہ دایں آگیا جہاں رابرٹو کو جھڑ گیا تھا۔ اس کے قریب پہنچ کر اس نے سرگوشی کی۔ "رابرٹو میں تمہیں اس زنجیر سے نجات دلا سکتا ہوں لیکن ایک دیر قبل ہم جسے غیر متصادم انداز میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ کیا ہماری آوازیں جگہ جگہ تک نہ پہنچی ہوں گی۔ اس طرح جیسے ہم یہاں اس کی آواز سننے رہے تھے۔" رابرٹو فوراً ہی کہہ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر دھشتہ زداری سی چھائی تھی۔ اس کی کسی حال میں چھوڑ کر عمران نے زنجیر کے قفل کی طرف متوجہ ہو گیا اور کئی کے سوراخ میں سواہی ڈال کر سواہی جھیل دینے لگا پھر شائد تین منٹ ہی نہ گزرتے جوں جوں کے قفل کھل گیا۔ اور رابرٹو کی ٹانگہ زنجیر کے بل سے آزاد ہو گئی وہ آٹھ بیٹھا لیکن بہت زیادہ خائف نظر آ رہا تھا۔

"اب تباؤ! فرار کی کیا صورت ہوگی؟" عمران نے سرگوشی کی۔
 "مجھے وہ جگہ معلوم ہے۔ جہاں ایک آئندہ واٹر اسکوئر لنگرا انداز ہے اس میں کم از کم چار آدمی آسانی سے بیٹھ سکتے ہیں۔"

"کیا تم اسے آپریٹ کر سکو گے؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔
 "بالکل کر سکوں گا۔"

"شیک ہے لیکن جاؤ گے کہاں؟"
 "تم اس کی فکر نہ کرو۔ تمہیں میری فائرسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔" رابرٹو نے کہا۔

"میں فائرسے اور نقصان کی بات نہیں کر رہا۔ بس یہ معلوم کرنا تھا کہ جاؤ گے کہاں! جگہ کا قید ی بننے کے بعد کوئی تمہارا دوست بھی ثابت ہو سکے گا یا نہیں؟"

"یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔" اس نے کہا اور عمران کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر چھوڑا۔ "ایک محفوظ جگہ میرے علم میں ہے لیکن..."

یہاں ایک مندرجہ بات قدرہ ہی گئی۔ آئندہ واٹر اسکوئر میں پہنچ کر تم بالکل خاموش رہو گے۔

عمران نے پُر فکر انداز میں سر کو جنبش دی۔ وہ سوچنے لگا۔ کیا یہ مندرجہ تھا کہ رابرٹو اسے یہاں اس حال میں ملے۔ پھر اس نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور رابرٹو کی طرف متوجہ ہو گیا جواباً غصہ کے سر ہلنے لگے ایک پھیلے میں دکھ رہا تھا۔

مندرجہ دیر بعد وہ کسی غار کی ایک طویل دراڑ میں داخل ہوئے اور کچھ دیر چلتے سہتے کے بعد پانی کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں پتھروں کو تراش کر ایک مختصر سا ڈوک بنایا گیا تھا۔ جس پر ایک عجیب وضع کی چھوٹی سی کرسی لنگر انداز نظر آئی۔ رابرٹو نے اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ ہی چوڑوں پر اٹکی رکھ کر خاموش رہنے کو بھی کہا تھا۔

کرسی کی بنادھ آبدوز کی سی تھی۔ دونوں اطراف میں داخل ہو گئے۔ کچھ دور تک وہ پانی کی سطح پر چل سکتی پھر غلط لگا گیا تھا۔

عمران دھم بھڑ بٹھا رابرٹو کو ملتا رہا۔ وہ اس چھوٹی سی آبدوز کو بڑی مہارت سے چلا رہا تھا۔ دھشتہ اس کی حدود و فضا میں کسی کی آواز کو بھی

کون ہے؟"
 رابرٹو منہ پر ہودال رکھ کر بولا۔ "تھری فضتی ڈوبد کو رٹز۔" عمران دیدے سے بچا کر رہ گیا۔ یہ سب کچھ اسے خوب کی طرح لگ رہا تھا لیکن رابرٹو کی بات کے مطابق اس نے اپنی زبان بند ہی رکھی۔

اسی طرح آدھا گھنٹہ گزر گیا آبدوز کی رفتار تیز نہیں تھی اور پھر ایک وہ سطح آب پر آکر آئی۔ یہ بھی چٹانوں میں گھرا ایک چھوٹا سا ڈوک تھا۔ آبدوز ڈوک سے جامی اور اس کا ڈھکن کھل گیا۔ رابرٹو نے عمران کو ڈوک پر اترنے کا اشارہ کیا۔ عمران خاموشی سے ڈوک پر اتر گیا اور منتظر رہا کہ رابرٹو

بھی اترے گا۔ لیکن دھڑلہ دھڑلہ اٹھنا بند ہو گیا، اندر وہ غوطہ لٹاکر نفروں سے اوجھل ہو گئی۔

دوسری چوڑی: ... عمران نے طویل سانس لے کر سوچا۔ گریبا یہ چیل اس لئے چل گئی تھی کہ اُس کے آدمی اُسے تلاحق نہ کر سکیں۔ یہ لوگ چکر پر چکر دے رہے تھے۔ لیکن عمران ابھی تک احساسِ یلے سہی میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔
 "ہیلو سترخان! اچھا تک عقب سے آواز آئی۔ تم اس وقت تک اپ میں نہیں ہو۔ لیکن میں تمہیں پہچان سکتا ہوں۔"

عمران نے مڑ کر دیکھا۔ تھوڑے ہی لمحوں پر سیاہ فام سلواس کھڑا نظر آیا۔

"تم خالص صحت مند نظر آ رہے ہو۔ عمران مسکرا کر بولا۔

"یہاں کب تک کھڑے رہو گے۔ میرے ساتھ چلو۔"

"منزور۔ ضرور... کیونکہ سلواس؛ تم سے بچ کر میں بہت مفوم تھا، بہت زندہ دل آدمی ہوتا۔"

وہ اس کیسے بچے چل پڑا ڈوک کے سرے پر ایک پھونٹا سا بھانک تھا جس سے گدگد وہ ایک سرنگ میں داخل ہوئے۔ سرنگ میں مرکزی خوب کی سی دودھیا روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

"اس دوران میں کیسی گزری سترخان! سلواس نے ڈوک کر اُس کے برابر ہوتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ اچھی نہیں گذری۔"

"مشقل طور پر تمہارے ساتھ رہو تو ہمیشہ اچھی گذرتی گی۔ سلواس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اب تو متو کے جبر سے کی بات بھی ختم ہو گئی۔ پھر تمہارے ساتھ میرا کیا مصروف...!"

"تمہارا وہم ہے سترخان کہ متو کے جبر سے کہ بت ختم ہو گئی۔
 "ہو سکتا ہے، وہم ہی ہو۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ اور اُس کے ساتھ چلا رہا۔
 اس سرنگ کا اختتام دوسرے ڈوک پر ہوا، جو نسبتاً پیسے ڈوک سے بڑا تھا۔
 وہ یہاں کئی بڑی لکڑیوں کے دروازے تھیں لیکن یہ ڈاک بھی کھلے سمند میں نہیں تھے۔ یہاں کی تاریکی رنج کرنے کے لئے بھی وہی دودھیا روشنی استعمال کی گئی تھی۔ جس سے سرنگ روشن تھی۔

دفعہ عمران چونک پڑا کہ نہ کہ ایک بڑی لکڑی برصے، پی ۵۰ فوٹ کی نشان نظر آیا تھا۔

"کیوں سترخان کس بات پر تعجب نظر آ رہے ہو۔ سلواس نے ہنس کر پوچھا۔
 "یہ لکڑی...!"

"جہاں جی ہے۔ ابھی ہم اسی پر بیٹھ کر اُس جبر سے کی خبر لینے چاہتے تھے۔
 "تم دونوں فرار ہونے لگے۔"

"تو وہ فرار ہوا تھا۔"

"بائل سترخان۔ اب تو اگر فزاری کا مرکب ہوتا تو ہم اُسے زندہ ہی نہ پھونڈتے۔"

"اچھا تو پھر اتنی لمبی چوڑی حماقت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

"مچھرتا ناں گا۔ فی الحال تم غلط غری کا یہ لباس اُتار کر دوسرے کپڑے پہن لو۔"

"میرے سامنے کپڑے کہاں ملیں گے۔"

"اگر تمہارے سامنے نہ ہونے تو میں منہ مانگا جرمائز ادا کروں گا۔
 سترخان! سلواس مسکرا کر بولا۔

وہ عمران کو اسی لکڑی میں سے گیا جس پر نیوی کا نشان تھا۔ پانچ مسلح افراد اس لکڑی پر پہنچے سے موجود تھے۔ عمران کو لباس تبدیل کرنے کے لئے

کہیں میں بھیج دیا گیا۔

اور کہیں میں قدم رکھتے ہی اُس پر چوہ طبق روشن ہو گئے۔ سامنے ہی کلارا ڈکسن کھڑی نظر آئی۔ وہ ایک وارڈ روم کا دروازہ کھولی کر بند ہوئی تھی اور ہونٹوں پر اس طرح انگلی رکھے ہوئے تھی۔ جیسے عمران کو خاموش رہنے کی تاکید کر رہی ہو۔

عمران نے تیزی سے مرا کہ کہیں کا دروازہ ہلٹ کر دیا۔ کلارا دوسری الماری کی طرف اشارہ کر کے پھر اُسی الماری میں داخل ہو گئی جس سے برآمد ہوئی تھی۔

عمران نے دوسری الماری کھولی جس میں مروانہ ملبوسات موجود تھے۔ عمران نے ایک پینٹ اور قمیض نکالی۔

واقعی یہ دونوں اُسی کے سائز کے ثابت ہوئے تھے۔ لباس تبدیل کر کے وہ اُسی الماری کی طرف متوجہ ہوا جس میں کلارا ڈکسن داخل ہوئی تھی۔ جو اسے ہونے آئے انگلی سے کھٹکتا تھا لیکن دروازہ نہ کھلا۔ پھر خود عمران نے اسے کھولنے کی کوشش کی مگر اس نے ہمتی۔ اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر اس نے لاپرواہی سے سے شانوں پر مینش دی اور کہیں کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھولی کر دیکھ کر آیا۔ سلاوس یہاں موجود تھا۔

دیکھیں سسر خان کی میں نے غلط کہا تھا۔ اُس نے جس کو پوچھا۔

”نہیں سسر سلاوس لباس حیرت انگیز طرز پر فٹ ہے۔“

”ہماری جہان فوزی کی داد دو۔“

”اس کا تو میں سنے ہی سے قائل ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”مگر ایک آپ کے ماہر پوسٹر خان۔ اگر اپنی شکل تبدیل کر تو ہم اور زیادہ جہان فوزی ثابت ہو سکیں گے۔“

”میرے پاس میک اپ کا سامان موجود نہیں ہے۔“

”کہیں جی براؤن رنگ کے سوٹ کہیں میں اعلیٰ درجے کا سامان موجود ہے۔“

”آخر میک اپ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں تہوار قیدی ہوں۔“

جس طرح چاچو دھوٹے

”ہرگز نہیں سسر خان! تم قیدی نہیں ہو۔“

”لیکن میک اپ کیوں؟“

”ناک اطمینان سے ہمارے ساتھ رہ سکو۔ اور تہوارے ساتھی

تہیں دیکھیں بھی تو نہ پہچان سکیں۔“

عمران سوچ رہ تھا کہ آخر وہ ابن مردودوں کے ہاتھوں میں کھوئے

ہی کر کیوں رہ گیا ہے۔ لیکن بہر حال یہ تو دیکھا ہی تھا کہ اس کا مقصد

کیا ہے۔

اس نے کہیں کا دروازہ ہلٹ کر دیا۔ لیکن میک اپ کے سامان کا

مصدقہ تلاش کرنے کی بجائے اُسی الماری پر زور آزمائی کرنے لگا جس میں

کلارا ڈکسن داخل ہوئی تھی۔ اس بار اُس کا دروازہ کھل گیا اور کلارا سامنے

کھڑی نظر آئی۔ لیکن ہونٹوں پر انگلی رکھے عمران کو خاموش رہنے کا اشارہ

کئے جا رہی تھی۔ عمران احمقانہ انداز میں اُسے دیکھتا رہا۔ وہ الماری سے

باہر نکل آئی۔ اس بار اس کے ہاتھوں میں پنسل اور ایک عدد ورائٹنگ پیپر

تھا۔ اُس نے پیپر پر کھٹا شروع کیا۔ ”مجھے تہوارے معدی کی ضرورت

ہے۔ میں جیگوار کرکلاٹ کر کے مار ڈالنا چاہتی ہوں۔“

عمران نے اُس کے ہاتھ سے پنسل لے کر کھٹا۔ ”کیا سلاوس تہوارا

ہی آدمی ہے۔“

کلارا نے جواباً کھٹا۔ ”نہیں اُسے علم نہیں ہے کہ میں یہاں ہوں لیکن

تم یہاں کیونکہ پہنچے۔“

عمران نے مختصر اپنی گرفتاری کی روداد لکھ دی۔ اس پر کلارا نے

لکھا۔ "میں نہیں جانتی کہ ایسا کیوں ہوا اور جیگوار کیا چاہتا ہے۔ بہر حال تم نے احوال وہی کرو جو تم سے کیا جا رہا ہے اور قطعی ہے فکر ہو۔ میں تمہارے قریب ہی رہوں گی۔ تمہیں کوئی غمزدہ نہیں پہنچا سکتا۔ میں خود بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ جیگوار تمہارے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے۔"

عمران نے اس سے پھل سے کر پٹ پڑ کر لکھا "تمہاری وجہ سے وہ کھیتا ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان کچھ ہو گیا ہے۔ کئی بار مجھے دھکیل دے چکا ہے کہ اگر تم جلد ہی اس کے ہاتھ نہ لگیں تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔"

گلارا نے بیاؤں سوٹ کھین کی طرف اشارہ کیا اور پھر اسی انداز میں داخل ہو گئی جس سے برا آمد ہوئی تھی۔

اماری کا دروازہ بند ہونے ہی عمران کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ بیاؤں رنگ کے سوٹ کھین کی طرف بڑھ گیا۔ واقعی اس میں میک آپ کا جدید ترین سامان موجود تھا۔ وہ ہر قسم اطمینان سے اپنا حلیہ تبدیل کرنے لگا۔ اور اسی دوران میں لابی بھی حرکت میں آ گئی۔

"دیکھا جائے گا۔" وہ آہستہ سے بڑھ آیا اور کھین کا دروازہ کھولی کر ڈیک پر آ گیا۔ لابی کھلے سندر میں نکل آئی تھی۔ سلاوس عمران کے قریب پہنچ کر تقریبی پہلے میں بولا۔ "واہ مسٹر خان تمہارا جواب نہیں ہے۔ باس تمہاری بہتری صلاحیتوں کا دل سے قائل ہے۔"

"کسی جھوٹ کو تم باس کہتے وقت کیا محسوس کرتے ہو۔" عمران نے سوال کیا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ محض ایک آواز ہے۔ آج تک کسی نے اسے دیکھا نہیں۔"

"یہ اس کا طریق کار ہے مسٹر خان! جو سکتا ہے کہ وہ میرے کسی ماتحت کی حیثیت سے اسی لابی پر موجود ہو۔"

"اچھا تو پھر تم مجھے ہی اپنا باس سمجھ لو۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔" سلاوس پر کھلا کر کئی قدم پیچھے بیٹھ گیا۔ "اور ٹھیک اسی وقت لاؤ ڈا اسپیکر سے جیگوار کی آواز آئی۔" کینٹین سلاوس تم اس کے پاس میں آؤ۔"

"بہت جلد بکھلائیے مسٹر جیگوار۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم بول دوسرے کے مکار ہو۔"

"بدتمیزی نہیں مسٹر جیگوار۔" وہ نہیں اس کا فیاضہ بھگت پڑے گا۔"

عمران کا لہجہ سجدہ جارحانہ تھا۔ سلاوس حیرت سے آنکھیں جھاڑ کر رہ گیا۔

"میرا خیال ہے مسٹر عمران کہ تم اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہو۔" جیگوار کی آواز آئی اور عمران نے عقادت سے کہا۔

"تم سے پہلے بھی بہتر سے افراد میرے بارے میں یہی رائے ہی کر چکے ہیں۔ ویسے میں یہ مزید معلوم کرنا چاہوں گا کہ رابرٹ دوسرے ڈرامے کی کب ضرورت تھی۔"

"میں جانت تھا کہ تم تنہا یا اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ اسی جزیرے میں داخل ہو جاؤ۔"

"ہیں اتنی سی بات! اب تم بتاؤ کہ اپنی ذہنی حالت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں مسٹر عمران۔" دراصل میں اس جزیرے کی تباہی چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" عمران چونک کر پڑا۔

"ہم تمہارے ماتحتوں کو طعنے لگا دیں گے کہ تم اس جزیرے سے فرار

ہو چکے ہو۔ پھر وہ اس خیال سے جزیرے پر بہا دی کریں گے کہ میرے ساتھی
 کہیں گا جہاں سے نکل کر بھاگیں۔

”لیکن اب اس جزیرے میں کیا بھی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”قطعاً نہیں سسر عمران لیکن وہاں ایسی علامات پائی جائیں گی جن کی بنا پر
 یہی سوچا جاسکے گا کہ وہاں کچھ لوگ چھپے ہوئے ہیں۔“
 ”پرنڈ ورنڈ زنی بول سے جزیرہ تباہ نہیں ہو سکے گا۔“ عمران

نے کہا۔
 ”اوڈ اسپیکر سے قبیلے کی آواز آئی اور پھر جیگوار کہتا سنا دیا۔
 ”صرف ایک معمولی سا ہم پورے جزیرے کو غرق کر دے گا۔ اور اتنا زہریت
 توڑی جو گا سسر عمران کہ اس پانی کے جزیرے بھی غرق ہو جائیں گے۔ ہو سکتا
 ہے کہ متو کے جزیرے پر بھی پانی چڑھ جائے۔ دراصل میں اس جزیرے کو
 متبی لوگوں کے ہاتھوں سے تباہ کرنا چاہتا ہوں۔“
 ”ایک ایک معمولی سا ہم اتنے بڑے جزیرے کی غرقابی کا باعث کیونکر ہو
 سکے گا۔“ عمران نے مردہ سی آواز میں سوال کیا۔

”بہت ہی خوفناک قسم کے آتشگیر مادے کا ذخیرہ اس جزیرے میں موجود
 ہے۔ دراصل وہی اس کی تباہی کا باعث بنے گا اور تمہارے آدمی حیرت سے
 ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔“
 ”اور تم اسے وار مجھ کر کھانا ہو گئے کہ جزیرے کی غرقابی کی اصل وجہ
 کیا تھی۔“

”یقیناً سسر عمران۔“
 ”خواس کا مطلب یہ ہوا کہ اب میری رہائی ناممکن ہوگی۔“
 ”تم بھیج دیجئے پوچھنے جو سسر عمران۔“ جیگوار کی آواز آئی اور پھر سنا
 چھا گیا۔

”لاچ خاصی تیز رفتاری سے سمندر کا سینہ چیر رہی تھی۔ سلاوس کچھ دیر بعد اوش
 رہا۔ پھر بولا۔ ”ہم سب اس خوفناک متوج سے بچنے کے لئے بھاگ رہے ہیں
 جو اس جزیرے کی تباہی کے بعد بہا ہو گا۔ جلد از جلد ان پانیوں سے نکل
 جانا چاہیے ہی۔“

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ ضروری نہیں
 کہ کرسٹ گھارڈ کے پہلے کہ پٹرول سے اس جزیرے پر بہا دی کی جائے۔ آخر
 جیگوار کس بنا پر اتنا پوچھتا ہے۔ وہ سوچتا اور چاروں طرف نظریں دوڑاتا
 رہا۔ اس پاس کچھ اور لانا نہیں تھیں اور اب اُن پر بھی اپنی ہی بھری نوبت
 کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

”اب ہم کہاں جائیں گے۔ سسر سلاوس۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”ابھی اس سے متعلق کوئی حکم نہیں ملا۔ سلاوس نے کہا اور کہیں کی
 طرف نہ گیا۔ اس نے عمران کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت نہیں دی تھی۔
 لیکن عمران اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ اس لئے
 اس کے ساتھ ہی چل پڑا۔ کہیں میں پہنچ کر سلاوس نے بعد خشک لہجہ میں کہا
 ”میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ تم باہر جاؤ۔“

”میں بھی آرام کرنا چاہتا ہوں۔ باہر نہیں جاؤں گا۔“ عمران نے اس
 سے بھی زیادہ خشک لہجہ اختیار کیا۔
 ”کیا مطلب؟“ سلاوس انہیں نکال کر بولا۔ ”تم میرا حکم نہیں
 مانو گے۔“

”تم میں رکھا ہی کیا ہے کہ میں تمہارا حکم مانوں گا۔“ عمران نے حقارت
 سے کہا۔ سلاوس نکلتا ان کو اس کی طرف پھپھٹا ہی تھا کہ عمران نے پھینچا اہل
 کو اس نئی باتیں کہیں یہ ایک جھٹکا ہوا تھوڑا سا رسیڈ کر دیا۔
 سلاوس روک کر اگر اتار پھر نہ آئے سکا۔ عمران نے اسی وار ڈروپ کو

کھول کر چند مٹائیاں نکالیں جس سے کچھ دیر قبل اپنے لئے سلواس نکالے تھے اور پھر انہی مٹائیوں سے بیہوش سلواس کے ہاتھ پر باندھ دیئے۔ اتنے میں یہ بھی یاد آگیا کہ میک آپ کے سامان والے بیگ میں اڑھیسو ٹیپ کا ایک رول بھی موجود تھا۔ اس نے جلدی سے ٹیپ کا ایک ٹکڑا کاٹا اور سلواس کے ہونٹوں پر چپکا دیا۔ پھر آئے تو اٹھا کر ایک آرام کرسی پر ڈال دیا اور خود ہتھ پر بیٹ کر سٹیج سہانے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ بڑا ہی نڈم اور جھوٹی ہی دیر میں اُس کی آنکھ بھی لگ گئی۔

پتا نہیں کتنی دیر تک سوتا رہا۔ پھر کسی نے جھنجھوڑ کر اُسے حکا دیا۔ یہ کلارا ڈکسن تھی۔ عمران اٹھ بٹھا اور فری طور پر اس کرسی کی طرف متوجہ ہو گیا جس پر سلواس کو ڈالا تھا۔ لیکن کرسی خالی نظر آئی۔ پورے کین میں کہیں بھی سلواس نہ دکھائی دیا۔

وہ جواب طلب نظروں سے کلارا کی طرف دیکھنے لگا۔ کلارا نے پھر رائٹنگ پیڈ اٹھایا اور اس پر پنسل سے لکھنے لگی۔

”لکھ نہ کرو۔ وہ اُسی ہماری میں بند ہے جس میں کچھ دیر قبل میں پوشیدہ تھی۔ تم نے اُس سے اس قسم کا برتاؤ کر کے میرے لئے دشواریاں پیدا کر دی ہیں۔“

عمران نے اس سے پنسل لے کر کھاد ”میری حرکتیں اب اسی طرح بے مقصد ہوتی جائیں گی۔ ابھی تو ابتدا ہے۔ لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں۔“

”میں نہیں جانتی۔“ کلارا نے لکھا۔ ”کچھ دیر بعد سلواس کے آدمیوں کو اُس کی تلاش ہوگی اور تم دشواری میں پڑ جاؤ گے۔“

”تم کس دن کام آؤ گی؟“ عمران نے لکھا۔

”میں تہہ ہوں۔ اور جیگوار کے ساتھ بڑی جھیت ہے۔“ کلارا نے لکھا۔

”بس تو پھر اب مجھے غق جو بجانا چاہیئے؟“ عمران نے لکھا۔

”ایسا بھی نہیں ہے۔ میں کوئی تدبیر کروں گی۔“ کلارا نے کہا۔
”تم نے جیگوار کی ٹھنڈی سوتی ہوگی۔ آخر وہ اس جزیرے کی تباہی کا غواہ کر رہے ہیں؟“ عمران نے لکھا۔

”میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی۔“
”جزیری نہیں ہے کہ کوئٹہ گارڈز سے جزیرے پر بمباری کی حماقت سرزد ہو۔“

”جیگوار فرڈ سے؟“ کلارا نے لکھا۔ ”اُس کی کس بات پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں تو اب اس نیچے پر پہنچ رہی ہوں کہ وہ ڈیل ایجنٹ ہے دووں شہر باؤنڈ کے لئے کام کر رہا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں دونوں کو جبر قوت بنا کر اپنے بینک بلینس میں اضافہ کر رہا ہے۔“
”اور تم اپنی تنظیم کی وفادار ہو۔“ عمران نے لکھ کر پوچھا۔

”ابھی تک تو میں غدار کی کر تکب نہیں ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں تہاری مدد سے اُسے بے نقاب کرنا چاہتی ہوں۔“

عمران نے اس بار کچھ نہ لکھا۔ اور اس کی آنکھوں میں گہرے اطمینان و شرافت ابھر آئے۔ کلارا اُسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ آخر خود اس نے لکھنا شروع کیا۔ ”سلواس کے ساتھ ایسا برتاؤ کر کے تم نے اچھا نہیں کیا اس کی غیر حامی سے اُس کے ہاتھوں ماضی نشوونما میں مبتلا ہو جائیں گے۔“

”میں انہیں بھی ٹھکانے لگا سکتا ہوں۔“ عمران نے لکھا۔
”لیکن میں خون خرابہ نہیں چاہتی۔“

”تو پھر تم ہی کوئی تدبیر سوچو۔“

”تدبیر ہی ہو سکتی ہے کہ اب انہیں بھی بے ہوش رکھا جائے۔“ کلارا نے لکھا اور پھر انہیں بے ہوش کرنے کے لئے اس نے کین کے ایک حصے سے شرب کی دو بوتلیں برآمد کی تھیں۔ اور ان میں کوئی اور سیال مادہ ایکٹ

کیا تھا۔ عمران خاموشی سے ساری کارروائی دیکھتا رہا۔

کلارا نے تحریر پڑھ کر دیکھ لیا کہ وہ کس طرح دونوں بوتلوں کو ان پانچوں تک پہنچا سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران دونوں بوتلیں بغل میں دبائے اور آدھی بوتل ہاتھ میں لے کر جھومتا ہوا کیبن سے باہر آیا اور سیدھا انجن روم میں چلا گیا۔ پانچوں میاں موجود تھے۔

”تم بھی پیو۔“ کیپٹن بہت خوش ہے۔ ”عمران نے بغل میں دبی ہوئی بوتلوں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ بھی مسخرانہ انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران سے دونوں بوتلیں لے لی گئیں۔ عمران پھر جھومتا ہوا کیبن میں پلٹ آیا۔

کلارا آرام کر ہی پینم دراز تھی اُسے دیکھ کر سیدھی پوچھنی۔ عمران پھر سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ آدھی بوتل اس نے کپ بورڈ پر رکھ دی۔ کلارا کے سامنے بیٹھ کر اُسے اس طرح دیکھنے لگا۔ جیسے وہ اب کوئی نیا شخصہ دکھانے والی ہو۔

دفعۃً کلارا نے پیڈ پر کھٹا شروع کیا۔ ”اب یہ ضروری ہے کہ میں سلواس کی آواز میں تم سے تھوڑی سی گفتگو کروں۔ وہ مسئلہ خاموشی جگہوار کر رہا ہے میں مبتلا کر سکتی ہوں۔“

عمران خانے سکڑ کر رہ گیا۔ اور کلارا جو بہو سلواس کی آواز میں بولی۔ ”اُوہ... تم سنے نہیں مشرف! میں تو گہری نیند سو گیا تھا۔“ عمران نے متحیرانہ انداز میں ہلکی جھپکائی اور بوکھلائے جیسے ایسے میں بولا۔ ”مجھے اس طرح نیند نہیں آیا کرتی مشرف سلواس۔“

”پھر بھی دن میں بھی تھوڑا بہت آرام کرنا ہی چاہئے۔“
”سب ٹھیک ہے۔ تم تو گھوڑے بیچ کر سوئے تھے۔ اب یہ بناؤ کہ اس سفر کا احتیاج کب ہوگا۔ کیا ہم ابھی تک اُن حدود سے نہیں نکل

کے۔ جہاں یہ لالچ متوجہ کا شکار ہو جائے گی۔“
”اُوہ... وہ بات تو بہت پیچھے رہ گئی۔“ جواب ملا۔ ”وہاں تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ہوگا۔“

”میں اس کی تصدیق چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
”کیا مطلب...؟“

”میرے آدمی اپنے احق نہیں ہو سکتے کہ اُس چیز سے پہ بربادی کو پھینک دیں۔“
”میں تصدیق کروں گا۔ تم بے فکر ہو مشرف خان۔“ کلارا نے کہا۔
حیرت انگیز طور پر وہ سلواس کی آواز کی نقل کر رہی تھی۔

اس نے کاغذ پر کھینچا۔ ”اب جا کر دیکھو۔ وہ پانچوں کس حال میں ہیں۔ اُن کی بے موشی کو طول دینا چڑے گا۔“

عمران کو عرصے ہی پر چار آدمی تو بے ہوش پڑے تھے۔ لیکن پانچوں کہاں تھا، عمران انجن روم کی طرف بڑھا۔ پانچواں بہ ہوش تھا۔ اس نے لالچ کو چھوڑا تھا۔ اُس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ لہذا وہ چپ چاپ کیبن کی طرف پلٹ گیا اور کلارا کو اس کی اطلاع دی۔

”تم نکر نہ کرو۔ اُسے میں دیکھ لوں گی۔“ کلارا نے رائٹنگ پیڈ پر لکھا اور کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

عمران کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ آرام کر ہی پر نیم دراز ہو کر ٹانگیں جلائے لگا۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے وہ خود بھی انہی میں سے ہو۔ آنکھوں میں ذرہ برابر بھی تشویش کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔

کچھ دیر بعد مائیکر دونوں سے سلواس کی آواز آئی۔ ”مشرف خان انجن روم میں آ جاؤ۔“

عمران طویل سانس لے کر اٹھ بیٹھا۔ انجن روم میں پہنچ کر اُس نے دیکھا

کر پانچواں آدمی بھی فرش پر اوندھا پڑا ہوا ہے۔

کلارا نے عمران کو اشارہ کیا کہ وہ پانچویں بے فرش آدمیوں کو کہیں میں پہنچا کر اس کا دروازہ مقفل کر دے۔ اس بیکار کو بھی بھگتنا ہی پڑا پھر وہ انجن روم میں کلارا کے قریب ہی اکھڑا ہوا۔ درکلارا اس سے سلاوس کی آواز میں گفتگو کرتی رہی۔

”مستر سلاوس آخر اس سفر کے اختتام کی بھی کوئی صورت ہوگئی یا نہیں۔“

”احکامات پر منحصر ہے مسٹر خان۔ ہمیں بس وقت تک چلتے رہنا ہے۔ جب تک کہ باس کی طرف سے کوئی نیا حکم نہ ملے۔“

عمران آہستہ آہستہ اپنا سر سہلانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد مائیک سے ایسی آؤڈیو آنے لگیں جیسے خصوصی اشاروں میں کوئی پیغام ہو۔ کلارا اسے بوجھ سننے لگی۔ اور جب ان اشاروں کا سلسلہ ختم ہو گیا تو سلاوس کی آواز میں بولی۔

”ات ہی گئی ہے مسٹر خان! اب مجھے منزلی کا علم ہو گیا ہے۔“

”لیکن میرا کیا حشر ہوگا مسٹر سلاوس۔“

”اس کا فیصلہ باس ہی کرے گا۔“

”تمہارا باس مجھے کوئی دیوانہ آدمی معلوم ہوتا ہے۔ وہ تمہیں بھی ڈوبے گا۔ اسے یاد رکھنا۔“

”مستر خان۔! غصیلے لہجے میں کہا گیا۔ ”زبان کو لگام دو رہم باس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتے۔“

عمران کلارا کو آنکھ مار کر مکرانے لگا۔ وہ بھی مسکرائی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی چلتے رہنے کے بعد اس نے لالچ کارخ بائیں جانب موڑ کر نصف دائرہ بنایا اور پھر اسے خط مستقیم پر لے آئی۔ رفتار میں بھی

کمی تدر تیزی آتی تھی۔ عمران جالوسی سے صاب کچھ دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں سے بے اطمینانی مترشح نہیں ہوتی تھی۔

دفعتہ کلارا نے پھر کراغا پر کھٹنا متروک کیا۔ میں نے بند رہے سنگن میڈ کو اس کو مسلح کر دیا ہے کہ ہدایت کے معائنات لالچ بنائی ہوئی جگہ پر پہنچ جاسے گی۔ لیکن حقیقتہ میں اب اسے اپنی کہیں گاہ کی طرف لے جا رہی ہوں وہاں میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔

عمران نے اس طرح سر جھایا تھا۔ جیسے یہ اطلاع اس کے لئے بھید صورت کا باعث ثابت ہوئی ہو۔

لالچ تیزی سے مسافت طے کرتی رہی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ مسٹر سلاوس کیا ہم کی بات نہیں پیش گئے۔ عمران نے کہا۔

”مرد۔ مرد۔ لیکن میرے آدمی اس سلسلے میں بہت بدسلوکی میں۔ اگر تم خود تکلیف کرو مسٹر خان تو بہتر ہوگا۔ کچن میں چلے جاؤ۔“

”اچھا۔ اچھا! میں خود ہی دیکھتا ہوں۔“

عمران کچن میں چلا آیا۔ کالی تیار کرنے کے دوران میں اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار نظر آتے رہے تھے۔ حلد ہی وہ پھر کافی پاٹ اور پالیا سمیت انجن روم میں واپس آ گیا۔

”اوہ مسٹر خان۔ بہت بہت شکریہ۔“ کلارا نے سلاوس کی آواز میں کہا۔ ”لیکن تم کسی قدر پریشان نظر آ رہے ہو! کیا بات ہے؟“

”صرف ایک اٹھن ہے مسٹر سلاوس۔ آخر تمہارا اس مجھ سے کیا چاہتا ہے۔“ میرا باس وشنو کو دوست بنانے کا ماہر ہے مسٹر خان۔ شاید وہ نہیں دوست بنانا چاہتا ہے۔ ورنہ تم کبھی کے غرق ہو چکے ہوتے۔“

”میری دوستی سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکے گا۔“

”اں مسائل کو تو وہی جسنے مسٹر خان۔ میں بھی کبھی اس کا دشمن ہی تھا۔“

دیکھنے ہی دیکھتے راستہ صاف ہو گیا۔ اور کلارا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔
 "دیکھا تم نے۔ میں اسی طرح روشنی دکھاتے ہوئے میرے پیچھے چلے آؤں۔"
 "ہاں مجھے اس پر حیرت نہ ہوئی چاہئے کہ یہ کدھر تم بھی سنسنزاد ہو۔"
 لڑان نے کہا۔

"میں اس صلاحیت کا تعلق کرسٹلز سے نہیں ہے۔ میں ایسی صورت
 میں اس مرکزی شین سے رابطہ قائم نہیں کر سکتی جو میری کھالی کو صلاحیت
 بخشی ہے اور میں ولاد سے ٹکرانے لگتی ہوں۔"
 "کیسی صورت میں؟" لڑان نے پوچھا۔

"ایسی صورت میں جبکہ میں جگوار سے چھٹی پھر رہی ہوں۔ اگر میں نے
 اس مرکزی شین سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو میری نشاندہی ہو
 جائے گی اور جگوار کسی بدروح کی طرح مجھ پر تسلط ہو جائے گا۔"
 "تو پھر تم واقعی حیرت انگیز ہو۔" لڑان نے کہا۔
 "میری یہ دونوں بدلتا انگلیاں قدرتی طور پر ایسی ہیں۔ میں ان سے
 مٹی ٹوٹی لوہے کی سلاخیں موڑ سکتی ہوں۔"
 "خطرناک انگلیاں..."

"ہاں تم انہیں خطرناک بھی کہہ سکتے ہو۔ کیونکہ میں ان سے قتل بھی کر
 سکتی ہوں۔"

لڑان کچھ نہ بولا۔ دوسرے کا اختتام ایک غار کے دلہنے پر ہوا تھا۔
 کلارا دلہنے میں داخل ہو گئی۔ لڑان اب بھی عقب سے روشنی دکھا رہا تھا۔ تھوڑی
 دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہیں قیام کرنا تھا۔ کلارا نے دو کیر وین
 لیمپ روشن کر دیئے۔

یہاں پتھر میں نشست جگہاں ٹراشی لگتی تھیں۔ اور ان پر چمچی گدے
 پڑے ہوئے تھے۔

لیکن اب اس کی خدمت کرنے میں غر محسوس کر رہا ہوں۔"
 لڑان نے خاموشی اختیار کر لی۔ "آخر لڑان کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔
 اور پھر چاروں طرف مکمل تاریکی چھا گئی۔

ان دنوں میں صرف ایک بلب روشن تھا۔ کلارا لڑان کی طرف دیکھ کر
 مسکرائی لیکن کچھ بولی نہیں۔
 پھر اس نے لڑان کا انجین بند کر دیا۔ اور کاغذ پر لکھنے لگی۔ "میں کبیں گاہ
 میں پہنچ گئی ہوں۔ تم عرصے پر چل کر نارنج سے روشنی دکھاؤ تاکہ میں لنگر
 ڈال سکوں۔"

لڑان اٹھ گیا۔ ایک طاقتور برقی نارنج اس کے ہاتھ میں تھا۔ دی
 گئی۔ پھر مختصر سے تاریک ڈوک سے لڑان جا لگی تھی۔ اس کے بعد وہ
 دووں ڈوک پہ اتر گئے اور کلارا نے نارنج لڑان کے ہاتھ سے لے لی۔ ڈوک
 سے گذر کر وہ ایک تنگ سے دہلیز میں داخل ہوئے۔ کلارا روشنی دکھا رہی
 تھی۔ اچانک ایک جگہ بڑے بڑے پتھروں کے ڈھیر سے راستہ مسدود ہو گیا۔
 "اوہ۔ شاید یہاں اس دوران میں زلزلہ آیا تھا۔" کلارا اپنی اصل آواز
 میں بولی۔ اور لڑان کے ہاتھ میں نارنج سنبھالتے ہوئے کہا۔ "تم روشنی دکھاؤ۔ میں
 راستہ بناتی ہوں۔"

"تم راستہ بناؤ گی۔" لڑان نے میرت سے کہا اور نارنج کا رخ پتھروں کے
 ڈھیر کی طرف کر دیا۔ یہ پتھر کئی سن ورنی رہے ہوں گے۔
 "ہاں۔ دیکھو کس طرح راستہ بناتی ہوں۔" اس نے کہا اور پتھروں کے
 ڈھیر کی طرف اپنی دونوں ہتھکڑیاں بڑھائیں جن کی بدتمنائی کی بنا پر
 ہر وقت دستا نہ پہنچے رہتی تھی۔
 اور ان دونوں انگلیوں کی حرکت میں آتے ہی زلزلہ پھر اچھل اچھل کر
 اس طرح ایک طرف گرے گئے جیسے وہ روکنے کا ارادہ نہ کر رہے ہوں۔

”تو یہ ہے تمہاری کمین گاہ۔“ عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا
”بیٹھ جاؤ۔“ کھارنے ایک نشست گاہ کی طرف اشارہ کیا۔

عمران اسے بغور دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔
”جنگوار اگر وہاں تک پہنچ گیا تو اسے تباہ کر دے گا۔“ وہ اہستہ سے بولی۔
”کہاں تک پہنچ گیا تو کیسے تباہ کر دے گا؟“

”تمہارے اچھی ری پورسنگ پلانٹ کو حلالہ مکہ ہم سے موت آتا کہا گیا
تھا کہ ہم اس کے نصب کئے جانے کی جگہ کا پتا لگا کر اپنی رپورٹ پیش کر دیں لیکن وہ
اسے تباہ کر دے گا۔“ کیونکہ اس نے تمہارے ایک حریف ملک سے دشمنی ہے۔“
”اوہ۔“ وہ درگین فائیل قارئین کا قصہ۔“ عمران نے اپنے لمبے میں بہت

زیادہ حیرت پیرا کر کے سوال کیا۔
”وہ شخص اچھانے والی چیز تھی۔ ہمیں تمہارے کسی بھی سیکرٹ سے کوئی سروکار
نہیں۔ سو اے اچھی ری پورسنگ پلانٹ کے۔“
”جس کا کوئی وجوہ نہیں ہے۔“ عمران ہنس کر بولا۔

”تم جھوٹ بولی رہے ہو۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی ”تم جانتے
ہو کہ اسے کہاں نصب کیا گیا ہے۔“

”اسی غلط فہمی کی بنا پر تم لوگ مجھے دوڑاتے پھر رہے ہو۔“ عمران نے کہا
اور مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنس پڑا۔

”جنگوار کو محض اسی نے میری تلاش ہے کہ کہیں میں تم لوگوں کو اصل معاملے سے
آگاہ نہ کر دوں یا یقین کرو اگر وہ وہاں تک پہنچ گیا تو اسے تباہ کر دے گا۔“
”اور اگر تم پہلے پہنچ گئے تو۔۔۔“

”میں صرف اپنی رپورٹ دوں گی جس میں جگہ کی نشاندہی کی گئی ہوگی۔“
”سوال تو یہ ہے کہ اتنے دول کی جھگڑا بولنے کے بعد اب تم اپنی پلانٹ کا
قصہ سنارہی ہو۔“ اصلیت کیا ہے کھار لوگوں۔ اب میں صرف سچی بات سننا پسند کر دی گا۔“

”اوہ۔“ تم تو اس انداز میں گفتگو کر رہے ہو جیسے مجھے گرفتار کر لیا ہو۔“

”جی جگہ کو۔“

کھار ڈکس نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اور عمران نے کہا۔ ”تم لوگوں نے بڑا
لبا کھڑا کر بیٹھایا ہے۔ اگر کسی ایسی پلانٹ کی تلاش تھی تو یہ کام بڑی خاموشی سے ہو
سکتا تھا سگنل داروں نے جگہ کے قطعی غیر ضروری تھے۔“
”اچھا تو کچھ کم کیا جیتے ہو۔“

”یہ لہجہ میں بتاؤں گا۔ پہلے ڈاکٹر فریل کی بات ہو جائے۔“

”اس کی کیا بات کرو گے۔“ کھار نے کہا۔

”وہ شخص اس مرکزی شین کی نگرانی ہے۔ جو سگنل داروں کو کنٹرول کرتی ہے چونکہ
شین کا دائرہ کار محدود ہے۔ لہذا جہاں کہیں بھی تم لوگوں کو سگنل دار کا شہیدہ دکھانا
چوتابے وہاں سے مخصوص فاصلے پر اس شین کی بھی ضرورت پیش آتی ہے سگنل دار
کا جگہ کار شہر میں بڑا کرنا تھا اس لیے یہی ڈاکٹر فریل والا ڈرامہ بھی کھیل گیا۔“
”سلسلے کی بات ہے۔“ کھار ابھر ہنس پڑی اور پھر تجدید کی اختیار کر کے بولی

”تم وقت ضائع کر رہے ہو۔“ عمران۔ ”میں تو ہمیں بہت عقلمند سمجھتی تھی۔“ مجھے بتاؤ
وہ پلانٹ کہاں ہے تاکہ میں اس کی حفاظت کر سکوں۔“

”اگر وہ کہیں ہے بھی تو مجھے قطعاً علم نہیں کہ کہاں ہے۔“ یہاں تو میں یہ کہہ
رہا تھا کہ ان جگہ کار خیزوں کا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں تھا کہ ہمیں
از سر نو مرعوب کیا جائے۔“

”یہ تو کوئی بات نہ بولی۔ تمہارے دست نگر مملکت ہم سے ہر حال
مرعوب رہتے ہیں۔ تمہارا ملک بھی ان میں شامل ہے۔“

”میں اس عام مرعوبیت کی بات نہیں کر رہا۔“ جس میں قرضدار مبتلا ہوتے
ہیں۔“ عمران نے پُر غلغلہ لہجے میں کہا۔ ”یہاں بات دوسری ہے۔ اس علاقے
کے سیاسی حالات کا قصہ ہے کہ ہم غیر جانبدار رہیں۔ لیکن تم ان حالات

میں بھی نہیں اپنا ساشیہ بردار بنائے رکھنا چاہتے ہو۔ اس لئے تم نے سنگزادوں
کا جگر چلایا تھا۔ خصوصیت سے مسلح افواج کو ان کا نمونہ دکھانے کی کوشش
کی تھی۔ رخصت یہ بادور کرنے کے لئے تم ہمیں ہر طرح مجبور کر سکتے ہو۔ ایک
سنگزاد بڑے سے بڑے مورچے کو تر و بالا کر کے رکھ دے گا۔ لیکن کیا پورا
ایک سنگزاد کا حشر تو تم دیکھ ہی چکی ہو۔ سو کلارا۔ ہم من حیث العوم اس منہ
فرہمہ کئے ہی لیکن ہمیں کسی طرح کی بھی غلطی قبول نہیں۔

”خدا کے لئے خاموش رہو۔“ کلارا ماتھا اٹھا کر بولی۔ ”تم خواہ مخواہ
سیاست کے میدان میں دوڑ لگا رہے ہو۔ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اور جیگوار
کو زیادہ سے زیادہ موقع مل رہا ہے۔ پانچ آدمیوں کو اس کا علم ہے کہ
اپنی ری پروہنگ پلانٹ کہاں نصب کیا گیا ہے۔ چار تک ہماری رسائی ممکن
نہیں۔ پانچویں تم ہو۔“

”تمہاری فراہم کردہ اطلاع غلط ہے۔ مجھے ایسے کسی پلانٹ کا علم
نہیں جو دوسروں سے پوشیدہ ہو۔“

”کیا تم ہی ایک سو نہیں ہو...؟“ وہ آنکھوں نکال کر بولی۔

اس پر عمران نے ایک جھجھکدار تہقیر لگایا اور اس وقت تک ہنستا

رہا تھا۔ جب تک وہ جھجھکا کر جھنی نہیں تھی۔ ”خاموش رہو۔“

”تم باقی ہی ایسی کر رہی ہو کہ آدمی ہتھے ہتھے ہو جاتا ہے۔“

”میں تم پر تشدد بھی کر سکتی ہوں۔“ وہ اپنے سے باہر جوتی بولی۔

”لیکن تم اس مرکزی مشین کے احاطہ عمل سے باہر ہو۔ تمہاری کھال

کو کر سٹلائز کر دینی ہے۔“

”میری یہ دو انگلیاں...“

”ہمارے یہاں ایک بڑا روحانی گیت گایا جاتا ہے جس کا مضمون یہی

انگلیاں ہیں۔ مثلاً ستیاں نے انگلی مروڑی ہے۔ رام کم ہنرمائی میں... یہیں

اتنی اور تو آتی ہے کہ تم اس سکھڑے کا مطلب سمجھ سکو۔“

”عمران تمہیں اختیار کر رہے... دوش...“

”تم باقی ہی ایسی کر رہی ہو کہ...“

دفعہ عمران چونک پڑا اس نے متعدد قدموں کی آواز سنیں تھیں لیکن

کلارا بڑا ہی سے بیٹھی رہی اس کی آنکھوں میں تشویش کی رقع بھی نہیں تھی۔

اور پھر سراس اپنے چاروں آدمیوں کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا۔

وہ سب مسلح تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ وہ پانچوں پوزیشن نے کر

کھڑے ہو گئے

”اب کیا خیال ہے مسٹر عمران۔“ کلارا نے پرسکون لہجے میں کہا۔

”اب میرا خیال یہ ہے کہ تم اپنے آدمیوں کو بھی دھوکا دیتی رہی ہو۔“

”کیا مطلب...؟“

”جیگوار بھی تم خود ہی ہو۔“ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

سراس کا واژ کی حیرت انگیز طور پر نقل اتار دی ہو۔ اور میرے سامنے آجائے کے

بعد سے پھر جیگوار کی آواز نہیں آئی تھی۔“

”اب تو تمہیں میرا ہی پرے کا مسٹر عمران۔“ کلارا جیگوار کی آواز میں بولی۔ اور

وہ پانچوں کھڑے کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کے لئے بس اتنا ہی کافی تھا۔ اس

نے قریبی مسلح آدمی پر چلا تگ لگائی اس کی اسٹین گن چھینا ہوا ایک ایسی نشست گاہ

کی اوٹ میں پھینکا جو سراس اور اس کے آدمیوں کے درمیان سے باہر تھی۔ یہ سب اتنی

تیزی سے ہوا تھا کہ کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔

”یہ نکل کر جھانے نہ پائے۔“ کلارا بچنی۔

”جھانے گا کہاں... مادام...؟“ سراس کی آواز آئی۔

”جو شکاری سے خطرناک آدمی ہے۔“ کلارا نے کہا۔

عمران کی آنکھیں ہر قسم کے تاثرات سے عاری تھیں۔ اس کے مقابل چار۔

اٹھیں گئیں تھیں۔ اور چہرہ خطرناک عورت۔ جو خود ہی تعلیم کے اس دستے کی سربراہ بھی تھی۔ اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں خوف کی جگہ سر پر بھی نہیں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے جو کچھ بھی ہو رہا تھا روزمرہ معمولات کے مطابق ہو رہا تھا۔
 وفتہ کارا کی آواز بھڑائی۔ "تم سخت میں مارے گئے عمران! ہم تہارا
 اپنی رسی پر دس سنگ پلاٹ نکالیں کہیں لیں گے۔ اور ہاں یہ بھی درست ہے
 کہ سنگزادہ مصنف تہاری فکری قوت کو مرعوب کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اور
 تم دیکھنا کہ ہم کس طرح کامیاب ہوتے ہیں۔ اس علاقے کے سیاسی حالات خواہ کچھ
 ہوں۔ تہاری قوم کو مہلک حاشیہ پر وارہی ہے رہنا چاہئے۔ تم ہمارے ایک
 مختصر سے دستے کے سامنے بھیجے ہیں۔ یہ وہ مٹو کے جزیرے پر حملہ ہی لئے کیا
 گیا تھا کہ تم لوگ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرو۔"

اس کی آواز عمران کے کانوں میں مزید پڑ رہی تھی لیکن وہ اپنی دونوں اطراف
 سے غافل نہیں تھا۔ اتنی بھرتی سے دونوں اطراف میں اس نے برست مارے کہ ان کی بھی
 چھینٹیں ٹل گئیں جوڑو پر نہیں تھے۔ سلاوس سمے دو آدمی چھلنی ہو کر رہ گئے۔
 ہوشیاری سے۔ کارا دا بازی اور عمران نے اس کی آواز کے ٹھیک اور
 چھت پر برست مارا اور دوسرے ہی لمحے میں کارا کی چیخ سنائی دی۔

گراں چھت سے ٹکرا کر واپسی میں اس کے سر پر پڑی تھیں وہ اپنی نشست
 سے ڈھلک گئی۔ چہرہ فرخ پر تڑپتی اور چھتری رہی تھی۔ چھت سے لپٹی ہوئی گولیاں
 اتنی موثر بھی نہیں تھیں کہ فوراً مرجاتی۔

پھر اچانک کسی اور سے بھی اپنی آواز سے برست مارا اور وہ بالکل خاموش ہو گئی
 پھر سلاوس کی آواز آئی۔ میں نے اسے ختم کر دیا مسٹر خان! اور ہم تینوں خود
 کو تباہ سے حوالے کرتے ہیں۔

"اپنی گئیں بائیں جانب اس طرح ڈال دو کہ میں انہیں دیکھ سکوں۔ عمران
 کہتا ہوا بھرتی سے پیچھے ہٹا۔ آخر اس کے لئے بھی تو وہی تدبیر کی جاسکتی تھی۔

جس کے تحت اس نے کارا کو زخمی کیا تھا۔ لیکن وہ مصنف اندیشہ ہی ثابت ہوا کیونکہ
 تین اٹھیں گئیں اس کے سامنے آگری تھیں۔

• انسانیت کے نام پر مسٹر خان۔ سلاوس کی آواز آئی اور وہ تینوں ہاتھ اٹھا
 چوسے سامنے آگئے۔

• بلاخا انسانیت ہی کی فتح جیتی ہے۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 کارا اس کی کچھ دیر عمران سے سلاوس سے کہا۔ فی الحال اس کی لاش یہیں پڑی رہے
 دو۔ اور تم مجھے مٹو کے جزیرے کی طرف لے چلو۔ تم تینوں کو میں ہر حال میں بچاؤں
 گا۔ یا اگر تم کہیں جانا چاہو گے تو مٹو کے جزیرے ہی سے رخصت کر دوں گا۔
 "شکر یہ مسٹر خان۔ ہم سارے سیاہ فام لوگ زیر دست غلام بنائے گئے
 تھے اور یقین کرو کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ یہی عورت جنگیار ہے۔
 تھوڑی دیر بعد وہ چاروں پھر اسی لالچ پر تھے اور لالچ کھلے سمندر میں سفر
 کر رہی تھی۔ نصف شب کے بعد وہ لالچ مٹو کے جزیرے کے ساحل پر ٹنگر انداز
 ہوئی۔ فوجی ڈوک پر آگئے لیکن لالچ پر نیوی کا نشان دیکھ کر ان کا جادو انازاں
 معدوم ہو گیا۔ کیپٹن شیم پر نظر پڑے ہی عمران نے اس سے سب سے پہلے اس
 جزیرے سے متعلق سوال کیا جہاں سے وہ خود غائب ہوا تھا۔ کیپٹن شیم نے
 اسے بتایا کہ جزیرے کی تلاش لی گئی تھی لیکن اس پر مہماری کرنے کا سوال ہی نہیں
 پیدا ہوا تھا۔ کس پر مہماری کی حاتی زبان تو کوئی بھی نہیں تھا۔

قریباً دو سبک عمران نے کرنل فیضی سے مٹا اٹھ کر ہر رابطہ قائم کر کے کہا
 "میں نے تعلیم کی سربراہ کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ مجھے علم ہے کہ اس کے بغیر
 سامتی کہاں ہیں۔ میں ان تک آپ کے ٹھکانے کی رہنمائی کروں گا۔ ڈاکٹر فوریل کو
 فوراً حراست میں لے لیا جائے۔ بس عمارت میں اس کا قیام ہے۔ یہاں سے گولیاں
 کو ٹھکر کرنے والی مشین بھی موجود ہے۔ اس کا بھی خیال رکھ لیں۔ اور..."
 "لیکن آپ غائب کہاں ہو گئے تھے مسٹر عمران! اور وہ کرنل فیضی کی

آواز آئی۔
 "آپ مطمئن رہیں۔ کل کسی وقت اپنی مکمل رپورٹ سمیت آپ سے ملاقات کروں گا۔ آؤر۔"
 "آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے مسٹر عمران۔ آؤر۔۔۔"
 "اس میچ کا حق ملک ادا کیا ہے۔ جس نے مجھے عمران بنایا ہے۔ اچھا خدا حافظ۔ آؤر اینڈ آل۔"

پس نوشت

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کتاب کو مکمل کرنے کے قابل ہوا اس کتاب کو دسمبر ۱۹۷۷ء کے اواخر میں آئیہائیڈرہ میں اسی مناسبت سے کام کر رہا تھا۔ نصف کے قریب کتاب کا مسودہ دسمبر ۱۹۷۷ء میں چھپ گیا تھا۔ جیسا کہ آپ پیشتر کی تاریخ سے اندازہ لگا سکیں گے۔ دسمبر ہی میں مجھ پر مرض کا دوسرا شدید حملہ ہوا۔ اور کتاب جہاں تہاں رہ گئی۔ میری حالت اتنی بگڑی کہ ہسپتال داخل ہونا پڑا۔

اب بھی پوری طرح صحت یاب نہیں ہوا ہوں۔ لیکن اتنا تو کر سکتا ہوں کہ جیسے تجھے آپ کو انکار کی مزید رحمت سے بھالوں۔ لہذا کتاب حاضر ہے۔ میں نے انتہائی کوشش کی ہے کہ پڑھنے والوں کو مطمئن کر سکوں۔ اس کے باوجود بھی اگر کسی صاحب کو بہت زیادہ مزہ نہ آئے تو بیمار سمجھ کر معاف کر دیں۔

دوسری عرض یہ ہے کہ اس دوران میں کاغذ کی گرانی کے ساتھ ہی ساتھ طباعت کے دوسرے لوازمات کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ لہذا مجبوراً قیمتیں بھی اضافہ کرنا پڑا ہے۔

والسلام

ابن مسعود
 ۱/۵
 ۸۰